لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الأحزاب ٢١

جامع السیر

مجموعۂ ارشادات

شیخ یوسف متالا حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ عرصہ سے ازہر اکیڈمی لنڈن سے دینی کتابیں طبع ہو رہی ہیں جو ایک مشترکہ جدو جہد اور کوشش کا نتیجہ ہے۔

راقم کے بیانات حفظ قرآن پاک اور ختمات بخاری شریف کی تقریبات میں ہوئے یا ماہِ رمضان المبارک کے ایام میں ریڈیو پر ہوتے رہے۔

چند ساتھیوں نے انکو جمع کیا پھر کسی نے دن رات تکلیف اٹھا کر ٹائپ کر کے طباعت کیلئے تیار کیا جسکے نتیجہ میں جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم درس بخاری کے آئینے میں، جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہیں، جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جبل نور پر یا کرامات وکمالاتِ اولیاء وغیرہ کتب منظر عام پر آسکیں۔

ان تمام کتابوں کے مقدمہ یا افتتاحیہ کے طور پر استبراکاً ماوی دارین، ملجأ ثقلین، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس چند صفحات میں پیش کی جاتی رہی۔ زیر نظریہ کتاب جامع السیر اِن ابواب کا مجموعہ ہے۔

دعا ہے اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہنے کی توفیق دے اور ہر کروٹ ہر حرکت سے قبل اسوۂ حسنہ کی طرف جھانک کر پھر آگے بڑھنے کی عادت ڈالدے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

یوسف متالا

بروز جمعہ ۷ جمادی الآخر ۱۴۳۹

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرنے سے پہلے آقا کو منانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا مولیٰ مالک ہم سے راضی ہو جائے۔

لَکَ الْحَمْدُ یَا ذَاالْجُوْدِ وَالْمَجْدِ وَالْعُلیٰ تَبَارَکْتَ تُعْطِیْ مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ
اِلٰھِیْ لَئِنْ جَلَّتْ وَجَمَّتْ خَطِیْئَتِیْ فَعَفُوُکَ عَنْ ذَنْبِیْ اَجَلُّ وَاَوْسَعُ
اِلٰھِیْ وَخَلَّاقِیْ وَحِرْزِیْ وَمَوْئِلِیْ اِلَیْکَ لَدیٰ الْاِعْسَارِ وَالْیُسْرِ اَفْزَعُ
اِلٰھِیْ لَئِنْ اَعْطَیْتُ نَفْسِیْ سُؤْلَھَا فَھَا اَنَا فِیْ اَرْضِ النَّدَامَۃِ اَرْتَعُ
اِلٰھِیْ تَریٰ حَالِیْ وَفَقْرِیْ وَفَاقَتِیْ وَاَنْتَ مُنَاجَاۃِ الْخَفِیَّۃِ تَسْمَعُ

یہ حمد اور مناجات امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ باری تعالیٰ کو خطاب کر کے عرض گذار ہیں: کہ الٰہی! تمام شان سخاوت اور بزرگی تیرے ہی لائق ہے جسے تو چاہے دے، جس سے چاہے روک لے۔ الٰہی! میرے گناہوں کے تو پہاڑ بنے ہوئے ہیں اور بہت بڑے گناہ ہیں لیکن میرے گناہوں کے مقابلے میں تیرا عفو اور تیری مغفرت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے اور بڑی ہے۔

اے میرے مولا! اے میرے خالق! اے میری جائے پناہ! خوشحالی اور تنگی ہر حال میں ہم

گھبرا کر تیری ہی جناب میں حاضر ہوتے ہیں تجھ ہی سے مانگتے ہیں۔الٰہی! میرا حال تو یہ ہے کہ میرا نفس تو مجھے اس قدر ورغلاتا ہے کہ اگر میں اس کے ورغلانے پر چلتا رہا تو سوائے ندامت کے سامنے کے میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا۔الٰہی! تو میرا حال دیکھ بھی رہا ہے، میرے فقر و فاقہ کو بھی دیکھ رہا ہے اور میری زبان کے ان کلمات کا تو کیا ذکر تو میری دل کے دھڑ کنے کو اور دل سے تصوراتی طور پر جو مناجات ہوتی ہے اس کو بھی تو سنتا ہے۔

درود شریف کا اہتمام

ہمارے حضرت شیخ قدس سرہ ہر گرامی نامہ میں یہ تحریر فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف کا اہتمام کریں، درود شریف کا اہتمام کریں۔لیسٹر سے جو یہ مہم درود شریف کی چلی ہے نہایت بابرکت ہے، درود ہی سے آفات اور بلیات اور مصائب دور ہوتے ہیں۔کیونکہ خود قرآن عزیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے براہ راست اپنی طرف سے اس کا حکم ہمیں دیا 'اِنَّ اللّٰـہَ وَمَـلٰئِکَتَہٗ یُـصَلُّوْنَ عَلیٰ النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا' صَلُّوْا عَلَیْہِ یہ امر ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں کہ درود پڑھو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی، صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وَسَـلِّـمُـوْا تَـسْلِیْمًا کہ سلام کرو، یہ تو ہمیں معلوم ہے کیوں کہ جب ہم خدمت اقدس میں حاضری دیتے ہیں، سلام تو ہم کرتے ہیں لیکن یہ صلوۃ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا پیارا جواب عنایت فرمایا؟

فرمایا کہ جو معہود ملاقات پر سلام ہے یہ تو باہمی ملاقات کا تحیہ ہے۔مگر جب تم نماز میں تشہد پڑھتے ہو، وہاں تم سلام کرتے ہو، اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَـلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِيُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہ نماز میں تو تم سلام کرتے ہی ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب پوچھا کہ یارسول اللہ! ھٰـــذَا

السَّلَامُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوۃُ؟ کہ سلام تو معلوم صلوۃ کیسے؟ اور آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہیں کیونکہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام تو معصوم ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُوْلُوْا 'اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ' کہ جب التحیات ختم ہو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک تم پڑھ لو تب آگے مجھ پر درود پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

'صلّوا علیہ'

اسی لئے مفسرین میں اختلاف ہے کہ یہ درود شریف کہاں پڑھا جائے، کس وقت پڑھا جائے، ایک دفعہ پڑھ لینا عمر بھر میں کافی ہے یا بار بار پڑھا جائے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ صَلُّوْا عَلَیْہِ، کہ درود پڑھو، یہ امر ہے۔ کتنی دفعہ پڑھنا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس میں کوئی قید نہیں بس ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ امر استحبابی ہے۔ کہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ کلمہ توحید اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یہ عمر میں کم از کم ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے۔

اسی طرح درود شریف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھنا کم از کم ایک دفعہ عمر بھر میں یہ فرض ہے۔

اسی لئے حنابلہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب بچہ بولنا شروع کرے اس وقت سب سے پہلا کلمہ اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ یہ اس سے کہلوانا فرض

ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں التحیات کے ساتھ نماز میں درود شریف پڑھنا یہ فرض ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شوافع کا قول ہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ تشہد میں فرض ہے یہ شعبی کا قول ہے۔ مگر شعبی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں فرق یہ ہے کہ وہ مطلق تشہد میں اس کو فرض گردانتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرض قرار دیا وہ فرماتے ہیں کہ التحیات پڑھ لیا جائے تو التحیات اور سلام کے درمیان درود شریف پڑھا جائے اس کی جگہ بھی انہوں نے متعین کر دی اور شعبی نے جگہ متعین نہیں کی۔ انہوں نے مطلق رکھا کہ تشہد میں پڑھا جائے چاہے درمیان میں پڑھو، اخیر میں پڑھو یا شروع میں پڑھ لو۔

چھٹا قول یہ ہے کہ تشہد کی بھی قید نہیں بلکہ پوری نماز میں کہیں بھی درود شریف پڑھ لیا جائے۔ یہ احمد باقر سے نقل کیا گیا کہ 'تَجِبُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ غَیْرِ تَعْیِیْنِ الْمَحَلِّ'.

ساتواں قول یہ ہے کہ بعض مالکیہ فرماتے ہیں کہ 'یَجِبُ الْاِکْثَارُ مِنْھَا مِنْ غَیْرِ تَقْیِیْدٍ' کہ کثرت سے درود پڑھنا یہ صَلُّوْا عَلَیْہِ سے مراد ہے کہ بار بار پڑھنا ہے اب کتنا اس کی کوئی قید نہیں۔

آٹھواں قول یہ ہے کہ جب بھی سرکارِ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے یا کان میں پڑے اور سنے، دونوں حالتوں میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ احناف کی ایک جماعت کا یہ قول ہے۔

قاضی ابوبکر ابن عربی فرماتے ہیں کہ 'اِنَّہُ الْاَحْوَطُ' کہ یہ سب سے زیادہ محتاط قول ہے جو حنفیہ کا ہے۔

نواں قول یہ ہے کہ ہر مجلس میں ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف فرض ہے۔ اور پھر جتنی دفعہ ذکر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبان پر آئے یا کانوں میں پڑے، ہر مرتبہ

میں صلی اللہ علیہ وسلم کہنا یہ فرض ہے۔

دسواں قول یہ ہے کہ 'فِیْ کُلِّ دُعَاءٍ' کہ ہر دعا میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دعا کے ساتھ درود شریف نہیں ہوتا وہ آگے جاتی ہی نہیں۔ اس لئے اس کو دعا کا جزو بنا کر فرض کیا گیا کہ دعا میں درود شریف پڑھنا یہ فرض ہے۔

دیکھئے، آپ نے سب میں دسیوں کے دسیوں اقوال میں سنا کہ فرض، فرض، فرض۔ ان میں سے کسی نے واجب کے بھی الفاظ استعمال کئے ہیں مگر اس میں بھی وجوب سے مراد اصطلاحی واجب نہیں ہے کہ واجب تو حنفیہ کے یہاں کی اصطلاح ہے۔ ورنہ دیگر ائمہ کے یہاں واجب فرض ہوا کرتا تھا اسطرح سب کے یہاں درود شریف واجب ہے فرض ہے کے اقوال ہیں، کیونکہ صَلُّوْا عَلَیْهِ کے ذریعہ اسکا حکم ہمیں ملا ہے۔

سب نے فرضیت اور وجوب کا قول بیان کیا۔ یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے مدنظر ہے کہ کیسی عظیم ذات کے بارے میں یہ حکم فرمایا گیا۔ انہوں نے اصطلاحی امر کا معنی اور اس کا مقصد اور اس سے مراد کیا ہے اس سے قطع نظر اسی کو دیکھا کہ یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے متعلق امر ہے۔

ورنہ استیذان وغیرہ کے باب میں اور مختلف جگہوں پر، امر استحبابی بھی آیا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حق جل مجدہ فرماتے ہیں کہ 'صَلُّوْا عَلَیْهِ' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تم درود پڑھو، کہ یہ فرض ہے، جس طرح آرڈر کیا جاتا ہے کہ کرو۔ اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کلمات ارشاد فرمائے کہ تم پڑھو 'قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'، پڑھو! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

عروہ بن مسعود ثقفی

قائلین وجوب وفرضیت کے قول کو سمجھئے، کہ سمجھنے کی چیز ہے کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق وہ پڑھتے رہے، روایات میں سنتے رہے کہ ان کا کیا حال تھا۔ مثلاً صلح حدیبیہ میں دشمنوں کی طرف سے، کفار قریش کی طرف سے، ایک شخص کو بھیجا جاتا ہے، عروہ بن مسعود ثقفی کو۔ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر گفتگو ہو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عظیم فدائیین کا، جانثاروں کا مجمع ساتھ ہے، خدام ساتھ ہیں اس لئے انہیں ضرورت پیش آئی کہ اچھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں سمجھیں۔

چنانچہ عروہ بن مسعود ثقفی نے قریش سے اجازت لی کہ میں نمائندہ بن کے جاتا ہوں وہ پہنچے اور واپس آ کر انہوں نے قریش سے کہا کہ اوہو! ان کے ساتھ تو ایسے جانثاروں کی جماعت ہے کہ فَاِنَّهُ كَانَ لَايَتَوَضَّأُ وُضُوْءً ا اِلَّا كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَيْهِ، يَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ' کہ ایسا فدائیین کا مجمع اور اپنی جان نثار کرنے والے خدام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہیں کہ جب آپ وضو فرماتے ہیں، تو کوئی قطرہ زمین پر گرنے نہیں دیتے، کوشش ہوتی ہے کہ وہ قطرہ زمین کی قسمت میں نہ جائے، زمین کی مٹی کے حوالہ نہ ہو، چہروں پر ملکر ہم سرخ رو ہوں۔ مزید یہ کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہیں، کتنا آپس میں پیار ہے، مگر اس تبرک کو حاصل کرنے کیلئے كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَيْهِ لڑتے جھگڑتے ہیں، قریب ہے کہ قتال کی نوبت آ جائے اور لڑ پڑیں۔ اور اس کو لے کر کیا کرتے ہیں، يَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ، لے کر اپنے چہرے پر اس کو مل لیتے ہیں۔

دعائیہ اشعار

زِدْنِیْ بِفَرْقِ الْبَلَاءِ تَصَبُّرًا   وَالْطُفْ بِمَا قَدَّرْتَهُ فِيْمَا جَرٰى
يَامَنْ لَهُ عَنَتِ الْوُجُوْهُ جَمِيْعُهَا   رُحْ مَا كَفٰى الْعَبْدُ الذَّلِيْلُ تَحَيُّرًا

اِنْ لَمْ یَکُنْ لِیْ مِنْکَ لُطْفٌ شَامِلُ اَوْ فَضْلُ اِحْسَانٍ عَلَيَّ مُقَرَّرَا
فَمَنِ الَّذِیْ اَرْجُوْ لِکَشْفِ بَلِیَّتِیْ اَوْ مَنْ اِلَیْهِ اَمِیْلُ مِنْ بَیْنَ الْوَرٰی
وَالْکُلُّ مُفْتَقِرٌ اِلَیْکَ وَسَائِلُ مِنْ فَیْضِ جُوْدِکَ نُقْطَةً اَنْ تَقطَّرَا
لَااَرْتَدِیْ اَحَدًا سِوَاکَ وَاَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْمَلَاذُ وَمَنْ رَجَاکَ اِسْتَبْشَرٰی
اِنِّیْ سَأَلْتُکَ وَالْهُمُوْمُ تَرَاکَمَتْ وَالدَّهْرُ عَانِدٌ وَالزَّمَانُ تَنَکَّرَا
حَاشَا تَخَیَّبَ مَنْ رَجَاکَ مُؤَمِّلاً مَهْمَا جَنیٰ اَوْکَانَ فِیْکَ مُقَصِّرَا

اس دعا میں ہم نے یہ مانگا کہ الٰہی ابتلاء اور امتحان بہت ہوگیا، زِدْنِیْ تَصَبُّرًا، صبر بھی پھر زیادہ دیجئے۔ اور قضا و قدر کے فیصلے تو ہر وقت جاری و ساری ہیں۔ اور تقدیر کیسی کیسی بلائیں لے آتی ہے، ساتھ ساتھ تیرا لطف بھی آتا رہے اور تیری مہربانی بھی ہوتی رہے۔

یہ سارے چہرے الٰہی تیرے سامنے ہی ذلیل بنتے ہیں، سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہ ذلیل بندہ حیران ہوکر تیری رحمت کا امیدوار اور طلب گار ہے۔ الٰہی اگر تیری طرف سے موسلا دھار برستی ہوئی مہربانیاں نہ ہوں گی یا مکرر تیری طرف سے مجھ پر احسان نہیں ہوگا تو کون ہے جس سے میں بلاؤں کے دور کرنے کی امید رکھوں۔ یا مخلوق میں سے کس کی طرف میں اپنی حاجت لے کر جاؤں؟ کیوں کہ یہ ساری کی ساری تیری مخلوق ہے تیرے ہی سامنے اپنا مدعا پیش کرتی ہے۔ تیری ہی محتاج ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ تیرے جود و احسان کے دریا سے ایک قطرہ ٹپک جائے۔

تیرے سوا میں کسی کے سامنے میں اپنا مدعا پیش نہیں کرسکتا۔ تو ہی مجھے پناہ دینے والا ہے تیرے ہی در پر مجھے پناہ مل سکتی ہے۔ میں سائل بن کر آیا ہوں اور غموم و ہموم، آفات و بلیات اور غم و افکار کا ہجوم ہے اور زمانہ معاند اور دشمن بن چکا ہے اور یہ زمانہ اور وقت اس نے اپنا چہرہ میرے ساتھ بدل دیا ہے جو تجھ سے امید رکھے بہت بعید ہے کہ تیرا امیدوار ناکام رہے، چاہے مَهْمَا جَنیٰ اَوْکَانَ فِیْکَ مُقَصِّرَا کہ اس نے چاہے کتنی ہی جنایت کی ہوں یا کتنے

ہی گناہ کئے ہوں یا تیری جناب میں کتنی ہی تقصیر یا کوتاہی کی ہو۔ تیری رحمت کا دریا بڑا وسیع ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا

علامہ سمعانی نے مختلف روایات کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں جب کہ مشرکین اپنا منہ کالا کر کے واپس لوٹ گئے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں فراغت کے بعد صحابہ کرام سے فرمایا،

جس طرح پنجوقتہ نمازوں کے وقت حرمین میں آپ نے سنا ہوگا کہ امام صاحب فرماتے ہیں اِسْتَوُوْا وَاعْتَدِلُوْا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ صفیں سیدھی کرلو حَتّٰی اُثْنِیَ عَلٰی رَبِّیْ اور وجہ بھی بیان فرمادی کہ نماز نہیں پڑھنی، بلکہ میں اپنے رب کی حمد وثنا کرنا چاہتا ہوں۔

فَصَارُوْا خَلْفَهٗ صُفُوْفًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں انہوں نے بنالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا شروع فرمائی: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَابَاعَدْتَّ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَ فَضْلِکَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ الَّذِیْ لَایَحُوْلُ وَلَایَزُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ یَوْمَ الْعَیْلَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ. اَللّٰهُمَّ عَائِذٌ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَیْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا. اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّهْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ. اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ. اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْکَفَرَةَ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ

رُسُلَکَ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ عَلَیْھِمْ رِجْزَکَ وَعَذَابَکَ. اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَالَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتَابَ، اِلٰہَ الْحَقِّ۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احد میں فراغت کے بعد کی نہایت جامع دعا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اپنے لئے جو مانگا کہ 'اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ' کہ اے خدا! تو ہمیں اسلام پر قائم رکھ اسلام کی حالت میں وفات دے، موت دے، اپنے پاس بلا لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی آگاہی

جیسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جہان میں آمد سے پہلے چاروں طرف نقارے بج رہے تھے، پتھر بول رہے تھے، بت بول رہے تھے، جن بول رہے تھے، منجم، علم نجوم کے ماہرین خبریں دے رہے تھے کہ ایک بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے، یہی حال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بھی ہوا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ 'اَوَّلُ مَا اُعْلِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنْقِضَاءِ عُمُرِیْ بِاِقْتِرَابِ اَجَلِہٖ بِنُزُوْلِ سُوْرَۃِ اِذَا جَاءَ' کہ اذا جاء کی سورت کے نزول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ آپ کی وفات کا وقت اب قریب ہے۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ھَلْ کَانَ یَعْلَمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتیٰ یَمُوْتُ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ اور پھر اسی سورت کا حوالہ دیا۔ کہ جب نبی کا کام ختم ہوگیا فتوحات ہوئیں، حق تعالیٰ شانہ کی نصرتیں ہوئیں اور دنیائے انسانیت فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگی، نبی کا کام ختم ہوگیا۔ اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اس سورت میں خبر دی گئی ہے۔

چنانچہ اس میں 'فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ' کا حکم بھی ہے۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سبحان اللہ، الحمد للہ، استغفر اللہ، استغفار کی کثرت ہونے لگی یہاں تک کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ 'کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ آخِرِ عُمُرِہٖ لَایَقُوْمُ وَلَا یَقْعُدُ وَلَا یَذْھَبُ وَلَا یَجِیءُ اِلَّا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہ اٹھتے بیٹھے، آتے جاتے ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر سبحان اللہ وبحمدہ رہتا تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ بہت کثرت سے ورد فرماتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اس سے پہلے آپ کو اتنی کثرت سے یہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورت میں اس کی کثرت کا حکم ہے۔

عبادات اور مجاہدات میں زیادتی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر شریف کے آخری مہینوں میں موت کے لئے تیاری میں اتنا مجاہدہ شروع فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ سورت نازل کی گئی نُعِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسُہٗ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی گئی پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ مجاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اور عبادت اس قدر ہوئی کہ 'اَنَّہٗ یَعْبُدُ حَتّٰی صَارَ کَالشَّنِّ الْبَالِیْ' پرانے چمڑے کے سوکھے ہوئے مشکیزہ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ہو گیا۔

اسی لئے سورۃ اذا جاء کے نزول کے بعد رمضان المبارک آیا۔ آخری رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کو دگنا فرمادیا۔ پہلے ایک عشرہ کا اعتکاف ہوتا تھا اس آخری رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا۔

جبریل امین کے ساتھ پہلے ایک قرآن کا دور ہوتا تھا آخری رمضان میں دو دور فرمائے۔ اور بس ملائے اعلیٰ کا اشتیاق ہر وقت لگا ہوا ہے ہر وقت زبان پر تسبیح، استغفار، تحمید جاری

ہے۔

حجۃ الوداع

اسی لئے اس رمضان کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں تشریف لے گئے، وہاں صاف بیان فرمادیا 'خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ فَلَعَلِّیْ لاَ اَلْقَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا' شاید اِس سال میری تمہاری اِس ملاقات کے بعد پھر ملاقات نہ ہو اس لئے جب صحابہ کرام نے یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے 'فَقَالُوْا ھٰذِہٖ حَجَّۃُ الْوَدَاعِ'، سب کی زبانوں پر جاری ہوگیا کہ اوہو! یہ تو الوداعی حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب حج سے فارغ ہوکر واپس مدینہ منورہ لوٹ رہے ہیں تو غدیرخم، ایک تالاب کے کنارہ، مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے درمیان خطبہ دیا اور وہاں بھی حجۃ الوداع کے خطبہ کی طرح سے صاف صاف فرمادیا کہ اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، یُوْشِکُ اَنْ یَاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ کہ میں بھی انسان ہوں، ہرانسان کومرنا ہے۔ مجھے بھی بلاوا آنا ہے۔قریب ہے کہ ابھی جلدی ہی آجائے میرے رب کا بلاوا اور میں قبول کرلوں اور میں اپنے رب کے پاس چلا جاؤں۔

مرض الوفات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تصریحات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کی خبر دی۔ اس کے بعد صفر کا مہینہ ختم ہونے کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ بیماری کے ایام بعض روایات میں دس، بعض میں بارہ، بعض میں چودہ، بعض میں تیرہ، مختلف روایاتہیں ۔ اس دوران میں بھی حجۃ الوداع کے خطبہ کی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبات دیتے رہے۔ حجۃ الوداع کا خطبہ، غدیرخم کا خطبہ ہو چکا تھا۔

پھر اس بیماری کے ایام میں بھی، ایک دن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ 'خَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَھُوَ مَعْصُوْبُ الرَّأْسِ فَقَامَ عَلیٰ الْمِنبَرِ' کہ سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی ہے اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ 'اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَیْہِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُھَا فَاخْتَارَ الْآخِرَۃَ' کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو اختیار دیا گیا کہ جتنا عرصہ آپ کو دنیا میں رہنا پسند ہو، دنیا کے تمام خزائن کی چابیاں آپ کے حوالہ ہیں پھر جب آپ چاہیں گے، اس وقت ہم آپ کو جنت میں لے جائیں گے۔ یا ابھی اگر آپ تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو ابھی آپ جنت میں جا سکتے ہیں۔

چنانچہ ابومویہبہ کی روایت میں ہے کہ 'اِنِّیْ اُعْطِیْتُ خَزَائِنَ الدُّنْیَا وَالْخُلْدِ ثُمَّ الْجَنَّۃُ' کہ فرشتے نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! دنیا کے تمام خزائن آپ کو دے دیئے جاتے ہیں اور ہمیشہ آپ کو دنیا میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے اور اس کے بعد جب آپ چاہیں گے تب جنت میں جا سکتے ہو ثُمَّ الْجَنَّۃُ۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ 'فَخُیِّرْتُ بَیْنَ ذٰلِکَ وَبَیْنَ لِقَاءِ رَبِّیْ فَاخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّیْ وَالْجَنَّۃَ' کہ ہمیشہ دنیا کے تمام خزائن کو لے کر دنیا میں رہنے کے بعد جنت مجھے نہیں چاہئے۔ بلکہ مجھے تو اسی وقت میرا رب چاہئے 'اِخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّیْ وَالْجَنَّۃَ'۔

فرستادۂ خداوندی کو جواب

چنانچہ جیسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائے اعلیٰ کے قاصد کو، دربار خداوندی کے فرستادہ کو یہ جواب عنایت فرمایا، 'فَابْتَدَأَ وَجْعُہٗ' تب بیماری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شروع ہوگئی اور بارہ چودہ دن یہ بیماری رہی۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کے ایام میں اختلاف ہے بالکل اسی طرح کا اختلاف یہاں کے ایام میں بھی ہے۔ کہ فلاں دن فلاں واقعہ ہوا، کوئی کسی دن اور تاریخ کے ساتھ اسے چسپاں اور فٹ کرتا ہے، کوئی کسی دن

کے ساتھ۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا کہ بندوں میں سے ایک بندہ کو اختیار دیا گیا۔ سب صحابہ کرام سن رہے ہیں کہ اللہ کی مخلوقات کی آسمان کی، زمین کی، انسانوں کی، جناتوں کی، تمام عالموں کی خبریں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سن رہے تھے، کسی کا اس کی طرف ذہن نہیں گیا کہ اپنے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ رو رہے ہیں، انہیں تعجب ہو رہا ہے کہ یہ تو اللہ کے کسی بندہ کا قصہ بیان فرمایا گیا، یہ کیوں رو رہے ہیں۔ لیکن جب وصال ہوا تب سمجھے کہ اوہو! وَکَانَ اَعْلَمُ. کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔

چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آگے تصریح اور صراحت شروع فرمادی۔ فرمایا کہ پہلے مسجد نبوی میں آنے کے لیے صحابہ کرام کو گھوم کر، چکر لگا کر نہ آنا پڑے کسی ایک دروازہ سے، اس کے بجائے ان کے گھر جو مسجد نبوی میں کھل سکتے تھے، انہیں اجازت تھی کہ وہ دروازہ بنالیں اپنے صحن میں وہاں سے پہنچ جائیں۔ فرمایا کہ تمام دروازے بند، صرف ایک دروازہ کھلا رکھا جائے گا، لَایُبْقَیَنَّ خَوْخَةٌ فِی الْمَسْجِدِ اِلَّا سُدَّتْ، اِلَّا خَوْخَةُ اَبِیْ بَکْرٍ، سُدُّوْا ھٰذِہِ الْاَبْوَابَ بِالشَّارِعَةِ فِی الْمَسْجِدِ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍ کہ تمام دروازے بند کردو صرف ایک دروازہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھلا رہے گا۔ یہ صراحت تھی کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے، سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ سر مبارک

میں درد ہورہا ہے، اس درد کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پٹی باندھ رکھی ہے۔اب عالم بالا کا سفر درپیش ہے، یہ صراحتاً صاف صاف بیان کیا جارہا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آخری قیام

اسی دوران میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اور وہ کیسے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر ازواج مطہرات کی باری کے دن میرے دروازہ کے پاس سے گذرتے ہوئے کوئی نہ کوئی بات ضرور ارشاد فرمادیتے تھے۔

صرف ایک دن ان بیماری کے ایام میں ایسا گذرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرتے ہوئے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔اب عشق ومحبت کا یہ عالم کہ امی جان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ میرے دروازہ کے اوپر تکیہ رکھ دو تا کہ دروازہ کھلا رہے، دروازہ بند نہ ہو اور میں وہی بیٹھتی ہوں اور میرے سر پر پٹی باندھ دو۔

اب امی جان کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے، دروازہ پر بیٹھی ہوئی ہیں، اماں جان کو کبھی اس حال میں بیٹھے ہوئے دیکھا نہیں تھا آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے، تب پوچھا کہ یا عائشہ! مَاشَانُکِ؟ کیا ہوگیا؟ چپکے سے گزرنا برداشت نہیں کر سکیں اسلئے بلوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'مَا شَأْنُکِ؟' [فرماتی تھیں] تب عرض کیا کہ مجھے سر میں تکلیف ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ 'اَنَا وَا رَأْسَاهُ' مجھے بھی سر میں تکلیف ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمادیا کہ میرے پاس بار بار میرے رب کا قاصد آرہا ہے اور عائشہ کے حجرہ میں مجھے منتقل ہونا ہے۔فرمادیا کہ 'اِنِّی لاَ اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَدُوْرَ بَیْنَکُنَّ فَأْذِنَّ لِیْ' چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کا قیام رہنے لگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں بقیع شریف تشریف لے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے جب کہا 'اَنَا وَارَأْسَاہُ'، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ 'بَلْ اَنَا وَا رَأْسَاہُ'. پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا اس میں کیا نقصان ہے کہ اگر مجھ سے پہلے تیرا انتقال ہوجائے، میں خود تجھے غسل دوں، کفن پہناؤں، تیری نماز پڑھوں، تجھے دفن کروں۔ جواب میں امی جان کہنے لگیں کہ اوہو! اگر ایسا موقعہ آیا تو پھر شام نہیں ہوگی کہ آپ کسی زوجہ مطہرہ کے ساتھ عروس ہوں گے۔ دلہا بنے ہوں گے۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

دردِ سر کے ساتھ تیز بخار

اسی بیماری کے ایام میں جب تکلیف بڑھنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر درد کے ساتھ بخار بھی ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹب میں پانی میں بٹھا کر سات مشکیزے پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالا گیا۔ پھر بھی بخار کی شدت اتنی تھی کہ کوئی جسم اطہر پر ہاتھ رکھتا اور اس ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھا جائے تب بھی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کی وجہ بیان فرمائی 'اِنِّی اُوْعَکُ کَمَا یُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ' ہمیں بخار بھی ڈبل ہوتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے ہمارا اجر المضاعف اور ڈبل ہو۔

یہ بیماری پھر اور بڑھی اتنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی دوران بے ہوشی طاری ہوئی۔ سب نے سمجھا کہ یہ ذات الجنب کی بیماری کی تکلیف کی وجہ سے ایسا ہوا، انہوں نے کوئی دوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک میں ٹپکائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ذات الجنب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خیبر میں مجھے جو

گوشت میں زہر دیا گیا تھا 'فَهٰذَا اَوَانُ اِنْقِطَاعِ اَبْهَرِیْ' کہ اس سے میری حلق کی رگیں کٹ رہی ہیں، اسی کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوئی۔

اسی رات کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس صبح کو وصال ہوا اسی رات امی جان نے اپنا چراغ خادمہ کے ہاتھوں پڑوسنوں کے پاس بھیجا کہ

'قَطِّرِیْ لَنَا فِیْ مِصْبَاحِنَا مِنْ عُکَّةِ السَّمَنِ'

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سکرات میں ہیں اور گھر میں اندھیرا ہے۔

اسی دوران حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے چپکے سے کوئی بات ارشاد فرمائی جس میں وہ پہلے روئیں پھر ہنسیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات

انہی گھڑیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قاصد کے ذریعہ اختیار دے کر پوچھا گیا کہ آپ کیا پسند فرمائیں گے، اُس سوال کے وقت وہاں کا عالم، جنت سامنے کی گئی، اور جنت بھی اس طرح دکھائی گئی کہ جس طرح دنیا میں اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خدمت میں تھیں، اسی حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں پہنچایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی مبارک کی سفیدی دیکھ رہے ہیں اور ایک طرف جنت کی نعمتیں سامنے ہیں۔

اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا، 'اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ 'مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا'۔

کسی روایت میں ہے 'مَعَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی فِی الْجَنَّةِ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنِ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ'۔

یہ کلمات سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ محبوب اب ہمارے درمیان نہیں رہیں گے۔ یہ اختیار دیا گیا ہے اور سوال کیا فرشتہ نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جواب دیا ہے۔

مگر اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امی جان کی تسلی کے لیے اُس آخری گھڑی میں بھی فرمایا کہ میرے لئے اب موت آسان ہوگئی کہ 'اِنِّیْ رَأَیْتُ بَیَاضَ کَفِّ عَائِشَۃَ فِیْ الْجَنَّۃِ' میں نے عائشہ کا گورا گورا ہاتھ جنت میں دیکھا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اہل بیت سے محبت عطا فرمائے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت دے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی تعظیم وتکریم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت دے۔ ہر وقت چلتے پھرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہم اتار رہے ہوں، لباس میں، کھانے میں، پینے میں، سونے میں، جاگنے میں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کا اتباع ہمارے لئے آسان فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

اسی لئے ایک مرتبہ کا قصہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کوئی ساتھی بھی تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھی نے موقعہ غنیمت جانا اور عرض کیا کہ 'یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ حَدِّثِیْنَا عَنِ الزَّلْزَلَۃِ' کہ اماں جان ہمیں وہ زلزلے والی حدیث سنایئے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: 'اِذَا اسْتَبَاحُوْا الزِّنَا، وَشَرِبُوْا الْخُمُوْرَ وَطَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ اَغَارَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ السَّمَاءِ فَقَالَ لِلْاَرْضِ تَزَلْزِلِیْ بِهِمْ' کہ جب زنا عام ہوجائے، شراب عام ہوجائے، یہ معازف اور گانا بجانا عام ہوجائے تو

اللہ عز وجل کا زمین کو حکم ہوتا ہے کہ 'تَزَلْزِلِی بِهِمْ' دھنسا دو ان کو۔ پہلے ہلاؤ، اگر باز آ ئیں تو ٹھیک ورنہ پھر دھنسا دیا جاتا ہے۔فرمایا 'تَزَلْزِلِی بِهِمْ' حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں زمین سے کہ ان کو ہلا کر رکھ دو۔

ابھی تین چار روز پہلے اٹھ کر میں نے اپنا خواب بتایا کہ آج میں نے دیکھا کہ زلزلہ ہے، عمارت جس میں تھے ہلی تین دفعہ۔ زلزلہ کے بعد اگر وہ توبہ کرلیں تو وہ چھوٹ جاتے ہیں۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ 'يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَعَذَابًا لَهُمْ؟' کہ کیا زلزلہ آتا ہے عذاب کے طور پر؟

سبب حقیقی

ہر چیز کے حق تعالیٰ شانہ نے اسباب رکھے ہیں کہ زلزلہ سائنس کے نزدیک تو مختلف وجوہ سے ہوتا ہے اب گناہ کا زلزلہ سے کیا تعلق؟ یہی تو غیب ہے۔ کہ اسی میں انسان الجھ کر مالک کو بھولتا ہے یا یاد رکھتا ہے؟ کہ سبب حقیقی اور مسبب الاسباب کی طرف اس کی نگاہ جاتی ہے؟ یا یہ جو ظاہری نظر آنے والا سبب ہے اسی میں الجھ کر رہ جاتا ہے؟ انسان کو خدا اسی لئے تو نظر نہیں آتا۔ جنت اسی لئے تو دکھائی نہیں دیتی، سارا نظام جو چل رہا ہے فرشتوں کا اسی لئے تو نظر نہیں آتا۔ پھر تو جب غیب نہ رہے تو پھر امتحان تو اس طرح نہیں لیا جاسکتا۔ یہ غیب اور مصائب تو امتحان ہے انسانیت کا۔

اللہ کرے کہ ہم اسباب میں الجھ کر نہ رہیں، مالک حقیقی کو جانیں اور اس کو پہچانیں۔ اماں جان سے پوچھا کہ 'يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَعَذَابًا لَهُمْ؟ قَالَتْ، 'بَلٰى، مَوْعِظَةً وَرَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَنَكَالاً وَسُخْطاً لِلْكَافِرِيْنَ' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ساتھی کے سوال پر اور اس حدیث کے سننے پر بے حد مسرت ہوئی کہ ہماری یہ حاضری قبول ہوگئی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زلزلہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایک دفعہ زلزلہ آیا۔ اِنَّ الْاَرْضَ تَـزَلْـزَلَـتْ عَـلـىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک زمین پر رکھا اور فرمایا 'اُسْـكُـنِىْ!' ساکن ہو جا۔ یہ تو زلزلہ انسانیت کو ہلانے کیلئے ہوتا ہے، ڈرانے کیلئے ہوتا ہے، انہیں حق کی طرف متوجہ ہونے اور گناہوں سے توبہ کیلئے ہوتا ہے۔

اور ایک زلزلہ وہاں پہاڑوں پر بھی آیا ہے۔

جبل نور پر زلزلہ

مختلف پہاڑوں کے مختلف جگہوں کے قصے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواص رفقاء کے ساتھ پہاڑ پر ہیں اور زلزلہ آیا جبل نور پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس طرح یہاں زمین کو فرمایا اُسْكُنِىْ. وہاں فرمایا ساکن ہو جا، 'فَـاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدٌ' تین کلموں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے آنے والے کتنے لمبے زمانہ کی تاریخ بیان فرما دی خلفائے کرام کی، اور اپنے متعلق بھی کہ میری بھی وفات شہادت سے ہوگی، صدیق کی وفات بھی شہادت سے ہوگی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو زہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں دیا گیا تھا، وفات سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ 'عائشہ! وہ جو گوشت کے اندر زہر دیا گیا تھا اس کی وجہ سے میری حلق کی رگوں کو میں کٹتا ہوا محسوس کر رہا ہوں'۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طبیب عرب کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ دونوں نے لقمہ لیا۔ طبیب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ لقمہ اگل دیجئے۔ اگلنے کے بعد اس

نے پوچھا کہ آپ نے کچھ کھا بھی لیا۔ فرمایا ہاں کھالیا۔ کہا میں نے بھی ایک لقمہ تو کھالیا۔ پھر کہا کہ آج کا دن لکھ لیجئے۔ آئندہ سال آج کا دن ہم دونوں نہیں پاسکیں گے۔ سال میں یہ زہر اثر کرے گا اور تمہاری اور میری دونوں کی وفات ہوجائے گی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہید، عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شہید، یہ لرزنا تو پہاڑ کا جھولا تھا تھوڑا سا، پیار سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خلفاء کو اسے جھولے کی طرح ہلا کر پیار دیا۔

موجودہ دور کے زلازل

اس وقت، ہر تھوڑے دنوں کے بعد زلزلے سنے جاتے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ 'بلیٰ ' کیوں نہیں، یہ عذاب کے طور پر ہے اور اس لئے ہے کہ مَوْعِظَةً وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ، تاکہ سنبھل جائیں اور گناہ چھوڑ دیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زلزلہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'اُسْكُنِيْ' کہ ابھی تو اس کا وقت نہیں آیا۔

قرب قیامت میں زلازل ہوں گے۔ آتے رہیں گے جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے مطابق شروع ہیں، زلزلوں پر زلزلے۔ پھر ارشاد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ زلزلہ ہوتا اس لئے ہے کہ حق تعالیٰ شانہ بندوں سے توبہ چاہتے ہیں کہ وہ توبہ کریں۔ معافی مانگیں، اپنے گناہوں کی عادت کو چھوڑیں۔ اگر وہ توبہ کرلیتے ہیں تو حق تعالیٰ معافی دے دیتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں جس طرح زلزلہ آیا اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی ایک دفعہ زلزلہ آیا۔ فوراً آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی نئے گناہ تم نے ایجاد کئے ہیں جو میں ظاہری طور پر دیکھ نہیں سکتا۔ تو خدا کے واسطے اس سے

توبہ کیجئے ورنہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکوں گا۔ اَیُّھَا النَّاسُ مَاکَانَتْ هٰذِهِ الزَّلْزَلَةُ اِلَّا عَلٰی شَیْءٍ اَحْدَثْتُمُوْهُ. وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَئِنْ عَادَتْ لاَ اُسَاکِنُکُمْ فِیْهَا اَبَدًا. اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی قصے میں، یا شاید کسی اور موقعہ پر پھر زلزلہ آیا ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر ہاتھ مار کر پوچھا 'مالَکِ؟' کیوں ایسا کر رہی ہے تو؟ کیا شان تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ کیا عظمت تھی۔ کہ ہر مخلوق ان خدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو پہچانتی تھی، زمین پہچانتی تھی، پہاڑ پہچانتے تھے، آسمان پہچانتا تھا، زمین پہچانتی تھی، روئے زمین کے کیڑے مکوڑے وحشی جانور ہر ایک پہچانتے تھے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے جنگل میں اعلان فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یہاں پہنچے ہیں ہمیں قیام کرنا ہے یہاں، تم جاؤ یہاں سے۔ کہتے ہیں کہ تمام وحشی جانور اپنے منہ میں اپنے بچوں کو لے کر جا رہے ہیں، ہاتھی جا رہا ہے، شیر جا رہا ہے، چیتا جا رہا ہے۔ تمام وحشی جانوروں نے اپنا رستہ لیا اور خالی کر دیا ایک ہی اعلان پر۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زمین سے پوچھتے ہیں کہ 'مَالَکِ؟' ارے! تجھے کیا ہو گیا۔ فرمایا کہ 'اَمَّا اِنَّهَا لَوْ کَانَتِ الْقِیَامَةُ' اگر قیامت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے تو زمین پہلے بولنا شروع کرے گی۔ اللہ وہ دن ہمیں نہ دکھائے۔

زمین کا بولنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 'سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَلَیْسَ فِیْهَا ذِرَاعٌ وَلاَ شِبْرٌ اِلاَّ وَهُوَ یَنْطِقُ' کہ زمین کا ہر حصہ بولے گا۔ 'یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زلزلہ آیا تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا 'یَا اَیُّهَا

النَّاسُ ! مَاهٰذَا؟ مَا اَسْرَعَ مَااَحْدَثْتُمْ' یعنی پتہ تھا انہیں کہ اس کے اسباب کیا ہیں۔فوراً ڈانٹا لوگوں کو کہ یہ کیا ہے؟ بہت جلدی تم لوگ بدل گئے۔اب دوسری مرتبہ یہ زلزلہ نہیں آنا چاہئے۔'لَئِنْ عَادَتْ لاَ اُسَاكِنُكُمْ فِيْهَا' کہ اگر دوسری مرتبہ یہ زلزلہ آیا تو میں تمہارے ساتھ یہاں نہیں رہوں گا۔

زمین کا ڈرنا اور کانپنا

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین ہلتی کیوں ہے، زلزلہ کیوں آتا ہے۔ فرمایا'اِنَّمَا تَزَلْزَلَ الْاَرْضُ اِذَا عُمِلَ فِيْهَا بِالْمَعَاصِىْ فَتَرْعَدُ فَرَقًا مِنَ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهَا' اللہ اکبر کاش کہ ہم بھی ڈریں گناہوں کی اس نحوست سے اور ان کے وبال اور ان کے نتیجہ سے جیسے زمین ڈرتی ہے۔گھر میں کسی بچہ نے کوئی حرکت کی تو دوسرے بچے ڈر جاتے ہیں کہ اوہو! اب ایسا ہوگا۔اسی طرح وہ زمین، یہ سوچ کر رب تعالیٰ شانہ کو اس گناہ کا پتہ اب چلے گا اور رب ناراض ہوگا اس لئے وہ پہلے ہی کانپنا شروع کر دیتی ہے۔

حق تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضگی کا ڈر جتنا زمین آسمان اور دوسری مخلوق کو ہے حق تعالیٰ شانہ ہمیں بھی اس کا کچھ حصہ عطا فرمادے کہ ہم بھی اس کی طرح سے ڈرنے لگیں۔ کعب فرماتے ہیں کہ 'فَتَرْعَدُ فَرَقًا مِنَ الرَّبِّ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهَا' کہ رب کو اس کی اطلاع ہوگی، اب کیا ہوگا اس گناہ کے بعد۔اس لئے وہ زمین کانپتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ زلزلہ آیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تمام شہروں میں اپنی طرف سے گرامی نامہ تحریر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ 'اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الرَّجْفَ شَيْءٌ يُعَاتِبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ الْعِبَادَ' پہلے تو اس کی

حقیقت بیان فرمائی کہ یہ زلزلہ ہے کیا۔ ارشاد فرمایا کہ یہ زلزلہ حق تعالیٰ شانہ کا بندوں پر عتاب ہے، غصہ ہے ناراضگی ہے، اس کا جلال ہے۔ اور آگے لکھا کہ 'وَقَدْ کَتَبْتُ اِلیٰ الْاَمْصَارِ اَنْ یَخْرُجُوْا فِیْ یَوْمٍ کَذَا فِیْ شَھْرٍ کَذَا وَکَذَا فَمَنْ کَانَ عِنْدَہُ شَیْءٌ فَلِیَتَصَدَّقْ بِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی فرمایا کہ میں نے تمام شہروں میں یہ حکم بھیج دیا ہے کہ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو سارے مسلم غیر مسلم میدانوں میں باہر نکلیں اور صدقہ کریں جس کے پاس ہو اور نماز پڑھیں، روئیں، گڑگڑائیں، اللہ کا نام لیں اور اس کا ذکر کریں، ذکر اللہ کی کثرت کریں اور یہ دعا پڑھیں جو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی خطا کی معافی کیلئے رب کی بارگاہ میں اپنی عرضی پیش کی تھی۔ اور کہا تھا 'رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْلَنَاوَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ' کہ الٰہی ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا تو مغفرت نہیں کرے گا، معافی نہیں دے گا، ہم تو لٹ جائیں گے، خسارہ میں پڑ جائیں گے۔ فَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ آدَمُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا آگے فرمایا 'وَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ نُوْحٌ' جیسے حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے حق تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے عرض کیا تھا 'وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَاوَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ' کہ اے خدا تیرے سوا میرا ہے کون؟ تو اگر مغفرت نہیں کرے گا تو میرا تو بہت نقصان ہو جائے گا'۔

آگے فرمایا وَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ یُوْنُسُ، اور حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ جس طرح حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں تین اندھیروں میں رب کو پکارا تھا۔ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلاثٍ، رات کا اندھیرا، سمندر کی تہہ کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، جو انہوں نے اس وقت رب کو پکارتے ہوئے کہا تھا وہ تم کہو۔ کہ انہوں نے کہا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اے خدا! تو پاک ہے اور ناپاکی کو پاک کرنے والا ہے، ہماری خطاؤں کی، لغزشوں کی، گناہوں کی تمام آلودگیوں سے ہمیں پاک فرمادے۔ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.

البیلا معشوق

یہ جو مبارک ایام ہیں حق تعالیٰ شانہ ان ہمارے ٹوٹے پھوٹے اعمال اور روزوں کی برکت سے حق جل مجدہ ہمیں معافی دے دے، ہمارے گناہ معاف فرمادے۔ ہم سے راضی ہوجائے۔ ناراضی پیدا کرنے والے اسباب ہم سے سرزد نہ ہوں۔ ہم وہ کام کریں، وہ عمل کریں کہ جس سے حق تعالیٰ شانہ راضی رہے۔ یہی سب سے بڑی ہماری ضرورت ہے کہ مالک ہم سے ہر وقت راضی رہنا چاہئے۔

محبت ہوتی ہے انسان کو تو محبوب کے متعلق، معشوق کے متعلق ایسی کوئی حرکت اسے گوارا نہیں ہوتی جس سے اس کی ناراضگی کا یا روٹھ جانے کا اندیشہ ہو۔ اور حضرت شیخ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ 'اللہ عزوجل بڑا البیلا معشوق ہے'۔ اوہو! ہم اس عظیم معشوق کے، محبوب کے البیلا پن کو ہم جانیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور ایک بڑھیا

ایک عجیب قصہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام گذر رہے ہیں۔ ایک بڑھیا ہے اسے اپنے مولیٰ سے، خالق سے، مالک سے محبت ہے، بے پناہ عشق ہے۔ وہ جو اپنے معشوق کے لیے جو کرسکتی ہے وہ اس نے کہنا شروع کیا۔ کہ اے خدا! تو آجا۔ اگر تو میرے پاس آجائے تو میں تیرے بال بناؤں، تیرے بالوں کا بناؤ سنگھار کروں۔ اس میں کنگھی کروں۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ یہاں تو کوئی ہے نہیں تو کس سے کہہ رہی ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میرے مالک کو میں بلا رہی ہوں۔ فرمایا کہ ارے! مالک کو ان کلمات سے یاد کیا جاتا ہے؟ ایسا مت کہا کرو۔ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تھوڑا آگے چلے۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے وحی آئی۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے عتاب ہوا۔ فرمایا موسیٰ وہ جو کلمات وہ کہہ رہی تھی، ہمیں لطف آرہا تھا اس کے کلمات سن کر، اور اس پر پیار آرہا تھا۔

جانبین کے اس لطف کو اور محبت اور عشق کی راہ کی جو لذت ہے وہ تم نے چھین لی دونوں سے، طرفین سے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا مالک کو خطاب

یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام خود مالک کو خطاب کر رہے ہیں اور عرض کیا 'یَارَبِّ! اَنْتَ فِی السَّمَاءِ وَنَحْنُ فِی الْاَرْضِ فَمَا عَلَامَةُ غَضَبِکَ مِنْ رِضَاکَ؟' کہ الٰہی جب آپ بندوں سے خوش ہوتے ہیں اس کی کیا علامت؟ ناراض ہوتے ہیں اس کی کیا علامت؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'جب میں روئے زمین پر حکام رحم وکرم کرنے والے بٹھادوں، تب سمجھو کہ میں زمین والوں سے خوش ہوں۔ اور اہل زمین میں سب سے بدتر لوگوں کو وہاں کا حاکم بناؤں تب سمجھو کہ میں ان سے ناراض ہوں'۔ اللہ عزوجل ہم سے راضی رہے، ہماری دنیا بھی عافیت کی رہے اور آخرت بھی۔

روزہ

ہم روزے رکھ رہے ہیں۔ یہ بھوکا پیاسا اٹھارہ گھنٹے کا روزہ ہم کیوں گذارتے ہیں، کیوں ادا کرتے ہیں؟ مالک کی خاطر۔ ہم اس کی کوشش کریں، مالک کی عظیم بارگاہ کی عظمت کے شایان شان اس کو پیش کرنے کا عزم رکھیں، ارادہ رکھیں، کوشش رکھیں۔

تمام اعضاء کا روزہ

جیسی اللہ کی عظیم بارگاہ ہے اس کی عظمت کا ہمیں خیال رہے۔ کہ روزہ ہے اس کے ساتھ نظر ادھر ادھر نہ ہونے پائے نہ ہمارے دل میں ادھر ادھر کے وساوس اور تصورات اور خیالات کا ہجوم ہو۔ ہماری زبان محفوظ رہے کہ کسی پر بہتان، تہمت، غیبت جیسے گناہوں میں یہ ملوث نہ ہو۔ ہمارے ہاتھ اور پیر گناہوں کی طرف بڑھنے سے محفوظ رہیں۔ یہ روزہ ہمارے تمام اعضاء کا ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ صرف ہم بھوکا پیاسا رہ کر روزہ اس مالک کی بارگاہ میں اس کی شان کے مناسب پیش کردیں گے۔نہیں۔ ہمارے تمام اعضاء پر ہماری نظر ہونی چاہئے۔ یہ مالک کی رضا اور اس کی خوشنودی کے خلاف کوئی حرکت ان سے سرزد نہ ہو کہ جس کا اثر پھر ہمارے روزے پر پڑے۔ زبان تلاوت میں مشغول رہے، تسبیح وتحمید استغفار اور درود شریف میں مشغول رہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج اقدس کتنا نازک کہ کوئی غصہ کی بات غصہ کا کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا نہیں جاتا تھا مگر جب رب کائنات کا مسئلہ بیچ میں ہو، مالک سے وہ چیز متعلق ہو، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تکلم بدل جاتا تھا۔

روزوں کی طرح سے اللہ تبارک وتعالیٰ نماز شروع کرنے کے وقت یہ احساس عطا فرمادے کہ ہم کس عظیم بارگاہ میں قدم رکھنے جارہے ہیں۔ یہ ہاتھ جس ذات کے لیے ہم اٹھا رہے ہیں، یہ اٹھنے کے قابل ہیں؟ گناہوں میں آلودہ یہ ہاتھ، گناہوں میں آلودہ یہ آنکھیں جو رب کی متلاشی ہیں کہ تم ایسی نماز پڑھو کہ تم رب کو دیکھ رہے ہو۔ یہ آنکھیں اس قابل ہیں جو مالک کو دیکھ سکیں۔ یہ زبان اس قابل ہے اس کا نام اس زبان پر آسکے، ان تصورات کے ساتھ نماز پڑھیں آپ کو لطف آجائے گا اور وہ قبول بھی ہوگی۔

جانوروں سے تشبیہ

ورنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں بعض نمازیوں سے ناراض ہوکر ارشاد فرماتے ہیں سجدہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ 'نُقْرَةٌ كَنُقْرَةِ الدِّيْكِ' جس طرح جلدی جلدی تم نے سجدہ میں سر رکھا پھر اٹھالیا، رکھا اور اٹھالیا۔ مرغ چونچ مارنے کی طرح سجدے پر سجدے کرتے ہو۔

سید جلیل صاحب مدنی کے تایا جان نے فرمایا تھا کہ سجدہ میں سر رکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے

کہ تین سو چار سو برس تک پڑا رہوں۔ ایسی لذت کے ساتھ ہمارا سجدہ ہو۔

آدمی نشاط سے رکوع کرے، رکوع میں ذرا سی لاپروائی اور سستی کی وجہ سے سر نیچے ہو گیا، جہاں بالکل اعتدال میں اس کو رہنا چاہئے تھا، درمیان کے بجائے نیچے ہو گیا، ایسے رکوع کے لئے فرمایا کہ کیا گدھے کی طرح سے سر رکوع میں نیچا کر لیتے ہو۔ گدھے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہ دی۔ آقا کتنے ناراض ہیں۔ تقریباً دس جانور ہیں جن کے ساتھ غلط نمازیوں کو تشبیہ دی گئی۔ جیسے دس جانوروں کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی کوتاہی کو تشبیہ دی گئی۔ ایسا ہی کچھ خواب دکھانے والا فرشتہ تشبیہ دیتا ہے۔

سانپ کی تعبیر

معبرین فرماتے ہیں کہ جو خصائل ان جانوروں میں ہوتے ہیں وہ دیکھنے والے کی طبیعت میں موجود ہیں۔ ان کے ازالہ کی طرف حق تعالیٰ شانہ متوجہ فرما رہے ہیں۔

کتے کی تعبیر

جیسے اگر کسی نے کتے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت کتے والی ہے۔ کتے کی طبیعت کیا ہے کہ اگر کھانا رکھا ہوا ہو جو کئی کتے کھا سکتے ہیں مگر وہ دانہ چگنے والے پرندوں کی طرح سے اپنے سامنے سے نہیں کھائے گا بلکہ جیسے ہی اس کی نگاہ پڑی دوسرے پر کہ وہ کتا بھی آرہا ہے، وہ اس پر بھونکنا شروع کرے گا کہ دوسرے نہ کھا سکیں، میرا ہی اس پر قبضہ رہے۔

پھر کھانا بھی کیا؟ جو بھی مل جائے، مردار ہو، ذبح کیا ہوا گوشت ہو، سڑا ہوا ہو، اچھا ہو خراب ہو۔ کہتے ہیں کہ اس کو کوئی پروہ نہیں کہ کیا غذا اس کے پیٹ میں جارہی ہے۔

قرآن تشبیہ دیتا ہے کہ 'اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ' کہ اس پر بوجھ لادو گے تب بھی وہ ہانپے گا اور اگر چھوڑ دو گے بوجھ نہیں لادتے تب بھی وہ ہانپے گا۔ حق تعالیٰ شانہ نے کروڑہا کروڑ نعمتیں دے رکھی ہیں ان کا شکریہ بھول کر ہر وقت فریاد ہی فریاد۔ نیند نہیں

آئی، آج کھا نہیں سکا، آج گیس رہا، آج پیر میں درد رہا آج فلاں درد رہا، یہ کتے سے سیکھا گیا۔ کہ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ، اس لئے کتے دِکھائے جاتے ہیں کہ یہ کتے کی صفات تمہارے اندر موجود ہیں۔

گدھے کی تعبیر

انسان گدھے کو دیکھے مراد ایسے کام کرتے رہنا جس میں عقل استعمال نہ کی گئی ہو، حق تعالیٰ شانہ کی دی ہوئی بصیرت استعمال نہ کی گئی ہو، اس کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ عقل سے کام لو، ذکاوت سے کام لو۔ گدھے کی طرح مت بنو کیوں کہ کہتے ہیں گدھا سب جانوروں میں 'اَقَلُّهُ بَصِيْرَةً'۔ جیسے کتے کے لئے 'اِنْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ'، ہے اس طرح یہاں عالم بے عمل اگر خواب میں دیکھے گدھے کو، اس کا معنیٰ یہی ہوں گے کہ اس علم سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

درندوں کی تعبیر

اسی طرح چیرنے پھاڑنے والے جانور، چیتا، شیر وغیرہ انسان دیکھتا ہے، ہر وقت دوسروں پر حملے کرنا، ان کی عزت کے درپے رہنا، اس پر تنبیہ کے لیے یہ چیرنے پھاڑنے والے درندے دکھائے جاتے ہیں کہ جو صفات ان درندوں میں ہیں ایسی درندگی تمہارے اندر پائی جاتی ہے۔ اس درندگی سے تم توبہ کرو۔

حضرت شیخ قدس سرہ ۶۴ء میں، جس وقت حج میں تشریف لے جا رہے تھے، ریل کی کھڑکی کھول دی گئی، زائرین زیارت کر رہے ہیں پھر ٹرین کے ڈبے کا دروازہ کھول کر حضرت جی مولانا یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ دروازہ پر تشریف لائے اور بیان شروع فرمایا۔

حضرت جی نے فرمایا کہ اس دقت دنیا میں وحشی جانوروں کی طرح درندہ صفت انسان ہیں۔ اور جس طرح کی بربریت ان میں پائی جاتی ہے وہ انسانوں میں پائی جا رہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سبھی صفات سے ہمیں نجات دے ہم انسانوں کو انسان بنائے۔ جتنے مظالم

جگہ جگہ ہو رہے ہیں وہ اسی لئے کہ انسانیت ختم ہوگئی۔ گو انسانی شکل ہے مگر وحشی بن گئے، درندے بن گئے۔ اس درندگی سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی بچائے اور سارے عالم کو اس سے بچائے۔

چوہے کی تعبیر

چوہے کی صفت ہے، جہاں کوئی چیز مل گئی، اگر کپڑوں میں ہے، اس کو کترتا رہے گا بلاوجہ فساد اور خرابی پیدا کرنا۔ جو چیز بھی سامنے ہے اسے کترتے رہنا، خراب کرتے رہنا۔ کتابیں ہیں سامنے انہیں کترتا رہے گا۔ یہ انتہائی درجہ کے فسادی ہونے کی علامت ہے۔ کہ کتے اور چوہے کو بتا کر فرشتہ بتارہا ہے کہ تمہارے اندر یہ فساد طبیعت ہے اور بلاوجہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی تمہاری عادت ہے۔

زہریلے جانوروں کی تعبیر

زہریلے جانور، سانپ بچھو ڈنک مارتے ہیں جن کے ڈنک میں اور کاٹنے میں زہر پایا جاتا ہے، یہ صفت خواب دیکھنے والے کے اندر موجود ہے۔ ہر وقت ڈستے رہنا، کسی کو چلتے ہوئے کوئی کلمہ کہہ دیا اب ساری عمر کے لیے وہ بے چارہ روتا رہے گا اس کو جب وہ گالی یاد آئے گی تکلیف ہوگی۔ بولنے والا تو سمجھتا ہے کہ میں بڑا عقلمند انسان کہ میں نے کیسا اس کو جملہ کسا ہے، اس کو فخر ہے اس پر، مگر اس کے بولنے میں جو زہر ہے، اس زہر کو نمایاں کرتا ہے خواب والا فرشتہ اور اسے دکھاتا ہے کہ خدارا اس سے تم باز آؤ کہ تم نے کتنوں کو اب تک ڈسا۔ تمہاری زہریلی زبان سے، تمہارے اشاروں کنایوں سے کتنی انسانیت تکلیف محسوس کرتی ہے۔

خنزیر کی تعبیر

خنزیر کو اگر کسی نے خواب میں دیکھا تو لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے خوبصورت بیوی دی ہوئی ہے اور جائز طریقہ سے دی ہوئی ہے اور قانونی اعتبار سے، انسانی قوانین کے اعتبار

سے، تہذیب وتمدن کے دائرہ میں جس کو جائز قرار دیا گیا ہے اُسے چھوڑ کر دوسروں کی طرف خیال، دوسروں کی طرف نظر۔ اور پھر یہ نظر اور خیال سے بھی آگے، طیبات کو چھوڑ کر خبیث کی طرف لپکتا ہے۔ خنزیر کی صفت ہے کہ پھل کاٹ کر پھینکے ہوئے ہیں، اس میں اس کو اتنا مزہ نہیں آئے گا جتنا اُسے پاخانہ اور گندی چیزیں میں آئے گا، سب سے پہلے وہ منہ اسی میں ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست انتظام فرمایا ہے کہ اندرونی چیزیں کوئی ہمیں نہیں بتا سکتا کہ کوئی مشین ایسی ایجاد نہیں ہے جو اس سے آشکارا کر سکے اور اس پر ہمیں متنبہ کر سکے مگر خواب والے فرشتے کو حق تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان علم دیا ہے کہ جو کچھ بلائیں اور آفتیں ہمارے اندر ہیں، وہ فرشتہ جانتا ہے، پھر کس کے ساتھ تشبیہ دے کر اسے سمجھانا ہے یہ بھی اسے معلوم۔ اندر کی گندگیاں اس شخص کی جب اس نے معلوم کیں تو خواب میں اسے خنزیر دکھایا کہ ہاں تم میں اور خنزیر میں کوئی فرق نہیں کہ وہ بھی سب سے پہلے گوہ کی طرف ٹوائلٹ کی طرف لپکے گا، پاخانے میں منہ ڈالے گا۔

خدارا گندگی کو چھوڑو اور پاکیزگی پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خباثتیں ختم فرمائے۔ خباثتوں سے ہمارے دل و دماغ کو پاک فرمائے، ہمارے اعضاء و جوارح کو پاک رکھے، ہمیں طیب اور پاکیزہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

مور کی تعبیر

کسی نے خواب میں مور دیکھا، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ شخص عجب اور خود پسندی میں مبتلا ہے۔ مور اپنے پروں کو پھیلا کر خوش رہتا ہے۔ یہ سب جانور حق تعالیٰ شانہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ خنزیر بھی اور کتے بھی اور یہ سارے کے سارے جانور جو تسبیح ان کے لیے متعین کی گئی ہے اس میں ضرور لگے رہتے ہیں ’وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا

تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ کہ ہر چیز آقا کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہے مگر تم اس کی تسبیح وتحمید کو سمجھ نہیں سکتے۔ان کی یہ صفت انسان اپنے اندر پیدا کرے۔ ہر وقت مولیٰ کو یاد کرے۔تسبیح ذکر میں لگا رہے۔

اونٹ کی تعبیر

کسی نے اونٹ کو دیکھا تو تعبیر یہ ہے کہ، جس طرح اس میں کینہ ہے، درگذر اس کے پاس کو بھی نہیں۔ کہ کسی پر غصہ آیا، کینہ اب نکلتا ہی نہیں۔ کینہ اس درجہ کا ہے کہ سب سے پہلے کھوپڑی پکڑے گا، پھاڑ دے گا، چبا کر کے بھیجا نکال دے گا۔اس درجہ کا تکدر، اس درجہ کا کینہ تمہارے اندر ہے، اونٹ والا کینہ۔ اس پر متنبہ کرنے کے لیے فرشتہ اسے خواب میں اونٹ دکھاتا ہے۔

اسی طرح بے شمار جانور ہیں جو دکھائے جاتے ہیں اس سب میں ایک نہ ایک قسم کی ہمارے لئے تنبیہ ہے۔اور یہ کتنا بڑا حق تعالیٰ شانہ کا انعام ہے کہ آپ جن کے ساتھ رہتے ہیں، ہر وقت چوبیس گھنٹے جس گھر میں رہتے ہیں، کام کے لئے ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں آپ کے خیالات فاسدہ ان کے بارے میں کیا ہیں مالک کا فضل واحسان کہ اس پر اس نے دنیا میں پردہ ڈال رکھا ہے۔خواب والا فرشتہ ہر دن اٹھا کر دکھاتا ہے کہ تم کیا ہو۔

جن کے ساتھ آپ میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہو وہ ہیلپ کرتے ہیں مدد کرتے ہیں مگر ان کی طرف سے آپ کے دل میں کیسے برے خیالات ہیں وہ اگر رفقاء کو معلوم ہو جائیں، ساری عمر کے لیے ایک نظر تمہیں دیکھنا گوارا نہ کریں۔مگر مالک نے ستاری فرما رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ستاری ہماری محشر میں فرمائے، وہاں کی رسوائی سے ہمیں بچائے، جس طرح اس نے دنیا میں ہمیں بچا رکھا ہے۔ یہ تمام چیزیں ان کا علم، اللہ نے اس ملک الرؤیا کو دیا، خواب کے فرشتہ کو دیا وہ ان چیزوں پر متنبہ کرتا رہتا ہے کہ تمہارے اندر یہ بری خصلت ہے، یہ

بری خصلت ہے۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی توجیہ

اسی لئے ہمارے حضرت شیخ کے مکاتیب میں بکثرت یہ آتا تھا کہ جانوروں کا دیکھنا کثرت سے دیکھنا، خاص طور پر ایسے زمانے میں زیادہ ہوتا ہے جب انسان ذکر بالجہر وغیرہ اور معمولات پابندی سے کرتا ہے۔ یہ اس لئے دکھائے جاتے ہیں کہ فرشتہ بتا تا ہے کہ اور زور لگاؤ کہ یہ رذائل تمہارے اندر ہیں انہیں نکالنا ضروری ہے۔

اب تک رذائل تم پر غالب تھے۔ اب تم نے تھوڑا سا قدم بڑھایا ہے تو اور آگے بڑھاؤ۔ قدم بڑھانے کے لیے تمہیں ابھارا جاتا ہے۔ تمہاری تحریض اور تشویق اور ترغیب کیلئے ہے کہ آگے بڑھتے رہنا ورنہ یہ تم پر پھر غالب آجائیں گے۔ جیسے کہ اب تک غالب تھے اور تمہیں پتا بھی نہیں تھا۔

ان مبارک ایام میں حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی یاد میں ہروقت مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے روزوں کے خراب ہونے سے ہمیں بچائے کہ ہم اپنے ہاتھوں اتنا طویل روزہ رکھ کر خود اس کو ضائع نہ کریں۔ اس کے ضیاع سے حق تعالیٰ شانہ ہماری حفاظت فرمائے۔ ہماری زبانیں اس کی یاد میں ہروقت تروتازہ رہیں۔ بالخصوص چلتے پھرتے جتنا ہوسکے قرآن پڑھیں۔ کوئی حافظ نہیں ہے، قل ہواللہ تو یاد ہے، الحمد شریف تو یاد ہے وہی پڑھتے رہیں، بار بار۔ اسی کی تلاوت رہے۔ اللہ تعالیٰ ان روزوں کی اور تلاوت کی برکت سے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ جن جن مصائب میں مبتلا ہے انہیں اس سے نجات نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

اے رسولِ ہاشمی! اے سرِّ تکوینِ حیات — اے کہ تیری ذات ہے وجہِ نمودِ کائنات

تو نہ تھا تو محفلِ کون و مکاں بے رنگ تھی — تو نہ تھا تو بزمِ ہستی سازِ بے آہنگ تھی

خواب میں آسودہ ابراہیم کی تکبیر تھی — ہیبتِ ضربِ کلیم ایک خواب کی تعبیر تھی

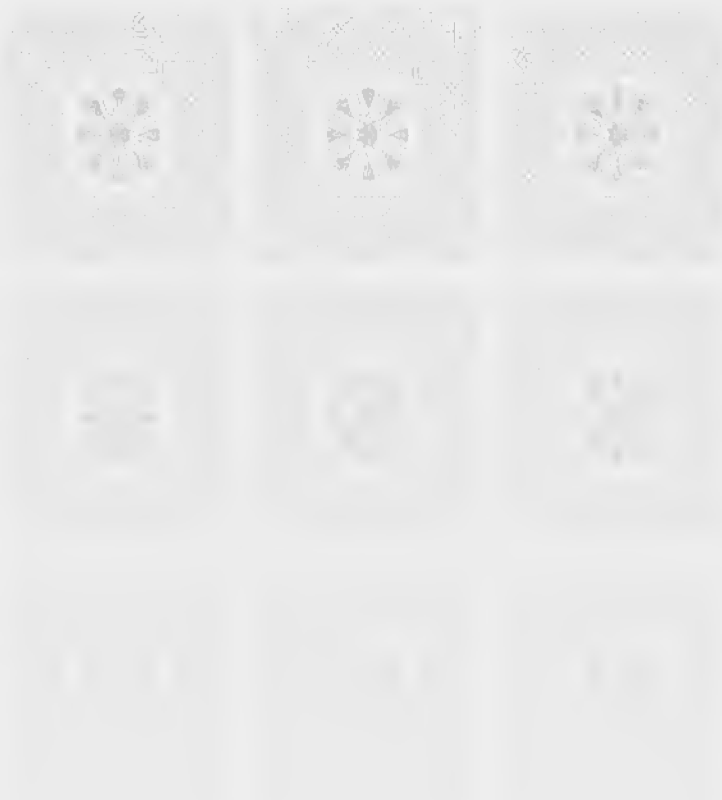
بربطِ داؤد اک مدت سے رہنِ زنگ تھا — مے تو تھی لیکن بہت بے کیف اور کم رنگ تھا

قالبِ ہستی میں دوڑا دی شعاعِ زندگی — ہو گئی ارزاں ترے دم سے متاعِ زندگی

اس طرح توڑا طلسمِ باطلِ حرص و ہوس — چشمِ اعرابی میں کسریٰ کا تجمل خار و خس

زندگی تیرے لئے اک داستانِ عشق و مرگ — یہ جہانِ بے ثبات اک کاروانِ عشق و مرگ

حکیم احمد شجاع ساحر المتوفی: ۱۹۶۹ء



بسم الله الرحمن الرحیم

شیخ ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید القیر وانی متوفی ۳۸۶ھ اپنی کتاب الجامع فی سنن والآداب والمغازی والتاریخ کے باب 'باب فی الھجرۃ و المغازی و التاریخ' میں فرماتے ہیں کہ:

اس باب کا کچھ حصہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے محفوظ کیا گیا ہے اور اس کا کچھ حصہ ان کے علاوہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر اہل علم جو مغازی اور تاریخ کا علم رکھتے ہیں ان سے محفوظ کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت سے حساب میں شمار کی جاتی ہے۔ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کے مہینہ میں چاشت کے وقت تشریف لائے۔ موسی بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن تشریف لائے اور یہ تینوں حضرات فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرہ بنی عمرو بن عوف جو بنی عمرو بن عوف انصار کا قبیلہ تھا ان کے یہاں حضرت سعید بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے یہاں نزول فرمایا۔ اور ایک قول یہ کہ کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان بنے۔ قبا کے بارہ میں تو اختلاف ہے لیکن مدینہ منورہ کے بارے میں کسی کا

اختلاف نہیں کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن زید بن کلیب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ خزرجی کے یہاں قیام فرما ہوئے ہیں۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی تَیْمُ اللّٰہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام مسجد نبوی اور حجرات شریفہ کی تعمیر کے وقت تک رہا اور جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے یہاں سے روانہ ہوئے اور بنو سالم پر گذرے اور بنو سالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ پڑھائی۔اور ایک قول یہ ہے کہ بنوعمرو بن عوف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن قیام فرمایا۔ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو بن عوف کے یہاں دس دن سے کچھ زیادہ قیام فرمایا۔پھر یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کیلئے سوار ہوئے۔

۱ھ:

اسی سال مسجد قبا کی تعمیر ہوئی۔قرآن کریم میں 'لمسجد اسس علی التقویٰ' جس مسجد کا ذکر ہے تو ایک قول یہ ہے کہ یہ مسجد قبا ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے اور یہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔اور عکرمہ اسی کو ثابت مانتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے۔

مسجد کی جگہ کھجور سکھانے کا ایک باڑہ تھا جو انصار کے دو یتیموں کی ملک تھی اور یہ دونوں بچے اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے یہ زمین خریدی اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔اور اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ہجرت فرمانے کے آٹھ مہینے گذرنے پر رخصتی ہوئی۔اسی سال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ۲ھ میں

بائیس مہینے گذرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا ہے۔

۲ھ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سال غزوۃ الابواء پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں صرف مہاجرین شریک تھے۔ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فرمایا۔ مدینہ منورہ تشریف آوری کے ایک سال بعد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابواء پہنچے اور وہاں سے واپس لوٹ آئے اور مہاجرین میں سے ساٹھ یا اسی آدمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں میں شامل فرما کر بھیجا۔ اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس غزوہ کیلئے سفر فرمایا۔

پہلے ان حضرات کو بھیجا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اسی سال عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہے۔ مہاجرین کے یہاں یہ سب سے پہلے بچے کی ولادت تھی۔ اسی سال ظہر کی نماز میں قبلہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیرنے کا حکم آیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ نصف شعبان منگل کے دن کا واقعہ ہے۔ اور اسی سال شعبان میں رمضان المبارک کے مہینے کے روزوں کی فرضیت آئی ہے۔ اور اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کا حکم فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ ربیع الآخر کی تیسری تاریخ کو پیر کے دن غزوے کیلئے سفر فرمایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بواط تک پہنچے۔ مقصد اس غزوے کا قریش کا پیچھا کرنا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ آئے ولم یلق کیدا. مسلمانوں کا کوئی جانی مالی نقصان نہیں ہوا۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشیراء کی طرف نکلے جمادی الاولیٰ میں۔ یہ عشیرا مکہ مکرمہ

اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ اسی سال جمادی الاخریٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر فرما کر نکلے یہاں تک کہ ایک وادی میں پہنچے جسے سفوان کہا جاتا ہے یہ سفر کرز بن جابر فہری کا پیچھا کرنے کیلئے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ کے جانوروں پر لوٹ ڈالی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب میں تشریف لے گئے مگر وہ بھاگ نکلے اور ہاتھ نہیں آئے۔

اسی سال ماہ رجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ افراد سمیت بھیجا۔ اور رجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا اور قافلہ کو انہوں نے پالیا۔ اور ابن الحضرمی کو رجب کے مہینے کے آخری دنوں میں قتل کیا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ **یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه.**

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں نکلے یہاں تک کہ ینبوع تک پہنچے۔ اور ینبوع سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔ اور اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف لڑائی کیلئے نکلنے کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔

اسی سال غزوۂ بدر کبریٰ پیش آیا۔ جس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان المبارک کی آٹھویں تاریخ بدھ کی شام کو مدینہ منورہ سے نکلے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فوج کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ تین سو پندرہ تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ تین سو سترہ تھی۔ ان میں سے مہاجرین ۸۱ تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مہاجرین اور مہاجرین کے حلیف ۹۳ تھے اور بقیہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ اور ان میں سوائے قریشی یا قریشیوں کے حلیف یا ان کے غلام یا انصاری یا انصار کے حلیف یا انصار کے غلام ہی شریک تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان میں ایک سو مہاجرین تھے جن میں سے ۱۱/ان کے غلام تھے۔ وہاں پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرکین کے ساتھ

جمعہ کی صبح کو مڈ بھیڑ ہوئی ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف آوری کے ڈیڑھ برس بعد ماہ رمضان یہ بدر پیش آیا ہے۔مشرکین کی تعداد ۹۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ تک بیان کی جاتی ہے جن کے ساتھ سو گھوڑے تھے اور مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے اور ایک قول ہے کہ تین گھوڑے تھے۔ایک گھوڑے پر حضرت زبیر، دوسرے پر حضرت مقداد اور تیسرے گھوڑے پر ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی تعداد معلوم کرنے کیلئے یہ سوال فرمایا کہ ان کے کھانے کا روزانہ نظام کیا تھا۔تو عرض کیا گیا کہ نو یا دس اونٹ روزانہ ذبح کئے جاتے تھے۔یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ۹۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ تک ہوگی۔

علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ اور حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہداء جنگ بدر میں تھوڑے تھے اور ان کے علاوہ کا قول یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جنگ بدر میں ۱۳ افراد شہید ہوئے۔قریش میں سے ۴ اور انصار میں سے ۹۔اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۴ ارشہید ہوئے انصار میں سے ۸ اور مہاجرین میں سے ۶۔اور مشرکین میں سے ۵۰ ایک قول کے مطابق قتل کئے گئے اور اتنے ہی قیدی بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کی فتح کی خبر مدینہ منورہ پہنچانے کیلئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بشارت دینے کیلئے بھیجا۔اسی سال حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور انہی کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بدر سے پیچھے رہ گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کیلئے مال غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ رمضان المبارک بدھ کے دن بدر سے مدینہ منورہ واپس ہوئے ہیں۔

اسی سال غزوۃ قرقرۃ الکدر پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُلیم اور غطفان کے جمع ہونے کی خبر پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شوال میں مدینہ منورہ سے نکلے ہیں اور دس شوال کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مال غنیمت کے طور پر بھیڑیں چرواہوں سمیت حاصل ہوئیں۔

شوال کی دس تاریخ کو غزوہ مغنمہ کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بنوسُلیم اور بنو غطفان پر جا کر ٹوٹ پڑے۔ انہیں قتل کیا اور مالِ غنیمت پایا۔ ۱۶ رشوال کو یہ فوج واپس آئی اور مسلمانوں میں سے تین مسلمان شہید ہوئے۔

اسی سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی رخصتی ہوئی۔

اسی سال غزوۃ السویق پیش آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ ابوسفیان مدینہ منورہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف ذی الحج کی اکیسویں تاریخ کو مدینہ منورہ سے نکلے ہیں مگر ابوسفیان اور ان کے ساتھی بھاگ گئے اور وہ پیچھے کھانے پینے کی چیزیں سواریوں کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے پھینک کر چلے گئے۔ ان کی ناکامی پر ان کے ساتھی کہنے لگے کہ تم تو صرف ستو پینے کیلئے گئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحج کی بائیس تاریخ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اور مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شعبان ۳ھ میں پیش آیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسی ۲ھ میں حضرت حسن بن علیؓ کی ولادت ہے۔

۳ھ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ایک قول کے مطابق اس سال نصف رمضان میں

ہوئی۔ اسی سال میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حمل سے حاملہ ہوئی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے علوق کے درمیان صرف ایک طہر حائل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے پچاس دن گذرنے پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئی ہیں۔

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا۔ اور اسی سال غزوۂ بنی قُطیُون پیش آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعلان جنگ کیا۔ انہیں جلاوطنی کا اختیار دیا تھا تو انہوں نے جلاوطنی کو ترجیح دی۔ چنانچہ وہ شام کی طرف بغیر کسی قتال کے جلاوطن کر دیئے گئے۔

اسی سال غزوۂ ذی امر پیش آیا۔ جسے غزوۂ بنی انمار بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس محرم میں اس غزوے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور مال غنیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حاصل فرمایا اور اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمائے۔ صفر کی پانچویں تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

اسی سال غزوۂ بنو قینقاع صفر کے مہینے میں پیش آیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ فرمایا اور وہ محاصرے کے نتیجے میں قلعے سے نیچے اتر آئے۔ اسی سال غزوۂ بحران پیش آیا کہ ربیع الآخر کے شروع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش اور بنو سُلیم کا پیچھا کرنے کیلئے تشریف لے چلے یہاں تک کہ بحران پہنچے جو حجاز کے فروع کے اطراف میں ایک کان (معدن) ہے۔ جمادی الاخریٰ کے شروع میں یہاں سے واپس تشریف آوری ہوئی اور مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

اسی سال غزوۂ احد پیش آیا جس کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شوال کی چودہ تاریخ،

جمعہ کے روز شام کے وقت نکلے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد اور غزوۂ خیبر دن کے شروع حصے میں پیش آئے ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کا قول ہے کہ مسلمانوں میں سے ۶۵ شہید ہوئے جن میں سے ۴ مہاجرین تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سے ۴ اور انصار میں سے ۷۰ شہید ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس سے زیادہ ہولناک جنگ کہ جس میں سب سے زیادہ مسلمان شہید اور مجروح ہوئے ہوں ایسی اور کوئی پیش نہیں آئی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد سے فارغ ہوکر اگلے دن صبح حمراء الاسد کی طرف تشریف لے گئے جو شوال کی ۱۶ر تاریخ تھی۔ اور یہ حمراء الاسد مدینہ منورہ سے ۸ میل کی دوری پر ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں 'اول من استجاب لله والرسول' ہیں کہ جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہی وہ یہ دونوں حضرات ہیں۔ باوجودیکہ مسلمانوں کو جنگ احد میں جو زخم پہنچے تھے وہ ابھی تازہ تھے۔ اسی سال غزوۃ الرجیع پیش آیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ غزوۃ الرجیع کے شرکاء چھ حضرات تھے جن میں سے ابی بن عدی ہیں۔

۴ھ:

اسی سال سریہ بئر معونہ پیش آیا جو مدینہ منورہ سے چار منزل کی دوری پر ہے۔ جن کو عامر بن الطفیل نے بنوسلیم اور بنو عامر میں لے جاکر ان کو قتل کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ کی لاش نہیں ملی۔ خیال یہ ہے کہ ملائکہ نے انہیں دفن کردیا۔

اسی سال غزوۂ بنی نضیر پیش آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کی طرف ربیع الاول کی ۹ تاریخ جمعہ کی شام کو نکلے۔ پھر منگل کی شام کو ان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور ان کا محاصرہ ۲۳ر دن جاری رہا۔ اور اسی سال صلوۃ الخوف کا حکم نازل ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ

غزوۃ ذات الرقاع میں صلوۃ الخوف کا حکم آیا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ غزوۃ ذات الرقاع اور صلوۃ الخوف دونوں ۵ھ میں پیش آئے ہیں۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ غزوہ بنونضیر محرم ۳ھ میں پیش آیا ہے اور اسی سال غزوۃ الرقاع ہے۔ غزوۃ الرقاع اس کا نام اس لئے دیا گیا کہ جو جھنڈے بنائے گئے تھے وہ چھوٹے چھوٹے کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنائے گئے تھے۔

جمادی الاولیٰ کی پانچ تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر نکلے ہیں اور جمادی الاولیٰ کی بائیس تاریخ بدھ کے دن واپسی ہوئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے ساتھ بدر میں ملنے کا جو چیلنج تھا اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں تشریف لے گئے مگر وہاں مشرکین میں سے کوئی نہیں آیا۔

اور اسی سال غزوۃ الخندق پیش آیا جسے غزوۃ الاحزاب بھی کہا جاتا ہے جو شوال میں پیش آیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ غزوۃ الخندق اور اس کے بعد غزوہ بنوقریظہ ۵ھ میں پیش آیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۴ھ میں پیش آیا ہے۔ اور بنوقریظہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ذی الحجہ کی ۴ تاریخ کو ہوئی ہے۔

اسی سال غزوۂ ابی عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ پیش آیا کہ سیف البحر کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھیجا اور وہ بغیر کسی نقصان کے واپس ہوئے۔ اور اسی سال غزوۂ ذات القُصّہ بھی پیش آیا ہے جس میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کے رستے پر بھیجا اور بغیر کسی نقصان کے وہ واپس تشریف لائے۔

۵ھ:

اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مشرکین کی طرف مالی امداد ارسال فرمائی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ وہ لوگ قحط سالی میں مبتلا ہیں۔ اور ایک قول یہ

ہے کہ اسی ۵ھ میں غزوہ ذات الرقاع ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسی سال غزوۃ المریسیع بنی المصطلق میں شعبان کے مہینے میں پیش آیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسی سال غزوۃ خندق ہوا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق ہجرت کے چوتھے سال میں ہوا اور اس وقت سردی سخت تھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں صرف چار یا پانچ حضرات شہید ہوئے۔ اسی غزوۂ خندق کے موقع پر ہی اللہ پاک نے یہ آیات اتاریں 'اذ جاء و کم من فوقکم ومن أسفل منکم'.

قریش یہاں اور وہاں سے اکٹھے ہوکر آئے اور یہود بھی یہاں سے جا کر ان کے ساتھ ملے اور قریش کے ساتھ قبیلہ ہوازن کے لوگ بھی مل کر آئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ۵ھ میں دومۃ الجندل کا واقعہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے مہینے میں اکیدر کی طرف نکلنے کا تہیہ فرمایا لیکن وہ بھاگ گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی نقصان کے واپس تشریف لے آئے۔

اسی سال عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیان بن عبداللہ کی طرف بھیجا۔ اور اسی سال عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے قتال کیلئے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں سمیت الیسیر بن رزام یہودی کے قتل کیلئے بھیجا۔

اسی سال غزوۂ غالب بن عبداللہ ہوا۔ کہ انہیں کُدید بھیجا گیا۔ ابن الملوح کی وجہ سے ان کو بھیجا گیا مگر بغیر کسی نقصان کے وہ واپس آ گئے۔ اسی سال غزوۂ زید بن حارثہ پیش آیا جنہیں وادی قریٰ کی طرف بھیجا گیا وہاں بنوفزارہ کے کچھ لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور ان سے انہوں نے قتال کیا۔

اسی سال غزوہ زید ام قرفہ کی طرف ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام قرفہ کے قتل کا حکم فرمایا تھا اور سوائے اس عورت کے کسی دوسری عورت کے قتل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حکم نہیں دیا۔ چنانچہ حضرت زید نے انہیں شکست دی اور ام قرفہ کوٹھکانے لگایا۔

اسی سال غزوۂ بنی لحیان پیش آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنولحیان کی طرف جمادی الاولیٰ کے شروع میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی اوران کے ساتھیوں کا بدلہ لینے کیلئے تشریف لے گئے۔اوراس کے فوراً بعد کارہ میں بسنے والوں کے گھروں کی طرف فوج بھیجی مگر وہ پہاڑوں کی طرف پناہ گزین ہوگئے۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد سرایا بھیجے اوراسی سال غزوہ ابوعبیدہ پیش آیا جنہیں اسد اور بَلِی کے قبیلوں کی طرف بھیجا گیا۔ بغیر نقصان کے وہ واپس پہنچے ہیں۔

۶ھ:

اسی سال غزوہ بنی المصطلق مریسیع پیش آیا جو مدینہ منورہ سے چھ یا سات منزل کی مسافت پر ہے۔جو مکہ کے رستے پر جحفہ کی جانب میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ میں ابورُہم الغفاری رضی اللہ عنہ کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا۔شروع شعبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی ہوئی اوراسی وقت آیت تیمّم نازل ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قتال فرمایا اور جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا قیدی بن کرآئیں پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرمایا اوران سے نکاح فرمایا۔قیدیوں کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی۔ حضرت جویریہ نے ان قیدیوں کے بارے میں شب زفاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش فرمائی تو تمام قیدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے حوالے فرمادئے۔ اس پر یہ سات سو قیدی ان کی سفارش پر آزاد ہوئے۔

اوراسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا طاہرہ مطہرہ پر تہمت لگائی گئی جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی برأت نازل فرمائی۔اسی سال غزوۂ حدیبیہ پیش آیا۔ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادے سے ٦ ھ ذیقعدہ میں نکلے اور ذوالحلیفہ میں احرام باندھا۔ اثنائے سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ 'ویح قریش. ماخرجت لقتالهم ولكن خرجت معتمرا الى هذا البيت' (قریش کا ناس ہو میں ان سے لڑنے کے لئے نہیں نکلا میں تو صرف بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلا ہوں اور عمرہ کے ارادے سے جارہا ہوں)۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضیہ ادا فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان دو سال اور ایک قول یہ ہے کہ چار سال تک کیلئے صلح ہوگئی ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلح کی مدت دس سال تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں قیام فرما ہوئے اور یہاں حدیبیہ میں ہی بیعۃ الرضوان کا قصہ پیش آیا۔اس وقت مسلمانوں کی تعداد چودہ سونفر تھی۔ کہا گیا ہے کہ ان سب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی ہے کہ ہم مرتے دم تک لڑیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر بیعت کی ہے کہ ہم میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔حدیبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ایک قول کے مطابق ڈیڑھ مہینہ رہا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ پچاس راتیں حدیبیہ میں قیام فرمایا۔

حدیبیہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ایک قول کے مطابق محرم کی پانچویں تاریخ کو ہوئی۔مدینہ منورہ پہنچ کر بیس رات کے قریب یہاں قیام فرمایا پھر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو خیبر کی جانب بھیجا۔وہ وہاں سے بغیر کسی نقصان کے مدینہ منورہ واپس پہنچے۔اسی سال غزوہ کعب بن عمیر ذات الکلاع پیش آیا۔ یہ ذات الکلاع شام کے علاقے میں واقع ہے۔کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس میں شہید ہوگئے۔ اگر چہ ابن الاثیر کے نزدیک ان کے ساتھی شہید ہوئے اور کعب بن

عمیر رضی اللہ عنہ بچ کر مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔

اسی سال حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ شام کے علاقے کی جانب قبائل بلی اور قبائل کلب کی سرکوبی کیلئے بھیجے گئے۔ بھیجتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنے دستِ مبارک سے عمامہ باندھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ عمامہ باندھنا اس وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دُومۃ الجندُل کی طرف شعبان کے مہینے میں روانہ فرمایا۔

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فدک کی طرف بھیجا اور ان کی روانگی سے پہلے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو چند سواروں کے ہمراہ بھیج دیا تا کہ اہل خیبر انہیں دیکھ کر مرعوب ہو جائیں۔ سو مقصد ان کے بھیجنے کا اہل خیبر کو خوفزدہ کرنا تھا۔ اس کے بعد بھی جب خیبر والے باہر نکل آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ ان پر حملے کئے یہاں تک کہ ان کو زیر کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسعد بن ھدیم پر حملہ فرمایا۔ اور اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باغ وقف فرمائے ہیں۔ اور اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قحط سالی کی وجہ سے استسقاء کی دعا فرمائی کہ لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔

اسی سال ام رومان رضی اللہ عنہا کی وفات ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ ان کی وفات ذوالحج میں ہوئی۔ ان ام رومان رضی اللہ عنہا کی قبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اترے۔ اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قاصدوں کے بھیجتے وقت مشورہ دیا گیا کہ اہل عجم صرف اسی خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگائی گئی ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی۔ جس کے نگینے پر نقش تھا محمد رسول اللہ۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر نقش تھا 'لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'.

۷ھ:

اس سال ماہ محرم میں غزوہ خیبر پیش آیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر ہجرت کے چھٹے سال میں ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ خیبر کی طرف صرف وہی حضرات نکلے ہیں کہ جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت کی تھی۔ حدیبیہ والوں کے علاوہ صرف بنو حارثہ کے ایک شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مدینہ منورہ پر سباع بن عرطفۃ غفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور ایک قول یہ ہے کہ ابورہم کلثوم بن حسین غفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں کے قلعوں کو فتح فرمایا۔ اور یہ وہی وعدے کا ایفاء ہے جو اللہ عزوجل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس قول میں فرمایا تھا 'وأخرىٰ لم تقدروا عليها قد أحاط الله بها'۔

فدک والوں کو جب غزوۂ خیبر کے واقعات کی خبر پہنچی اور انہیں تفصیلات کا علم ہوا تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے اپنے قاصد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں بھیجے۔ یہ قاصد خیبر میں ہی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے تھے یا خیبر کے رستے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے دونوں اقوال ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ قاصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کی آمدنی کی ایک معقول مقدار پر ان کی پیشکش قبول فرمالی۔ چونکہ فدک پر فوج سے حملہ کر کے فتح کی نوبت نہیں آئی بلکہ فدک والوں نے خود ہی صلح کی کوششیں شروع کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبول فرمالیا اس لئے فدک صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کیلئے خاص تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ میں تشریف لے گئے اور اس کو فتح فرمایا۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔ اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ

بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو ایرانیوں کے بادشاہ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ جس نے اس گرامی نامے کو چاک کرڈالا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا ’مَزَّقَ اللّٰہُ عَلَیْہِ مُلْکَہٗ‘ اللہ اس کے ملک کو بھی پارہ پارہ فرمائے۔ اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو روم کے شہنشاہ قیصر کی طرف خط دے کر بھیجا۔ اسی سال حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پانچ سو سواروں میں شامل فرما کر لخمیّ کے علاقہ میں بھیجا۔

اسی سال غزوہ ذات السلاسل ہوا جو شام کے رستے کے قریب ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بنو سعد کے لوگوں کے ساتھ جا کر بنو قزاعہ اور ان کے قریب والوں سے غزوہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے مزید مدد کی ضرورت محسوس کی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست ارسال کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر امداد بھیجی۔ جو حضرات وہاں تشریف لے گئے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ اوران کے علاوہ دیگر مہاجرین بھی تھے۔ ان سب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔

اسی سال ذی القعدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں مشرکین نے مسلمانوں کو مسجد حرام سے روک دیا تھا۔ مدینہ سے روانگی پر تو ہتھیار ہمراہ تھے لیکن جب یہ حضرات یاُجج تک پہنچے تو تمام زائد اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور احرام کی حالت میں اس طرح مکہ مکرم میں داخل ہوئے کہ جتنا اسلحہ ایک عام سوار کے پاس ہوتا ہے یعنی تیر اور نیام میں بند تلواریں وہی ہمراہ تھا۔ اسی شان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ قضیہ کہا جاتا ہے۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ جس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے باہر کے علاقے میں قیام فرما ہوئے تھے۔ یہ ذی القعدہ کی سولہویں تاریخ تھی۔ مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام صرف تین دن رہا کہ قریش کی

طرف سے بطورِ شرط صرف اتنے قیام کی ہی اجازت تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے کوچ فرمایا اور اپنے غلام حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر آ جائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مقام سرف میں شب زفاف فرمائی۔ یہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں اس لئے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بھی خالہ ہیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی کو نکاح کیلئے اپنا وکیل بنایا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع اور انصار کے ایک آدمی کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور نکاح کے وقت یہ دونوں حضرات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے وکیل تھے۔

اسی سال غزوۂ زید بن حارثہ ہے جو عراق کے رستے میں طرف کی جانب واقع ہے وہ وہاں سے بغیر کسی نقصان کے واپس آئے۔

اسی سال حضرت عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور غابہ کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ رفاعہ بن قیس قبیلہ قیس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کیلئے اکٹھا کر رہا ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ حضرات خاموشی سے وہاں پہنچے اور ابن ابی حدرد نے اسے تیر مارا اور قتل کر دیا۔

اسی سال غزوۂ ابن ابی حدرد پیش آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی خشب کی طرف

حضرت ابن ابی حدرد کی قیادت میں ایک جماعت کو بھیجا۔

اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف بنایا۔ ایک قول یہ ہے کہ منبر ۸ھ میں بنا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منبر کی لکڑی غابہ کے جنگل سے لائی گئی تھی۔ جسے سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے غلام نے بنایا تھا۔ دیگر کی رائے یہ ہے کہ ایک انصاری عورت کے غلام نے بنایا تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام نے منبر بنایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا جس پر سہارا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے وہ آواز سے رو پڑا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اتر کر اس کے قریب تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا تب جا کر وہ چپ ہوا۔

۸ھ:

اسی سال غزوہ موتہ پیش آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج موتہ کی طرف بھیجی۔ موتہ شام کے علاقے میں ہیں۔ جمادی الاولیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فوج بھیجی اور ان پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر بنیں۔ اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔ چنانچہ ان کا ہرقل کی فوج کے ساتھ جو وہاں اکٹھی تھی مقابلہ ہوا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان میں ایک منظّم فوج کی تعداد ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے جو آزمودہ کار سپاہی تھے۔ یہ فوج اس کے علاوہ ہے جو قبائلِ عرب میں سے ان کے ساتھ مل گئے تھے۔

یہ مقابلہ موتہ میں پیش آیا۔ جن حضرات کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لئے تھے وہ سب شہید ہو گئے۔ پھر مسلمانوں نے اتفاق رائے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے

رومیوں کی فوج کو قتل کیا۔ فتح کی خوشخبری لے کر ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ حالانکہ اس خبر کے آنے سے پہلے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح کی خوشخبری سنا چکے تھے۔

اسی سال دخان ہوا۔ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۔ نیز اسی سال غزوۃ الفتح پیش آیا۔ جب کہ ابوسفیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کی خواہش یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدت صلح بڑھا دیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا اور ابوسفیان مکہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر فرمایا کہ بظاہر آپ قبیلہ ہوازن سے لڑنے کیلئے نکلنے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور مدینہ منورہ پر ابورہم الغفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ پھر ذوالحلیفہ میں پہنچ کر دستوں کی ترتیب درست فرمائی اور وہاں سے روانہ ہوئے۔

ذوالحلیفہ ہی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ وہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشلّل کی طرف ایک دستہ دے کر بھیجا۔ جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر مقرر فرمایا اور مشلّل کے بت کو گرانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں خیمہ زن ہوئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آٹھ ہزار یا دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ روانگی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہت سفر کو لوگوں سے چھپایا تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کس جگہ کا ہے۔ اللہ عزوجل سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا گو رہے کہ مشرکین مکہ سے یہ سفر مخفی رہے۔

یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ مکرمہ کے سال دس ہزار یا بارہ ہزار کی فوج لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حال یہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پالان کے سامنے والی، اگلی لکڑی کی طرف مکمل طور پر جھکے ہوئے تھے۔قریب تھا کہ وہ ٹوٹ جاتی۔ یہ تواضع اور اللہ عزوجل کے سامنے شکر کا اظہار تھا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جارہے تھے 'اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ'.

فتح مکہ کے بعد صفا ومروہ پر جو بت تھے انہیں گرایا گیا اور بیعت ہونے والے مردوں اور عورتوں کے ہجوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مروہ پر تین دن تک بیعت فرماتے رہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور یہ عظیم الشان واقعہ ۸ھ رمضان المبارک کی ۱۹ویں تاریخ کو پیش آیا۔جب کہ اس سے قبل ۶ھ میں خیبر فتح ہو چکا تھا۔مشرکین مکہ کی مدینہ منورہ پر آخری لشکرکشی ۴ھ میں ہوئی تھی جسے غزوہ خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ ۸ھ میں کعبہ سے مقام ابراہیم کو نکالا گیا۔

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرایا بھیجے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رُمَیصہ والوں کی طرف بھیجا۔ پھر دوبارہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی کو نخلہ یمانیہ کی طرف بھیجا۔ جو نخلہ میں ایک جگہ تھی جس میں ایک درخت تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس کو انہوں نے گرادیا اور واپس لوٹ آئے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہیں واپس بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ 'اِقْلِعْ اَصْلَھَا' کہ اس کی جڑوں کو بھی اکھاڑ کر پھینک دو۔

اسی سال غزوۂ حنین پیش آیا جس کا سبب یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کی مدد کیلئے مکہ مکرمہ کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو قبیلہ ہوازن کو خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ وہ تیار ہوگئے یہاں تک کہ سوق ذی المجاز تک پہنچ گئے۔ ان کی نقل و حرکت کی اطلاع ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ سے روانہ ہوئے اور سفر کرتے ہوئے وادی حنین کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ یہ اتوار کی رات تھی۔ اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے صلح فرمائی۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ حنین ہی میں قیام فرمایا اور یہاں رہ کر مختلف جگہ سرایا بھیجتے رہے۔اس کے بعد اسی سال میں غزوہ طائف ہوا۔غزوہ طائف سے فارغ ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ ثقیف کے جمع ہونے کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا محاصرہ فرمایا۔

اسی سال غزوہ جعرانہ ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف سے فارغ ہوئے تو ذوالقعدۃ کے آخر میں عمرۃ الجعرانہ ادا فرمایا۔اس عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ذی القعدہ کے بقیہ دن اور ذی الحجہ کا مہینہ مقیم رہے۔اور عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور عرفات میں مسلمانوں نے بھی وقوف کیا اور مشرکین نے بھی جیسا کہ مشرکین زمانہ جاہلیت سے کرتے چلے آئے تھے۔

۹ھ:

اس سال لوگ بڑی کثرت کے ساتھ اور تیزی سے اسلام کی طرف آنے لگے۔ اسی سال مسیلمۃ الکذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب ارسال فرمایا۔اسی سال غزوہ تبوک پیش آیا جسے جیش العسرۃ بھی کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کی طرف خطوط بھیجے۔جن قبائل میں اسلام پھیلنا شروع نہیں ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور جن قبائل میں اسلام پھیل چکا تھا ان کو رومیوں سے غزوے کیلئے نکلنے کو لکھا اور ان سب سے تبوک کا وعدہ فرمایا اور حکم دیا کہ وہاں آکر ملیں۔خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رجب کی پہلی تاریخ کو تبوک کی جانب روانہ ہوئے۔مدینہ منورہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ منزلوں پر

منزلیں طے کرتے تبوک پہنچ گئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک شدید گرمی میں پیش آیا ہے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ تبوک تشریف آوری پر رومیوں کے شہنشاہ کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بادشاہ کا جواب اور اپنی طرف سے پیغام دے کر اس وفد کو واپس بھیجا۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ٹھہر کر قرب و جوار کے علاقوں میں سرایا روانہ فرمائے۔

اسی غزوے میں منافقین کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک مکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھاٹی سے نیچے گرادیں۔ لیکن اللہ عزوجل نے منافقین کی اس حرکت کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے خبر دے دی اور اس کیلئے آیت اتری۔ جو سورۃ براۃ میں ہے۔

اسی طرح تین صحابہ کرام جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے ان کے تذکرے کی آیات بھی نازل ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شوال میں مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حج کرنے کیلئے بھیجا۔ ان کے روانہ ہو جانے کے بعد سورۃ براۃ نازل ہوئی تو سورۃ براۃ کی آیات دے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں سورۃ براۃ کی آیات کا اعلان فرمائیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'اول من اقام للناس الموسم ابو بکر' کہ اسلامی حج کے امیر سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۹ھ میں بنائے گئے۔

۱۰ھ

اب اسلام تام ہوگیا۔ ہر جگہ عام ہوگیا۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کی طرف بھیجا تو وہ بغیر کوئی نقصان اٹھائے وہاں سے واپس پہنچے۔ اسامہ

بن زید رضی اللہ عنہ کو داروم کی طرف بھیجا جو فلسطین کے علاقہ میں واقع ہے۔ انہوں نے بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا اور خود سلامت رہے اور واپس لوٹے۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینۃ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بنو العنبر کی جانب بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں لیکن انہوں نے دعوت قبول نہیں کی تو ان سے انہوں نے قتال کیا اور انہیں قیدی بنایا۔ اسی سال بحرین کا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا جو ایک لاکھ یا اس سے آٹھ ہزار درہم زیادہ تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دراہم کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوسری بار پھر یمن کی طرف بھیجا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بھیجنا علم دین کی تعلیم کی خاطر تھا جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ عمال سے صدقات کی وصولی کیلئے تھا۔ روانگی کے وقت انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ مکرمہ میں حجۃ الوداع میں آکر ملیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ مکرمہ میں آکر ملے۔

اسی سال حجۃ الوداع ہوا۔ اس کا نام حجۃ الوداع اس لئے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو الوداع فرمایا۔ اور اس کا نام حجۃ البلاغ بھی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'هَلْ بَلَّغْتُ؟'۔ اور حجۃ الاسلام بھی اس کا نام ہے اس لئے کہ یہ وہ حج ہے کہ جس میں حج کا یہ عظیم الشان رکن تنہا صرف مسلمانوں نے ہی ادا کیا۔ کوئی ایک مشرک بھی اس حج میں شامل نہیں تھا۔

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو یمن میں ذوالکلاع کی طرف بھیجا تا کہ وہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ ذوالکلاع نے اسلام قبول کیا اور جریر رضی اللہ عنہ اس وقت واپس لوٹے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی۔

۱۱ھ

اسی سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ کو شام کے علاقے میں موتہ کی طرف بھیجا اور انہیں حکم فرمایا کہ ان سے قتال کریں۔ مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کے بھیجنے کے اس امر کی تنفیذ نہیں ہوسکی یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس امر کو نافذ فرمایا۔

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ **فیھا قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأبی ھو و امی صلی اللہ علیہ وسلم ورحم و کرم** ۔ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے۔ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں، آپ کی باری میں، آپ کے سینے پر وفات ہوئی۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منگل کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ تنہا تنہا پڑھی کوئی اس نماز میں امام نہیں تھا۔ تدفین کے متعلق ایک قول یہ ہے اس وقت ہوئی جب کہ جب سورج ڈھل چکا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صالح شریک تھے۔ اور یہی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں اترے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان حضرات کے ساتھ حضرت اسامہ اور اوس بن خولی بھی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور تکلیف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صفر کی اٹھائیسویں تاریخ میں بدھ کے دن شروع ہوئی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں منتقل ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر بیماری مزید بڑھ گئی یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے لوگوں کو سترہ نمازیں پڑھائیں۔

اسی سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی گئی۔ وفات حسرت آیات کا سن کر عرب میں سے کچھ لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ اسی سال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابن العجاء کو جلادیا جس کا نام یاس بن عبد اللہ بن یعلیل ہے اور یہ اس لئے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ مرتدین سے لڑنے پر اس کی تعیین کریں اور اسے سواری دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تو وہ روانہ ہوگیا لیکن میدان کارزار میں پہنچ کر اس نے مسلمانوں اور مرتدین دونوں کو قتل کرنا شروع کردیا۔ اس کے بارے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا چنانچہ ان کی ہدایت پر ابن العجاء پکڑا گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کو آپ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور پھر جلا دیا۔

اسی سال خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ کی جانب فوج لے کر پیش قدمی کی اور اس کو شکست دی۔ اس کے ساتھی قتل کئے گئے اور طلیحہ فرار ہوا۔ بعد میں وہ اسلام لے آیا اور بہت اچھا مسلمان رہا۔ اس کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق مسیلمہ کے تعاقب میں یمامہ کی طرف بڑھے۔ اسی طرح ایک اور عورت تھی جسے سجاح بنت حارث کہا جاتا ہے جو بنو تمیم میں سے تھی جس سے مسیلمہ نے نکاح کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یمامہ صلح سے فتح کیا۔ آپ سے یمامہ پر مجاعہ بن مزارعہ نے صلح کی اور مسلمانوں میں سے گیارہ سو افراد جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ اور کہا گیا ہے کہ چودہ سو مسلمان شہید ہوئے جن میں سے ستر وہ حضرات تھے جو قرآن کریم کے حافظ عالم تھے۔

اسی سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک

کی تین تاریخ کو وفات ہوئی جب کہ ان کی عمر شریف انتیس برس تھی۔ اور یہ وفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ تین ماہ بعد وفات ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلا قول ہی زیادہ ثبوت والا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اور افریقہ بھی فتح ہوا جس دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کی وفات ہوئی۔ ان کے علاوہ کہتے ہیں کہ ۲۷ھ میں مصر اور افریقہ فتح ہوا ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی جب کہ ان کی عمر ۳۲ برس تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ۸۷ برس کی عمر ملی۔ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بیالیس برس میں ہوئی۔ اور کہا گیا ہے کہ ۳۸ برس میں آپ کا انتقال ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اس وقت ہوئی ہے جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تین سال باقی رہ گئے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف

حضرت شیخ عبد الغنی مقدسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے اس طرح شروع فرماتے ہیں کہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد۔

اس کے بعد بھی شیخ مقدسی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچایا مگر خود ان کا قول ہے کہ یہ عدنان بن اد تک تو نسب شریف متفق علیہ ہے اس کے بعد میں اختلاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب ہیں، جن کا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے ساتھ اوپر پہنچ کر عبد مناف میں جا کر مل جاتا ہے۔

ولادت با سعادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت مکہ مکرمہ، میں عام الفیل میں، ربیع الأول کے مہینہ میں، پیر کے روز، ربیع الأول کی دو یا نو یا بارہ تاریخ کو ہوئی۔ ولادت سے پہلے والد

ماجد حضرت عبداللہ وفات پا چکے تھے، اگر چہ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب عمر شریف اٹھائیس مہینے اور ایک قول میں سات مہینے تھی، اس وقت حضرت عبد اللہ وفات پا گئے۔

حضرت عبداللہ کی وفات میں ایک قول یہ ہے کہ ابواء میں آپ کی وفات ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دار النابغہ نامی مکان میں آپ کی قبر ماضی قریب تک بیان کی جاتی رہی، اور اسی دار النابغہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ننھیال میں والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام رہا ہے۔

کفالت اور رضاعت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف جب چار برس یا پانچ برس اور ایک قول کے مطابق چھ برس ہوئی، اس وقت حضرت آمنہ وفات پا جاتی ہیں اور کفالت جد امجد حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں اور آٹھ برس کی عمر میں وہ بھی داغِ مفارقت دے جاتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب کی باندی ثویبہ نے دودھ پلایا جب وہ اپنے بیٹے مسروح کو دودھ پلا رہی تھیں، اسی دوران یا اس سے پہلے یا اس کے بعد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی کو بھی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، اس لئے یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

جیسا ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا شرف حاصل فرمایا، اسی طرح حضرت حلیمہ سعدیہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ مبارکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک کے متعلق حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے خود اپنا نام اس طرح

بیان فرمایا کہ اِنِّیْ اَنا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِی، کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتے ہیں اور میں حاشر ہوں کہ لوگ جن کے پیچھے محشور ہوں گے اور میں عاقب ہوں کہ خاتم الانبیاء کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ شریف کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے کئی نام ہمیں بیان فرمائے، کچھ ہمیں یاد رہے۔ فرماتے ہیں کہ فرمایا کہ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّی وَ نَبِیُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ اور ایک روایت میں نَبِیُّ الْمَلْحَمَة، کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں، مقفی ہوں، نبی التوبۃ ہوں، نبی الرحمۃ ہوں، نبی الملحمۃ ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسماء شریفہ کے بارے میں یہ روایت بیان فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا الْحَاشِرُ وَ اَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ لِوَاءُ الْحَمْدِ مَعِیَ وَ كُنْتُ اِمَامَ الْمُرْسَلِیْن وَ صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ، کہ میں احمد ہوں، محمد ہوں، حاشر ہوں، ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتے ہیں پھر جب روزِ قیامت ہوگا تو لواء الحمد میرے ساتھ ہوگا اور میں تمام انبیاء اور مرسلین کا سردار ہوں، اور ان سب کی شفاعت کرنے والا ہوں۔

اللہ عز وجل نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بَشِیْراً و نَذِیْراً و رَؤُوفٌ و رَحِیْم ورَحْمَةً لِلْعَالَمِیْن.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء یا القاب مبارکہ بعضوں نے سینکڑوں اور بعضوں نے ہزار تک گنوائے ہیں۔ بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا موسیٰ بازی روحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے کئی سو کو ذکر کیا ہے۔

احقر نے آج سے تقریباً ۲۵ برس قبل مسجد نبوی کے عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کے دوران حق

جل مجدہ کے ایک سو اسماء اور ان کے ہم وزن القاب نبویہ کو ملا کر **صلوۃ و سلام علی سید الانام بالاسماء الالھیۃ و الالقاب النبویۃ** کے نام سے درود شریف ترتیب دیا تھا، اور عید سے ایک روز قبل طبع ہو کر جب پہنچا تو عزیز مولوی مقصود احمد گنگات مسجد نبوی میں اس کو والہانہ انداز میں تقسیم فرماتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کی حالت میں مکہ مکرمہ میں پرورش ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت فرماتے ہیں اور ان کے بعد چچا ابو طالب کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے جاہلیت کی تمام گندگیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ پاک رکھا، تمام عیوب سے پاک رکھا اور تمام اخلاق جمیلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزین فرمایا۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں "الأمِیْــن" کے لقب سے معروف تھے کیوں کہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری، باتوں کی سچائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقوی طہارت کی زندگی کو دیکھ رہے تھے۔

سفر یمن

ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دس برس سے کچھ زیادہ ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کے سفر پر تشریف لے گئے۔

اس روایت میں انہوں نے اس سفر کے دو معجزات کا ذکر کیا ہے:

ا۔ جاتے ہوئے ایک وادی سے گذرنے کا راستہ تھا، مگر ایک سانڈ اونٹ کی وجہ سے وہاں سے لوگ گذرنے نہیں پاتے تھے۔ مگر اس نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی گردن

زمین پر رکھ دی، جس طرح پالتو جانور اپنے پالنے والے کے سامنے تابع ہونے اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے، اس پر سواری فرمائی اور اس وادی کو پار فرما کر اس سے نیچے اتر آئے۔

۲۔ اسی طرح سفر سے واپسی کا معجزہ بھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ قافلہ جب ایک وادی میں پہنچا، وہاں سیلاب تھا اور گذرنے کی کوئی سبیل کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے پیچھے آجاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی پانی میں قدم رکھا، زمین نے پانی کو نگل لیا اور خشک ہوگئی۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر جب مکہ والوں سے قافلہ نے معجزہ کا ذکر کیا، تو سب کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا کہ اِنَّ لِھٰذا الْغُلامِ شَأناً۔

شام کا پہلا سفر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف بارہ برس ہوتی ہے تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر فرماتے ہیں یہاں تک کہ بُصری جب پہنچتے ہیں اور بحیرہ راہب نے آپ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے پہچان لیا۔ وہ قریب پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ سید العالمین ہیں، یہ رسول رب العالمین ہیں، اِن کو اللہ تعالی رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائیں گے۔

بحیرہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ تو بحیرہ نے کہا کہ جب تم گھاٹی سے آرہے تھے، تو میں دیکھ رہا تھا کہ کوئی درخت، کوئی پتھر نہیں تھا، مگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ میں گر جاتا تھا، اور یہ چیزیں صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں، اور ہم نے نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری کتابوں میں لکھا ہوا بھی پایا ہے۔ انہوں نے ابو طالب سے درخواست کی اور یہود کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف کرتے ہوئے آپ کو وہیں

سے واپس لے جانے کی درخواست کی، چنانچہ ابو طالب آپ کو واپس لے آئے۔

شام کا دوسرا سفر اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ شام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تجارت کے خاطر ہوا۔

اس سفر میں نسطورا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھا تو گویا ان پر حال طاری ہوگیا۔حال کے طاری ہونے پر ان کے کلمات شاہد ہیں: ھو، ھو، نبی، ھو، ھو، آخر الانبیاء.

یہ سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقدِ نکاح سے پہلے ہوا ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بُصریٰ کی سوق میں پہنچتے ہیں، اور وہاں اپنے مقصدِ تجارت کو پورا فرماتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف پچیس برس ہوتی ہے،تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح ہوتا ہے۔

نبوت

اور جب چالیس برس کو پہنچتے ہیں، تو اللہ تعالی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی اعزاز وتکریم سے نوازتے ہیں اور آپ کے پاس جبریل امین پیغامِ رسالت لے کر پہنچتے ہیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں ہوتے ہیں۔الٰہی! ہمارے دلوں کو حرا بنادے۔

وہاں دو پہاڑ ہیں: ثبیر اور حرا۔کائنات بدربین اور غزوات کے جاں نثاروں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر پر ہیں، دشمن ستارہے ہیں،اس دوران ثبیر عرض گذار ہے: **اِهْبِطْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ عَلٰی ظَهْرِیْ فَیُعَذِّبَنِی اللّٰہُ** ۔کہ آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے اوپر سے نیچے تشریف لے جایئے، کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ

میری پشت پر دشمنوں نے آپ کو قتل کر دیا اور میں آپ کو بچا نہ سکوں ،تو کہیں اللہ مجھے عذاب نہ دے۔

پہاڑ بھی ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں،آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ثبیر کی یہ آواز حرا نے سن لی۔اس نے دور سے پکارا اِلَـیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰه! ثبیر آپ سے معذرت خواہ ہے،اس لئے آپ میرے اوپر تشریف لے آیئے۔گویا آپ کی خاطر مجھے سب کچھ گوارا ہے۔

اسی لئے ایک دوسرے موقع پر جب خلفاء کرام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرا پر ہیں،تو اس پر حال طاری ہو گیا کہ کتنا پیارا لمحہ،کہ میں محبوب کائنات اور محبوب رب العالمین کے قدم چوم رہا ہوں۔تو حال طاری ہونے پر وہ ہل رہا ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرما رہے ہیں اُسْکُنْ یَاحِرَا! فَاِنَّ عَلَیْکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے سرفراز کئے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام فرماتے ہیں ،اور اس مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرما کر نماز پڑھتے رہے،لیکن اس طرح کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہیں ہوتی تھی، بلکہ کعبہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے رکھتے تھے اور مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سولہ یا سترہ مہینے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

تیرہ برس مکہ والوں کے بے پناہ مظالم برداشت کرنے کے بعد بحکم الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کرنی پڑی۔

ہجرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت فرماتے ہیں ۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء میں ہیں اور راستہ بتانے والے عبد

اللہ بن اریقط لیثی ہیں، یہی دلیل اور ہادی تھے، لیکن ان کے مسلمان ہونے کا کوئی ثبوت میسر نہیں آسکا۔اغلب یہ ہے کہ وہ کفر کی ہی حالت پر رہے۔

ہجرت کے سفر میں یہ تین رفقاء ہیں جو اپنا پیارا وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں۔راستہ پر موت ان کا پیچھا کرتی رہی، مگر اللہ کی شان کہ ابھی دس برس نہیں گذرے کہ اب صرف مکہ والوں کو نہیں، روئے زمین کی تمام باطل پرست قوتوں کو للکارنے کے لئے تبوک کا سفر ہوتا ہے، تو تیس ہزار سے زیادہ فدائی ساتھ ہیں۔

اور ہجرت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر مظلومانہ ہے، اور تبوک کا مجاہدانہ، مگر آخری مکہ کا حجۃ الوداع کا سفر محبوبانہ انداز کا سفر ہے۔لاکھوں کی تعداد میں چاروں طرف، تا حد نظر جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلوے کے منتظر دور دور تک انسان ہی انسان ہیں۔اور نبوی بارگاہ سے حجۃ الوداع کے لئے جاتے ہوئے اور آتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر ایک کے لئے پیار ہی پیار ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسفار کا دل و دماغ کی گہرائیوں سے آپ مطالعہ فرمائیں اور اس کے بعد اِس طرح موازنہ فرمائیں تو لطف آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے لمحات کا صحیح مطالعہ کر کے ہر وقت دل و دماغ میں ہمیں بسانے کی اللہ توفیق دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس برس قیام فرماتے ہیں۔ان دس سالہ زندگی کی تفاصیل آگے مضامین میں معلوم ہوں گی، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور عمرہ اور حج کے اسفار، اور خصوصی طور پر اسلام کی دعوت کے خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک و سلاطین کے یہاں جن خدام کے ذریعہ مکاتیب گرامی ارسال فرمائے، اور عمومی دعوت اسلام کے لئے بھیجے جانے والے سرایا کی تعداد اور اس کے امراءِ لشکر، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تینا زواج مطہرات حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

سے نکاح تو مکہ مکرمہ میں ہوئے، ان تین امہات المؤمنین کے علاوہ جو بقیہ نکاح ہوئے؛ ان تمام کی تفاصیل اگلے صفحات میں آپ ملاحظہ فرماسکیں گے۔

وفات

تریسٹھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتی ہے۔ پیر کے دن بارہ ربیع الأول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے اور بدھ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آتی ہے، کل بارہ دن یا چودہ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے، اس بیماری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

غسل دینے والوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور فضل بن عباس، قثم بن عباس، اسامہ بن زید، اور شقران، مؤخر الذکر دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی میں سے ہیں، انہوں نے غسل دیا اور غسل کے وقت اوس بن خولی انصاری موجود رہے۔

تین کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا جو یمن کے شہر سحول کے بنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین کپڑوں میں نہ قمیص تھا، نہ عمامہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ مسلمانوں نے الگ الگ پڑھی، کسی نے امامت نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آپ کے نیچے ایک سرخ چادر بچھائی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑھنے میں استعمال ہوا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت فضل بن عباس اور قثم اور شقران ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد آپ پر نو اینٹیں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو بند کیا گیا۔

جس جگہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اسی بستر کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا اور وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھودی گئی اور قبر کے اندر لحد بنائی گئی اسی حجرہ میں جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا قیام تھا۔ پھر اسی حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی دفن ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **تین** صاحبزادے ہیں:

۱۔**قاسم** جن سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، جن کی ولادت نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور وہیں آپ نے وفات پائی جب کہ حضرت قاسم کی عمر دو برس تھی۔

۲۔**عبداللہ**۔حضرت عبداللہ، بعد از نبوت ان کی ولادت ہے

۳۔**ابراہیم** جن کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی، اور مدینہ منورہ میں ۱۰ھ میں جب کہ ان کی عمر سترہ یا اٹھارہ مہینے تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

۱۔حضرت **زینب** ہیں جن کے شوہر ابوالعاص تھے، اور وہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے اور حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی سے ان کا پہلا رشتہ تھا، ان سے نکاح ہوا، اور ان سے جو اولاد ہوئیں، وہ یہ ہیں:

ا۔علی جو بچپن میں فوت ہو گئے۔

۲۔ امــامــہ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں بھی اٹھا لیتے تھے۔یہی حضرت امامہ جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد نکاح کیا تھا۔

○

۲۔حضرت **فاطمہ** جن کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین صاحبزادے ہیں:

ا۔حسن

۲۔حسین

۳۔محسن

اور محسن بچپن میں وفات پا گئے تھے

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو صاحبزادیاں ہیں:

ا۔ام کلثوم جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا تھا۔

۲۔حضرت زینب جن سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تھا۔

○

۳۔حضرت **رقیہ** ہیں جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، انہیں کے یہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا ہے۔اور حضرت رقیہ کے ایک صاحبزادہ بھی ہیں حضرت عبداللہ، اسی سے ان کو ام عبداللہ کہا جاتا تھا۔

○

۴۔حضرت **ام کلثوم** ہیں۔حضرت رقیہ کی وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا، ان کی بھی آپ کے یہاں وفات ہوئی۔

○

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجبزادیاں **چار** ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے، اور صاجبزادوں میں بھی صحیح قول ہے کہ تین صاجبزادے تھے اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ چار تھے اور تیسرا قول یہ ہے کہ پانچ تھے کہ طیب اور طاہر دونوں الگ الگ نام ہیں، اگر چہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاجبزادے تین تھے۔ طیب اور طاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت عبد اللہ کے القاب تھے جن کی ولادت بعد از نبوت ہوئی۔

سب سے پہلے ولادت حضرت قاسم کی ہے اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے پھر حضرت زینب، ان کے بعد رقیہ، ان کے بعد فاطمہ، ان کے بعد ام کلثوم، پھر حضرت عبد اللہ مکہ مکرمہ میں نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں حضرت ابراہیم کی ولادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ سے ہیں۔ صرف حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد آپ کے وصال سے پہلے فوت ہو چکی تھیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے

۱۔ ام المؤمنین حضرت **خدیجہ بنتِ خویلد** رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا جب کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف پچیس برس تھی۔ حضرت خدیجہ آپ کے ساتھ رہیں، اسی دوران اللہ عز وجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے سچے مشورے دینے والی تھیں۔

ہجرت سے تین سال قبل آپ کی وفات ہوئی، یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ پانچ سال پہلے، تیسرا یہ کہ ہجرت سے چار سال پہلے حضرت خدیجہ کی وفات ہے۔

○

۲۔ام المؤمنین حضرت سودہ: حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نکاح فرمایا۔

اور حضرت سودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں جو سہیل بن عمرو کا بھائی ہے۔ اور حضرت سودہ کو ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا، لیکن حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کر دی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو اپنے پاس نکاح میں رہنے دیا۔

○

۳۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا۔ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں، ہجرت سے دو سال قبل نکاح فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تین سال پہلے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر چھ یا سات برس تھی اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو برس تھی اور ہجرت کے سات مہینے بعد یا اٹھارہ مہینے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بناء فرمائی اور رخصتی ہوئی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی۔آپ کی مدینہ منورہ ہی میں وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہیں، بقیع کی تدفین کی خود آپ نے وصیت فرمائی تھی۔

آپ کی وفات سنہ اٹھاون یا سنہ ستاون ہجری میں ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور آپ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بچہ کا ان کو اسقاط ہوگیا تھا،اس لئے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے اگر چہ اس روایت کی صحت میں کلام ہے۔

○

۴۔ام المؤمنین حضرت **حفصہ** بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح فرمایا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ خنیس بن حذافہ کے نکاح میں تھیں،اور حضرت خنیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں، اور بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

اور مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی،تو جبرئیلِ امین نے آکر اللہ تعالی کا حکم پہنچایا کہ **اِنَّ اللّٰهَ يَأمُرُکَ اَنْ تُرَاجِعَ حَفْصَةَ،** کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ حفصہ سے رجوع فرمالیں، **فَاِنَّهَا صَوَّامَةٌ، قَوَّامَةٌ وَ اِنَّهَا زَوْجَتُکَ فِي الْجَنَّةِ،** بہت زیادہ وہ روزے رکھنے والی، بہت قیام کرنے والی ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں بھی بیوی رہے گی۔

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر کو طلاق دی، یہ اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی،تو اپنے سر

پر مٹی ڈالنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب اللہ تعالی عمر اور اس کی بیٹی کی کیا پرواہ کرے گا؟ اس طلاق کے بعد، اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرئیل امین حاضر ہوئے اور اللہ تعالی کا یہ حکم پہنچایا کہ اللہ عز وجل آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ حفصہ سے حضرت عمر پر ترس کھاتے ہوئے رجوع کرلیں۔

حضرت حفصہ کی وفات سنہ ستائیس ہجری یا سنہ اٹھائیس ہجری میں ہوئی ہے جسے عامِ افریقیہ کہا جاتا ہے۔

○

۵۔ام المؤمنین **ام حبیبہ** بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ آپ کا اسمِ گرامی رملہ بنت صخر ہے، آپ نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی ہجرت بھی کی ہے مگر عبید اللہ بن جحش حبشہ پہنچ کر نصرانی ہو گئے اور اللہ تعالی نے ام حبیبہ کے اسلام کو باقی رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا، جب کہ آپ ابھی حبشہ ہی میں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی نے چار سو دینار مہر بھی عطا فرمایا تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو انہی کے خاطر حبشہ بھیجا تھا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ام حبیبہ کی طرف سے ولی بن کر نکاح کو قبول کیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ خالد بن سعید بن العاص نے ولی بن کر ایجاب وقبول کیا تھا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن چوالیس ہجری میں ہے۔

○

۶۔ام المؤمنین **ام سلمہ** رضی اللہ عنہا۔ آپ کا اسمِ گرامی ہند بنت امیہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کے نکاح میں تھیں۔

آپ کی وفات سنہ ٦٢ ہجری میں ہے اور مدینہ منورہ میں بقیع میں مدفون ہیں، اور ازواجِ مطہرات میں سب سے اخیر میں وفات حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے، اگر چہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات سب سے اخیر میں ہوئی ہے۔

○

۷۔ام المؤمنین حضرت **زینب بنت جحش** رضی اللہ عنہا۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ کی بیٹی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ اور غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

زید بن حارثہ نے آپ کو طلاق دی، پھر آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالی نے حضرت زینب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرایا اور روئے زمین پر ایجاب و قبول کی مجلسِ نکاح منعقد نہیں ہوئی، اور یہ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت زینب ازواجِ مطہرات سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے آباء واجداد نے کروایا اور میرا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ تبارک وتعالی نے کرایا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات مدینہ منورہ میں سنہ بیس ہجری میں ہے اور بقیع میں مدفون ہیں۔

○

۸۔ام المؤمنین حضرت **زینب بنت خزیمہ** رضی اللہ عنہا۔ان کا لقب ام المساکین ہے کہ مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اور یہ عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور یہ بھی کہا گیا کہ عبد الطفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ سے ہجرت کے بعد تیسرے سال میں نکاح فرمایا ہے، لیکن نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت

تھوڑی مدت وہ رہ سکیں، صرف دو مہینے یا تین مہینے رہ سکیں، پھر وفات پا گئیں۔

○

۹۔ام المؤمنین حضرت **جویریہ** بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ جو غزوۂ بنو مصطلق میں سبایا میں شامل ہو کر آئی تھیں پھر پہلے تو ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں گئیں، حضرت ثابت نے آپ کو مکاتب بنایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلِ کتابت ادا فرمایا اور ہجرت کے چھٹے سال میں ان سے نکاح فرمایا۔

سنہ چھپن ہجری ربیع الأول میں آپ کی وفات ہے۔

○

۱۰۔ام المؤمنین حضرت **صفیہ** بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے اولاد میں سے ہیں جو غزوۂ خیبر میں قید کی گئی تھیں، قیدیوں میں شامل ہو کر آئی تھیں۔

ہجرت کے ساتویں سال یہ غزوہ ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کروایا تھا اور حضرت صفیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما دیا تھا اور آپ کی آزادی ہی آپ کا مہر قرار پائی تھی۔

سنہ تیس ہجری یا سنہ پچاس ہجری میں آپ کی وفات بیان کی گئی ہے۔

○

۱۱۔ام المؤمنین حضرت **میمونہ** بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ جو حضرت خالد بن ولید اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے سرِف میں نکاح فرمایا تھا اور سرِف ہی میں آپ کی رخصتی ہوئی ہے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون

ہیں اور سرِف مکہ مکرمہ سے نو میل پر ایک پانی کے چشمہ کا نام تھا۔ امہات المؤمنین میں سب سے اخیری نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہے۔

آپ کی وفات سنہ تریسٹھ ہجری میں ہے۔

یہ تمام ازواجِ مطہرات وہ ہیں کہ جن سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت زوج مطہر تنہائی میں تشریف لے گئے ہیں اور خلوت فرمائی ہے، جو گیارہ ہیں۔ اور سات وہ ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقدِ نکاح فرمایا لیکن ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت زوج مطہر خلوت نہیں فرمایا یا تنہائی میں تشریف نہیں لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ چچا ہیں:

۱۔ **حارث** جو عبد المطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، انہی سے عبد المطلب کی کنیت ابو الحارث ہے۔ آپ کے چچا حارث کی اولاد میں سے اور ان کی اولاد کی اولاد میں سے ایک جماعت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

○

۲۔ دوسرے چچا **قثم** جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے، ان کی اور حارث کی ماں ایک تھی۔

○

۳۔ تیسرے چچا **زبیر** بن عبد المطلب جو قریش کے سرداروں میں سے تھے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں بھی شریک رہے اور وہاں بڑی ثبات قدمی سے لڑے اور اجنادین میں شہادت پائی۔ اجنادین

میں شہادت بھی ایسے پائی کہ آپ کے چاروں طرف سات لاشیں پڑی تھیں جن کو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے قتل کیا تھا، ان کو قتل کرنے کے بعد پھر آپ کی شہادت ہوئی ہے۔

زبیر بن عبد المطلب کی اولاد یہ ہیں:

۱۔عبد اللّٰہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو صحابیہ ہیں۔

۳۔ام الحکم بنت الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کرتی ہیں۔

○

۴۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے چچا حمزہ بن عبد المطلب ہیں جن کا لقب اسد اللہ اور اسد الرسول ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں، ابتدائی اسلام میں سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں ہیں اور آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بدر میں شریک ہوئے اور احد میں آپ نے شہادت پائی اور آپ کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی۔

○

۵۔پانچویں چچا **عباس** بن عبد المطلب جن کی کنیت ابو الفضل ہے۔آپ نے بھی اسلام قبول کیا اور اسلام لانے کے بعد بھی بڑی خوبیوں کے مالک رہے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین برس بڑے تھے۔

حضرت عباس کے دس بیٹے تھے، **فضل، عبداللّٰہ، قثم** یہ تینوں صحابی بھی ہیں۔

حضرت عباس نے سنہ بتیس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ

خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

○

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں سے صرف دو، حضرت عباس اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا ہے۔

○

۶۔ چھٹے چچا **ابو طالب** بن عبد المطلب جن کا نام عبد مناف ہے اور ابو طالب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی ہیں کہ دونوں کی حضرت عبد اللہ اور ابو طالب کی ماں ایک ہیں۔ حضرت عبداللہ اور ابو طالب کی ایک بہن تھی عاتکہ جنہوں نے بدر کے بارے میں خواب دیکھا تھا اور تینوں حضرت عبداللہ حضرت ابو طالب اور عاتکہ کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھیں۔

ابو طالب کی اولاد یہ ہیں:

۱۔ طالب ہے جنہوں نے کفر کی حالت میں انتقال کیا

۲۔ حضرت عقیل،

۳۔ حضرت جعفر،

۴۔ حضرت علی،

۵۔ حضرت ام ھانی ہیں، اور حضرت ام ہانی کا نام فاختہ ہے، بعضوں نے ہند بھی بیان کیا ہے۔

ان چاروں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

نیز ابو طالب کی اولاد میں

۶۔ جمانہ نام کی بیٹی کا بھی ذکر آتا ہے۔

○

۷۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں چچا**ابولہب** جس کا نام عبد العزیٰ تھا، حضرت عبدالمطلب نے یہ کنیت بچپن سے دی تھی کہ ابولہب کا چہرہ بڑا حسین تھا۔

ابولہب کی اولاد یہ ہیں :

۱۔**عتبہ**

۲۔ **معتّب** جنہوں نے جنگ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدمی دکھائی تھی۔

۳۔اور ان دونوں کی بہن **درّہ** ہیں، ان تینوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۴۔ابولہب کا ایک لڑکا **عتیبہ** جسے ملکِ شام کے سفر میں زرقاء نامی جگہ پر شیر نے چیر پھاڑ دیا تھا اور کفر کی حالت میں وہ مرا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے نتیجہ میں شیر نے اسے پھاڑا تھا۔

○

۸۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں چچا **عبد الکعبہ** ہیں۔

○

۹۔نویں چچا **حجل** جن کا نام مغیرہ ہے۔

○

۱۰۔دسویں چچا **ضرار**؛ یہ حضرت عباس کے ماں کی طرف سے سگے بھائی ہیں۔

○

۱۱۔گیارھویں چچا **غیداق**۔غیداق قریش میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور سب سے زیادہ کھانا کھلانے والے تھے۔اس لئے انہیں غیداق کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں ہیں:

۱۔پہلی پھوپھی **صفیہ** بنت عبدالمطلب ، جو اسلام لائیں، جنہوں نے ہجرت کی اور یہی حضرت زبیــر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں جن کی وفات مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی اور یہ اور حضرت حمزہ دونوں ایک ماں سے ہیں، دونوں اخیافی بھائی بہن ہیں۔

○

۲۔دوسری پھوپھی **عاتکہ** بنت عبد المطلب بعضوں نے کہا کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور انہوں نے بدر کے بارے میں خواب بھی دیکھا تھا۔ یہ ابو امیہ کے نکاح میں تھیں

ان کی اولاد یہ ہیں:

۱۔حضرت **عبد اللّٰہ** جو اسلام لائے اور صحابی بنے۔

۲۔زهیر

۳۔قریبه کبریٰ

○

۳۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری پھوپھی **اروی** بنت عبد المطلب جو عمیر بن وہب کے نکاح میں تھیں، ان کی اولاد میں **طـلـیـب بن عمیر** ہیں، مہاجرین اولین میں سے ہیں، بدر میں بھی شریک ہوئے اور اجنادین میں شہادت پائی ہے، حضرت طلیب کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

○

۴۔چوتھی پھوپھی **امیمہ** بنت عبد المطلب ، جو جحش بن رئاب کے نکاح میں تھیں، جن سے:

۱۔**عبد اللّٰہ** کی ولادت ہوئی جو احد میں شہید ہوئے۔

۲۔**ابو احمد الاعمیٰ الشاعر** مشہور ہیں اور ان کا نام عبد ہے۔

۳۔حضرت امیمہ کی بیٹی حضرت زینب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت زینب ہیں۔

۴۔اور دوسری بیٹی **حبیبہ** ہیں۔

۵۔تیسری **حمنہ** ہے، سب کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۶۔ایک بیٹے حضرت امیمہ کے **عبید اللّٰہ بن جحش** جو اسلام لائے تھے، پھر نصرانیت اختیار کر لی تھی اور حبشہ میں کفر کی حالت میں وفات پائی۔

○

۵۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پھوپھی **برّہ** یہ عبد الاسد کے نکاح میں تھیں، ان کے بیٹے **ابو سلمہ** ہیں جن کا نام عبد اللہ ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے شوہر تھے۔حضرت برہ نے عبد الاسد کے بعد ابو رہم سے نکاح کیا تھا اور ان کے لڑکے **ابو عبرہ بن ابی رھم** ہیں۔

○

۶۔چھٹی پھوپھی **ام الحکیم** ان کا نام بیضاء بنت عبد المطلب ہے جو کریز بن ربیعہ کے نکاح میں تھیں۔ان کی اولاد میں **اروىٰ بنت کریز** ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج فرمائے؟ تو حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک حج اور چار عمرے فرمائے ہیں۔

ا۔ عمرۃ الحدیبیہ: جس وقت مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ سے روک دیا تھا۔

۲۔ عمرۃ القضاء کا عمرہ۔

۳۔ وہ عمرہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے فرمایا، جس سفر میں جعرانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے اموالِ غنیمت تقسیم فرمائے تھے جو ذی القعدہ میں ہوا تھا۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ہوا ہے۔

یہ ایک حج اور چار عمرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد ہیں البتہ مکہ مکرمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج بھی فرماتے رہے اور عمرہ بھی فرماتے رہے، ان کی تعداد محفوظ نہیں ہے۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے حج فرمایا، حجۃ الوداع، تو اسی حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو الوداع فرمادیا تھا، اور فرمایا تھا کہ عَسٰی اَنْ لَا تَـرَوْنِی بَعْدَ عَامِی ھٰذا، ہوسکتا ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے روئے زمین پر نہ دیکھ پاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس پچیس غزوات میں شرکت فرمائی، یہ مشہور قول ہے اگر چہ دوسرا قول ستائیس غزوات کا بھی ہے اور سرایا کی تعداد پچاس یا پچاس کے قریب ہے۔ ان تمام میں صرف نو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کی نوبت آئی، وہ یہ ہیں:

۱۔بدر

۲۔احد

۳۔خندق

۴۔بنی قریظہ

۵۔بنومصطلق

۶۔خیبر

۷۔فتح مکہ

۸۔حنین

۹۔طائف۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وادیِ قری اور الغابہ اور بنونضیر میں بھی قتال ہوا ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت انجام دینے والے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت انجام دینے والے حضرات یہ ہیں:

۱۔صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ

۲۔عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ

۳۔عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ

۴۔علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالی عنہ

۶۔عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ تعالی عنہ

۷۔ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ

۸۔ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ

۹۔خالد بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ

۱۰۔حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ

۱۱۔زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ

۱۲۔معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ

۱۳۔شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ

۱۴۔ابان بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ

۱۵۔ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ

۱۶۔زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ

۱۷۔عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالی عنہ

۱۸۔ابورافع قبطی رضی اللہ تعالی عنہ

۱۹۔خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ

۲۰۔السجل رضی اللہ تعالی عنہ

۲۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

۲۲۔علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالی عنہ

۲۳۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ

۲۴۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ

۲۵۔علاء بن عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ

۲۶۔عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ

۲۷۔ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ

۲۸۔ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالی عنہ

۲۹۔ بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ
۳۰۔ جہیم بن الصلت رضی اللہ تعالی عنہ
۳۱۔ الحصین بن نمیر النمیری رضی اللہ تعالی عنہ
۳۲۔ حویطب بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ
۳۳۔ خالد بن زید رضی اللہ تعالی عنہ
۳۴۔ سعید بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ
۳۵۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ
۳۶۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ
۳۷۔ ابوسلمۃ المخزومی رضی اللہ تعالی عنہ
۳۸۔ ابان بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ
۳۹۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہ
۴۰۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ
۴۱۔ سعید بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ
۴۲۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ
۴۳۔ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ تعالی عنہ
۴۴۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ
۴۵۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ابن سلول رضی اللہ تعالی عنہ
۴۶۔ معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ
۴۷۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ
۴۸۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ
۴۹۔ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ

۵۰۔حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان تمام نے کتابت کی خدمت انجام دی ہے۔مگر اس خدمت کے زیادہ مواقع جن کے لئے میسر آئے اور جنہوں نے طویل عرصہ کتابت کی خدمت انجام دی وہ دو صاحبان ہیں: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور قاصد جن صحابہ کرام کو بھیجا

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو بطورِ قاصد بھیجا ان میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری ہیں جنہیں نجاشی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا گیا۔نجاشی کا اسم گرامی اصحمہ ہے اور اصحمہ کے معنی عربی میں عطیہ کے ہوتے ہیں۔

حضرتِ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ گرامی اپنے ہاتھوں میں لیا، دونوں آنکھوں پر اسے رکھا، اپنے تختِ شاہی سے نیچے اتر آئے، زمین پر بیٹھ گئے اور اسلام قبول کیا اور آخر تک آپ کا اسلام ترقی پذیر رہا۔اگرچہ آپ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ہی اس مکتوبِ گرامی سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نجاشی کی، جس دن ان کی وفات ہوئی ہے تو نمازِ جنازہ پڑھی ہے، اور یہ بھی روایات میں بیان کیا گیا کہ حضرت نجاشی کی قبر پر برابر نور کی روشنی دیکھی جاتی رہی۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ روم قیصر کی طرف قاصد بنا کر بھیجا، قیصر کا نام ہرقل تھا۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے متعلق سوالات کئے اور اس کے

نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت ثابت ہوگئی اور اسلام لانے کا اس نے ارادہ کیا ،مگر رومیوں نے ان سے موافقت نہیں کی ،اس لئے اپنی سلطنت پر خوف کرتے ہوئے وہ اسلام لانے سے رک گیا۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ فارس کسری کی طرف قاصد بنا کر بھیجا ،جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کے ٹکڑے کر دئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تھا مَزَّقَ اللّٰهُ مُلْكَهُ، اللہ اس کی سلطنت کو بھی پارہ پارہ کردے۔ چنانچہ اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ اللہ نے فرمائی اور اس کی قوم کی طرف وہ سلطنت منتقل نہیں ہوئی، بلکہ اس کی قوم کی سلطنت بھی ہمیشہ کے لئے چلی گئی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاطب بن ابی بلتعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ اور مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔اس نے اچھی باتیں کہیں اور اسلام لانے کے وہ قریب پہنچ گئے تھے مگر اسلام نہیں لا سکے۔

پھر بھی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ،بطور ہدیہ کے حضرت ماریہ قبطیہ اور آپ کی بہن سیرین کو بھیجا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرمادی جن سے عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمان کے دو بادشاہ جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔حقیقۃً تو بادشاہ جیفر تھا، یہ عبد اور جیفر دونوں اسلام میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور حضرت عمرو بن

العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کام سپرد کیئے۔

ایک یہ کہ آپ صدقات کا انتظام فرمائیں اور دوسرے ہمارے درمیان حکمِ اسلام اور شریعت کا نفاذ فرماویں۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ان کے پاس رہے۔

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلیط بن عمرو العامری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ قاصد بنا کر بھیجا۔ اس نے حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا اکرام فرمایا، آپ کی ضیافت کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کے جواب میں لکھا کہ جن چیزوں کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ کتنی پیاری، کتنی عمدہ ہیں اور میں بھی میری قوم کا خطیب اور شاعر ہوں، تو میرے لئے بھی آپ اس امرِ نبوت میں کوئی حصہ رکھ دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار فرمایا اور ہوذہ بن علی نے اسلام قبول نہیں کیا اور فتحِ مکہ کے سال وہ اسی کفر کی حالت میں مر گیا۔

حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شجاع بن وہب اسدی کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن ابی شمر الغسانی، بلقاء کے بادشاہ کے پاس بھیجا، بلقاء جو شام کے علاقہ میں ہے۔

حضرت شجاع فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا اس حال میں کہ وہ غوطۂ دمشق میں تھا، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کو پڑھا، پھر اسے پڑھ کر پھینک دیا اور اس نے کہا کہ میں ان پر حملہ کرنے جا رہا ہوں اور اس نے اس کا پختہ ارادہ کیا، مگر قیصر نے جس کی ماتحتی میں یہ حارث بن ابی شمر الغسانی تھا، تو قیصر نے ایسا کرنے سے اسے روک دیا۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث حمیری کے پاس قاصد بنا کر بھیجا جو یمن کے بادشاہوں میں سے ایک تھے۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی بحرین کے بادشاہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ ایک گرامی نامہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

حضرت ابوموسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ یمن کی طرف بھیجا تھا کہ وہاں جا کر اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ سارا ملک، وہاں کے تمام باشندے خوشی خوشی بغیر کسی قتال اور جبر کے، بغیر کسی قتال اور مقابلہ کے اسلام میں داخل ہوئے۔

حریۃ الاصل آزاد حضرات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام

۱۔ انس بن مالک بن نضر الانصاری رضی اللہ عنہ

۲۔ ہند اور

۳۔ اسماء جو دونوں حارثہ اسلمی کے بیٹے ہیں

۴۔ ربیعہ بن کعب

۵۔عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب النعلین مشہور ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے، تو وہ نعلین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہناتے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوجاتے تو انہیں اپنے ہاتھوں میں پہن لیتے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لئے کھڑے نہ ہوتے، وہاں تک اپنے پاس رکھتے۔

۶۔عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچری کی خدمت ان کے سپرد تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچری کو اسفار میں یہ لے کر چلتے تھے۔

۷۔بلال بن رباح رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بھی ہیں۔

۸۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

۹۔ذومخمر جو شاہ حبشہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے ہوتے ہیں، ان کا نام مخمر میم کے ساتھ یا مخبر با کے ساتھ دو طرح سے ضبط کیا گیا ہے۔

۱۰۔بکیر بن شداخ اللیثی ،بعضوں نے ان کا نام بکیر کے بجائے بکر بھی بتایا ہے۔

۱۱۔حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

۱۲۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے خاص طور پر ہجرت کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی خدمت فرمائی تھی۔

۱۳۔اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔مہاجر مولی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۲۰۔ہلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔اربد بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔اسود بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔جدرجان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔جراح بن جرجان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔سالم مولیٰ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷۔نعیم بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔ابو اسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام

۱۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور

۲۔ان کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت اسامہ کو الحِبّ بن الحِبّ کہا جاتا تھا۔

۳۔ثوبان بن بُجد د، ان کا نسب یمن میں ہے۔

۴۔ابو کبشہ یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام سلیم تھا، اور بدر میں شریک ہوئے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ دوس کے علاقہ میں پیدا ہوئے،

۵۔انسہ ہیں جو سراۃ کے علاقہ سے ہیں، وہاں کی پیدائش ہے۔

۶۔شقران حبشی جن کا نام صالح تھا

۷۔رباح اسود

۸۔ یسار نوبی
۹۔ ابورافع ہیں جن کا نام اسلم ہے، بعضوں نے ابراہیم نام بتایا ہے، یہ حضرت عباس کے غلام تھے۔ حضرت عباس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں آزاد فرما دیا تھا۔
۱۰۔ ابومویہبہ ہیں جو مزینہ سے ہیں ۔
۱۱۔ فضالہ ہیں جو شام جا کر آباد ہو گئے تھے۔
۱۲۔ رافع ہیں جو سعید ابن العاص کی مِلک میں تھے، جب ان کی اولاد ان کی وارث ہوئیں، تو بعضوں نے ان کو آزاد کیا، بعضوں نے ان کو آزاد نہیں کیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت رافع حاضر ہوئے، مدد کے طالب ہوئے، سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر آپ کی مدد میں ان کو ہبہ کر دیا تھا۔ اس لئے یہ اپنے متعلق حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے **انا مولیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم**، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ اور غلام ہوں۔
۱۳۔ مدعم اسود جن کو رفاع ابن زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کیا تھا، جنہیں وادیِ قریٰ میں قتل کیا گیا تھا۔
۱۴۔ کرکرہ، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر متعین ہوا کرتے تھے۔
۱۵۔ حضرت زید ہیں جو ہلال ابن یسار ابن زید کے جد امجد ہیں
۱۶۔ عبید
۱۷۔ طہمان یا کیسان یا مہران یا ذکوان یا مروان
۱۸۔ مأبور القبطی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنہیں مقوقس نے ہدیہ کیا تھا
۱۹۔ واقد
۲۰۔ ابو واقد

۲۱۔ ہشام

۲۲۔ ابوضمیرہ

۲۳۔ حنین

۲۴۔ ابوعسیب اور آپ کا نام احمر ہے

۲۵۔ ابوعبید

۲۶۔ ایمن بن عبید

۲۷۔ باذام

۲۸۔ رویفع

۲۹۔ سلمان فارسی

۳۰۔ ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری

۳۱۔ قفیز

۳۲۔ نفیع بن حارث

۳۳۔ ابوحمراء

۳۴۔ ابوسلمٰی یا ابوسلاّم جن کا نام حارث تھا

۳۵۔ ابوصفیہ

۳۶۔ اور سفینہ ہیں جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، پھر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے آپ کو آزاد کر دیا تھا، اور آپ پر شرط کی تھی کہ عمر بھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں گے۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت سفینہ نے، کہ اگر آپ مجھ پر شرط نہ کرتیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام مشہور موالی اور آزاد کردہ غلام ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

ا۔ سلمٰی جو حضرت رافع کی ماں ہیں۔

۲۔ برکتہ ام ایمن ہیں، حضرت ام ایمن کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی طرف سے وارث ہوئے۔ اور یہ ام ایمن برکہ، یہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں

۳۔ میمونہ بنت سعد

۴۔ خضرہ

۵۔ رضوی

۶۔ امتہ اللہ بنت رزینہ

۷۔ امیمہ

۸۔ خلیسہ

۹۔ خولہ

۱۰۔ ام ضمیرہ

۱۱۔ ام عیاش

۱۲۔ رزینہ

۱۳۔ ریحانہ

۱۴۔ زرینہ

۱۵۔ سائبہ

۱۶۔ سدیسہ

۱۷۔ سلامہ

۱۸۔سیرین

۱۹۔عنقودہ

۲۰۔لیلیٰ

۲۱۔میمونہ بنت ابی عسیب

۲۲۔اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین

۱۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا تھے۔ یہ دونوں حضرات باری باری مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

۳۔حضرت سعد قرظی جو قبا میں اذان دیا کرتے تھے

۴۔حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ مکرمہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان

۱۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت رباح اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت انسہ بن باداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار

۱۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کے روز آپ کے پہرہ دار بنے۔

۲۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۳۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ احد میں پہرہ دیا۔

۴۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

۶۔ حضرت ذکوان بن عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ تینوں حضرات وادی قری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار بنے۔

۷۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر عریش میں پہرہ داری کی خدمت انجام دی۔

۸۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار تھے۔

جب آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ دینے والوں کو منع فرمادیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء الجیش

۱۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔سیدنا مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔سیدنا صرد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۔سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔سیدنا عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔سیدنا عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔سیدنا کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔سیدنا ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔سیدنا زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔سیدنا شجاع بن ابی وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔سیدنا غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔سیدنا کرز بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵۔سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۔سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۷۔سیدنا عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مختلف علاقوں کے گورنر

۱۔سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔سیدنا مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء

۱۔آسمان والوں میں سے:

۱۔حضرت جبریل امین علیہ السلام

۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام

۲۔زمین والوں میں سے:

۱۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن صحابہ کرام کو قاضی بنایا گیا

۱۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۲۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امانت اور اخراجات کا حساب رکھنے والے صحابہ کرام

۱۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدود کی تفتیش کرنے والے اور نافذ کرنے والے صحابہ کرام

۱۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۲۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز داں

۱۔حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں کے چَرانے والے

۱۔سیدنا ابو سلمیٰ یا ابو سلاّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔سیدنا یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو عرنیین نے قتل کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو ضروریات کے ذمہ دار

۱۔سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے اٹھانے والے

۱۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

۶۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں تیار کرنے والے

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء

۱۔سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چپّل سنبھالنے والے

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے حدی خواں

۱۔حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کن کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

۱۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب

۱۔حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن حضرات کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری اعضاء میں کسی درجہ میں مشابہت تھی:

☆ ابو البشر سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
☆ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
☆ حضرات حسنین: سیدنا حسن ابن سیدنا علی اور سیدنا حسین ابن سیدنا علی رضی اللہ عنہم
☆ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
☆ سیدنا ابراہیم ابن حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
☆ سیدنا جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
☆ سیدنا عون ابن سیدنا جعفر رضی اللہ عنہما
☆ سیدنا عبد اللہ ابن سیدنا جعفر رضی اللہ عنہما
☆ سیدنا قثم ابن سیدنا عباس رضی اللہ عنہما
☆ سیدنا ابو سفیان ابن نوفل ابن الحارث ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
☆ سیدنا محمد ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما
☆ سیدنا مسلم ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما
☆ سیدنا سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ
☆ سیدنا شافع ابن سیدنا سائب ابن یزید رضی اللہ عنہما
☆ حضرت عبد اللہ ابن عامر ابن کُریز العبشمی رحمۃ اللہ علیہ
☆ حضرت کابس ابن ربیعۃ بن عدی
☆ حضرت علی ابن نجاد ابن رفاعۃ الرفاعی الیشکری

☆ حضرت قاسم ابن عبداللہ ابن محمد ابن عقیل رضی اللہ عنہم

☆ حضرت عبداللہ ابن محمد ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت قاسم ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت ابراھیم ابن عبداللہ ابن الحسن ابن الحسن ابن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت یحیٰی ابن قاسم ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین ابن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت عبیداللہ ابن ابی طلحۃ الخولانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مسلم ابن معتّب ابن ابی لہب رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قتادۃ ابن دعامۃ رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شہاب الدین الرملی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء گرامی کو نظم فرمایا ہے:

بِالْمُصْطَفٰی شُبِّہَ بَعْضُ النَّاسِ فَاحْفَظْھُمْ وَلَا تَکُنْ بِالنَّاسِیْ
فَاطِمَۃُ الزَّھْرَآءُ وَابْنَاھَا الْحَسَنْ ثُمَّ حُسَیْنٌ وَکِلَاھُمَا حَسَنْ
وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِبْرَاھِیْمُ وَنَوْفَلُ ابْنُ الْحَارِثِ الْعَظِیْمُ
وَابْنُ ابْنِہٖ انْشُرْ بِالْجَمِیْلِ ذِکْرَہٗ أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَمِیْرُ الْبَصْرَۃ
وَجَعْفَرٌ وَابْنَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَوْنًا اذْکُرْ وَلَا تَکُنْ بِاللَّاھِیْ
وَابْنَا عَقِیْلٍ وَھُمَا مُحَمَّدٌ وَمُسْلِمٌ وَالسَّائِبُ الْمُمَجَّدُ
ابْنُ یَزِیْدٍ وَھُوَ جَدُّ الشَّافِعِیّ اِمَامُنَا الْأَعْظَمُ نَجْلٌ شَافِعٌ
وَالْحَبْرُ عَبْدُ اللّٰہِ ذَا ابْنُ عَامِرٍ ابْنُ کُرَیْزٍ الْعَبْشَمِیِّ الْفَاخِرِ
وَکَابِسٍ وَالِدُہٗ رَبِیْعَۃَ ابْنُ عَدِیٍّ نِسْبَۃً رَفِیْعَۃَ

كَـذَا عَـلِـيٌّ ابْنُ عَلِيِّ بْنُ نِجَادٍ　　ابْـنُ رِفَـاعَةَ الـرِّفَـاعِيِّ الْجَوَادِ
اليَشْكُـرِيُّ وَعُدَّ بَعْدَ اليَشْكُرِيِّ　　يَـحْيٰـى هُـوَ ابْـنُ الْقَـاسِـمِ ابْنُ جَعْفَرِ
ابْـنُ مُـحَـمَّـدٍ مَـوْلَانَـا عَـلِـيّ　　ابْـنُ حُسَيْـنِ ابْـنُ عَـلِـيٍّ الْـوَلِـيّ
وَوَلَـدُ الْـعَبَّـاسِ وَهُـوَ قُثَـمُ　　وَابْـنُ مُـعَتَّـبٍ الْـمُسَـمّٰـى مُسْـلِـمُ
وَالْـقَـاسِـمُ الثَّبْـتُ ابْـنُ عَبْـدِ اللّٰـهِ　　بْـنُ مُـحَـمَّـدٍ عَـظِيْـمِ الْـجَـاهِ
فَـجَـدُّهُ عُـقَيْـلٌ الْـكَـرِيْـمُ　　كَـذَا ابْـنُ عَبْـدِ اللّٰـهِ اِبْـرَاهِيْـمُ
وَجَـدُّهُ فَـالْـحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ　　ابْـنُ عَـلِـيٍّ يَـا لَـهُ مِنْ مُحْسِنِ
وَابْـنُ أَبِـيْ طَـلْـحَةَ عَبْـدُ اللّٰـهِ　　وَذَاكَ خَـوْلَانِـيٌّ بِلَا اشْتِبَـاهِ
صَـلّٰـى عَـلَيْـهِ رَبُّـنَـا وَسَـلَّـمَـا　　وَالْآلِ وَالـصَّحْـبِ الْكِرَامِ الْعُظَمَا

امام الرملی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، شیخ محمد القیسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظم پر اضافہ فرمایا ہے:

وَعُـدَّ فِـيْ أَشْبَـاهِـهِ الْخَلِيْـلُ　　وَآدَمُ الْـمُـعَـظَّـمُ الْـجَـلِيْـلُ
صَـلّٰـى عَـلَيْهِـمَـا الْإِلٰـهُ دَائِـمَـا　　مُسَـلِّـمـاً مَـا لَاحَ نَـجْمٌ فِيْ السَّمَا
كَـذَاكَ عَبْـدُ اللّٰـهِ بْنُ نَـوْفَـلِ　　كَـذَا أَبُوْ سُفْيَـانْ أَخُوْهُ الْـمُعْتَلِى
وَعَـدَّهُ الـنَّـاظِـمُ نَـوْفَلاً بِلَا　　شَكٍّ مُـخَـالِفٌ لِّـمَـا قَـدْ نُـقِلَا
وَعُـدَّ فِـيْ الْأَشْبَـاهِ أَيْـضاً ثَـابِتُ　　هُـوَ الْبُـنَـانِـيُّ وَكَـذَا قَتَـادَةُ
ابْـنُ دِعَـامَةٍ كَـذَاكَ الْـقَـاسِـمُ　　كَـذَاكَ عَبْـدُ اللّٰـهِ أَبُوْهُ الْعَالِـمُ
وَشَـافِـعُ ابْـنِ ذِيْ الـذِّكْـرِ الْجَمِيْلْ　　وَالْـفَـضْـلِ وَالتَّبْـجِيْـلِ مَوْلَانَـا عَقِيْلْ
وَشَـافِـعٌ جَدُّ الْإِمَـامِ الشَّـافِعِيّ　　لِـمَـا مَـضَى عَـنْ صَاحِبِ الشَّرَائِعِ
صَـلّٰـى عَـلَيْـهِ الـرَّبُّ ذُوْ الْجَلَالْ　　كَـذَا الـصِّـحَـابُ جُـمْـلَةً وَالْآلْ

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف گفتگو حاصل کرنے والے نباتات، جمادات اور حیوانات میں سے بعض کے اسماء گرامی

۱۔ کنکریاں

۲۔ پتھر

۳۔ اونٹ اور اونٹنیاں

۴۔ بکری کی زہر آمیز ذراع /دست /بونگ

۵۔ جبل احد

۶۔ جبل ثبیر

۷۔ غار حرا

۸۔ بھیڑیا

۹۔ درخت

۱۰۔ بکری

۱۱۔ کھجور کا خشک تنہ

۱۲۔ دراز گوش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا تذکرہ

۱۔ سکب: جو گھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں سب سے پہلے آیا ہے۔ جو بنی فزارہ کے ایک اعرابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اور اس کا نام اعرابی کے یہاں ضرس ہوا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام تبدیل فرما کر سکب رکھا تھا۔ اور پیشانی اس کی سفید تھی اور دایاں پیر سفید تھا، سب سے پہلا

گھوڑا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فرمایا۔

۲۔سبحہ: جس کو سِباق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، دوڑ میں استعمال فرمایا، اور وہ سب سے آگے رہا، سابق بنا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرحت ہوئی تھی۔

۳۔المرتجز: جسے اعرابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا تھا، جس کے لئے خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔اور وہ اعرابی بنومرہ کا تھا۔

سہل ابن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گھوڑے تھے: لزاز، ظَرِب، اور لحیف۔

۴۔لزاز: جو مقوقس نے آپ کے خدمت میں ہدیہ کیا تھا،

۵۔لحیف: جو ربیعہ ابن ابی براء نے ہدیہ کیا تھا،

۶۔ظَرِب: جو فروۃ ابن عمرو جذامی نے آپ کو ہدیہ کیا تھا۔

۷۔الورد: جو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ کیا تھا۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو مرحمت فرمادیا تھا، انہوں نے اس پر سواری بھی کی، پھر حضرت عمر نے سواری کے لئے کسی اور کو دے دیا۔تو حضرت عمر نے دیکھا کہ وہ بیچا جارہا ہے۔

۸۔ملاوح

۹۔سداد

۱۰۔ابلق

۱۱۔ذوالعقال

۱۲۔ذواللمۃ

۱۳۔المرتجل

۱۴۔سرجان

۱۵۔یعسوب

۱۶۔بحر

۱۷۔ادہم

۱۸۔شحا

۱۹۔سجل

۲۰۔مراوح

۲۱۔نجیب

۲۲۔طرف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ یا چھ خچریاں تھیں:

۱۔دُلدُل:ایک جس کا نام دُلدُل تھا،اسے شہباء بھی کہا جاتا تھا۔مقوقس نے ہدیہ میں دی جس پر اسفار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دلدل زندہ رہی یہاں تک کہ بہت عمر ہوگئی، دانت بھی گر گئے، اس لئے شعیر پانی میں بھگو کر حلق میں ڈالا جاتا تھا۔اور ینبوع میں وہ مرگئی تھی۔

۲۔فضہ جو فروہ بن عمرو نے ہدیہ میں دی تھی۔

۳۔ایک جو صاحب دومہ نے ہدیہ میں دی تھی۔

۴۔ایک جو نجاشی نے ہدیہ میں دی تھی۔

۵۔اور ایک جو صاحب ایلہ نے ہدیہ میں دی تھی۔

۶۔اور آخری جس کے بارے میں اختلاف ہے جو کہ کسریٰ نے بھیجی تھی۔

اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کا نام عفیر تھا جو حجۃ الوداع میں مر گیا تھا۔اور ایک دراز گوش یعفور تھا۔

دودھ والی اونٹنیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کی بیس اونٹنیاں تھی، جن کو غابہ میں رکھا جاتا تھا۔ اور وہاں سے ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑے دو مشکیزے بھر کر دودھ لایا جاتا تھا۔

اُن میں بہت زیادہ دودھ دینے والی، سب سے زیادہ دودھ دینے والی اونٹنیاں یہ تھیں، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔الحسناء

۲۔السمر اء

۳۔العریس

۴۔السعدیہ

۵۔البغوم

۶۔الیسیرہ

۷۔الرّیا

۸۔بردہ: جوضحاک ابن سفیان نے آپ کے خدمت میں ہدیہ کی تھی۔ اس کو دوہا جاتا تھا تو دو بہت زیادہ دودھ دینے والی اونٹنیوں کے برابر تنہا اس ایک کا دودھ نکلتا تھا۔

۹۔مہرہ: جو سعد ابن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے بھیجی تھی۔

۱۰۔شقراء۔ ان دودھ والی اونٹنیوں کے علاوہ تین اونٹنیاں اور تھیں:

۱۱۔عضباء: جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی حریش کے جانوروں میں سے خریدی تھی۔ دو اونٹنیاں خریدی تھی، ایک العضباء اور ایک دوسری اونٹنی، دونوں کی قیمت آٹھ سو درہم دے کر خریدی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو میں سے ایک العضباء کو چار سو درہم میں خرید لیا تھا۔ اور یہی عضباء ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہجرت فرمائی ہے۔

۱۲۔قصواء

۱۳۔الجدعاء : ایک دفعہ وہ مسبوقہ ہوگئی تھی تو جدعاء کا مسبوقہ ہوجانا مسلمانوں پر شاق گذرا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ نے جو منیحہ کے طور پر دودھ کے لئے جو بکریاں دی تھیں وہ سات تھیں۔

اُن کے نام یہ ہیں:

۱۔عجوہ

۲۔زمزم

۳۔سقیا

۴۔برکتہ

۵۔ورسہ

۶۔اطلال

۷۔اوراطراف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں سات بھیڑیں تھیں جن کو ایمن بن ام ایمن چرایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں سو بکریاں رہا کرتی تھیں:

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی المنتفق میں شامل ہوکر اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ میں موجود نہیں تھے، پھر بھی ہمارے لئے ایک طبق میں کھجوریں لائی گئیں۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمارے لئے خزیرہ کا حکم فرمایا، وہ ہم نے کھایا۔

پھر جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہماری ضیافت اور کھانے پینے کا حال دریافت کیا۔ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں، ہم کھا کر فارغ ہوگئے۔اتنے میں چرواہا بکری کو لے کر وہاں پہنچا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس نے کیا بچہ دیا؟ کہا بہمہ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہے سے ارشاد فرمایا کہ اس کے بدلہ میں بکری کو ذبح کرلو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے آپ کی وجہ سے بکری ذبح کر لی، بلکہ ہمارے یہاں سو بکریاں رہتی ہیں۔ہم اس سے زائد رکھنا نہیں چاہتے،اس لئے جیسے ہی بکری کوئی بچہ دیتی ہے تو ہم ایک کو ذبح کر لیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں تین نیزے تھے، جو بنو قینقاع کے اسلحہ سے حاصل ہوئے تھے، جن میں سے ایک کا نام المنطوی تھا اور دو اور تھے جن کے نام مُثوی اور ثنی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے نیزے کے اسماء:

۱۔حربہ

۲۔بیضاء

۳۔عنزہ: جو نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا۔

۴۔الحد

۵۔القمرہ

۶۔النبعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ کمانیں تھیں:

۱۔الروحاء

۲۔بیضاء جوشوحط درخت سے تھی

۳۔الصفر اء

۴۔الزوراء

۵۔الکتوم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ ڈھالیں تھیں:

۱۔سداس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی صورت بنی ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھنا ناپسند فرمایا، پھر اگلے دن اسے دیکھا گیا کہ اللہ عزوجل نے اُس تمثال کو مٹا دیا ہے۔اور تین اور تھیں:

۲۔الزلوق

۳۔الفُتق

۴۔جحفہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں:

۱۔ذوالفقار: جو جنگِ بدر کے مالِ غنیمت سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ نفل کے لی تھی، اور اسی ذوالفقار کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احد کے موقعہ

پر خواب دیکھا تھا، اور یہ منبہ بن حجاج سہی کی تھی۔

اور بنو قینقاع کے اسلحہ سے تین تلواریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں،

۲۔ایک قُلعی ،

۳۔دوسری کو بتار کہا جاتا تھا،

۴۔اور تیسری کو الحتف کہا جاتا تھا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں رہی۔

۵۔المخذم

۶۔الرسوب جس کو فلس سے حاصل کیا تھا، جو قبیلہ طی کا ایک بت خانہ تھا۔

۷۔مأثور

۸۔عضب

۹۔صمصامۃ

اس سے زائد بھی روایات میں آئی ہیں جیسا کہ حافظ ابو الفتح نے نظم میں گیارہ گنوائی ہے: انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار کا پرتلا چاندی کا تھا، اور اس کا قبضہ چاندی کا تھا، اور اس کے درمیان میں بھی چاندی کے کڑے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں:

اور بنو قینقاع کے اسلحہ سے دو زرہیں حاصل ہوئی تھیں:

۱۔سعدیہ یا سغدیۃ

۲۔فضۃ

محمد ابن سلمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ احد میں دو زرہیں دیکھی،

۳۔ایک ذات الفضول اور ایک فضہ۔

فرماتے ہیں جنگِ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں دیکھی، ذات الفضول اور دوسری السغدیۃ۔

۴۔ذات الحواشی

۵۔بتراء

۶۔ذات الوشاح

۷۔خرنق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خود تھیں:

۱۔موشح

۲۔سبوغ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین جھنڈے تھے:

۱۔زینۃ جو سفید رنگ تھا

۲۔صفراء

۳۔عُقاب جو مربع اور سیاہ رنگ کا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر استعمال اشیاء متبرکہ

ملبوسات مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادریں:

۱۔ایک یمنی منقش چادر
۲۔ایک سحولی چادر
۳۔ایک سفید چادر
۴۔مربع چادر جو اوڑھنے میں استعمال ہوتی تھی
۵۔کساء احمر: ایک سرخ چادر
۶۔رداء سوداء: کالی چادر/کالی کملی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ سیاہ لباس میں ملبوس دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ! **ما احسنها علیک یشربها بیاضک سوادها** ۔یہ جوڑا آپ پر کتنا حسین لگتا ہے۔آپ کا گورا گورا رنگ اور اس کالے جوڑے کا کالا رنگ دونوں کی آمیزش سے ایک نیا حسن جھلکتا معلوم ہوتا ہے۔

۷۔قطیفہ :روئیں دار/مخملی چادر

۸۔بالوں سے بنی ہوئی اونی چادر

۹۔بردہ:جسم اطہر کے اوپر والے حصہ پر اوڑھنے کے لئے کتان کی ایک چادر/ دھاری دار چادر/سیاہ رنگ کی مربع چادر یا کمبل

۱۰۔مرط:ایک اونی چادر جو لنگی کے طور پر استعمال ہو سکے۔مستورات کے اوڑھنے کی ریشمی چادر کو بھی کہا جاتا ہے۔

۱۱۔رداء:آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک چھ ذراع لمبی اور تین ذراع چوڑی ہوا کرتی تھی۔

۱۲۔ازار:ایسی چادر جو نصف اسفل کے لئے استعمال ہو سکے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی مبارک کا طول چار ذراع اور دو بالشت اور اس کا عرض ایک ذراع اور ایک بالشت ہوتا تھا۔

۱۳۔کساء ملبّد :استر والی/پیوند والی چادر

۱۴:ازار غلیظ:موٹی چادر

۱۵۔ایک عُمانی لنگی

۱۶۔ثوب قطر:ایک قسم کی یمنی چادر

۱۷۔شملہ:پورے جسم کو ڈھانکنے والی چادر

۱۸:برد نجرانی: نجرانی چادر

۱۹:انجانی:موٹی چادر جس میں کوئی نقش و نگار نہ ہو

۲۰:ثوب اخضر:سبز رنگ کی چادر

۲۱۔دو صحاری کپڑے

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبے:

۱۔ایک یمنی جبہ

۲۔ایک شامی جبہ

۳۔خمیصہ :ریشم یا اون کا کپڑا/سیاہ کنارے والا جبہ

۴۔ایک رومی جبہ

۵۔جبہ طیالسۃ کسروانیۃ لھا لبنۃ دیباج:ایک کسروی سیاہ رنگ کا جبہ جس کے گریبان کے کنارہ پر ریشم تھا۔

۶۔قباء:عبا

۷۔ جبۃ من صوف:ایک اونی جبہ

۸۔عباءۃ:عبا/جبہ

○

۱۔چار چرمی موزے

۲۔دو چپل؛جہاں حذاء کا لفظ آیا ہے،اس سے مراد بھی نعل ہی ہے۔

○

۱۔ایک صحاری قمیص

۲۔سروال: پائجامہ

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ مبارک اور ٹوپیاں متعدد بیان کی جاتی ہیں:

○ قلنسوۃ مصریہ:مصری ٹوپی

- لاطئہ: چھوٹی سر سے چپکی ہوئی ٹوپی جو اوپر اٹھی ہوئی نہ ہو
- ذات الاذان: دونوں کانوں کو جوڑ ڈھانپ لے مگر گردن کھلی رہے
- قلنسوہ اصمات: چمڑے کی سوراخ دار ٹوپی
- قلانس: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں لباس مبارک کی طرح سے سفید تھیں۔
- صرف چھوٹی ٹوپیاں تین سے زائد بیان کی جاتی ہے

○

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمامے تھے:

- عمامہ محنکہ: جو سر پر باندھنے کے بعد ڈاڑھی کے نیچے سے گذار کر کندھے پر ڈالا جاسکتا ہے۔ اکثر اوقات یہ زیر استعمال رہتا تھا۔
- سیاہ عمامہ جو عید وغیرہ تقریبات میں باندھتے تھے۔
- ایک عمامہ جس کے کنارے پر دھاریاں بنی ہوئی تھیں، کبھی کبھی یہ عمامہ استعمال فرماتے تھے۔
- سفید عمامہ۔ یہ بھی اکثر اوقات استعمال میں رہتا تھا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ زیب سر فرمایا تھا، جس کے دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ رکھا تھا۔

○

- قناع رخمار: ایک کپڑا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال مبارک میں تیل لگانے کے بعد سر پر ڈالتے تھے اور ازواج مطہرات سے مباشرت کے وقت بھی یہ خمار، یہ کپڑا سر مبارک پر رہتا تھا۔

○ عصابۃ دسماء: سیاہ رنگ کی سر پر باندھے جانے والی پٹی

○

سیدی و مولائی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے خصائل نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا طول اس طرح بیان فرمایا ہے:

۱۔ چھ ہاتھ لمبی
۲۔ سات ہاتھ لمبی
۳۔ بارہ ہاتھ لمبی

چادر:

۱۔ چار ہاتھ لمبی، ڈھائی ہاتھ چوڑی
۲۔ چھ ہاتھ لمبی، تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی

لنگی:

۱۔ چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی دو ہاتھ چوڑی

○

○ حلۃ حمراء: ایک جوڑے کا حدیث میں ذکر آتا ہے جس میں سیاہ اور سرخ دھاگوں سے لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کو حبرہ (یمنی منقش چادر) بھی کہا جاتا ہے۔
○ حلّہ: ایک قیمتی جوڑا

ہمارے آقا، شہِ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم امیر و فقیر، حاکم و محکوم، سلاطین اور رعایا سب کے لئے اسوہ اور نمونہ بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عالم کے لئے جہاں فاقوں اور ترکِ دنیا اور ترک زینت کا نمونہ قائم فرمایا، جو ابراہیم بن ادہم جیسے خدام نے اپنایا۔

مگر تمام ملوک و سلاطین کے لئے یہی ایک یکساں نمونہ نہیں تھا، بلکہ دوسری قسم کے لئے دوسرا نمونہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ایک قیمتی جوڑا خریدا، اسے پہنا، استعمال فرمایا۔ اس ایک جوڑے کی قیمت ایک روایت میں ستائیس اونٹ اور دوسری روایت میں انتیس اونٹ آئی ہے۔

○ اسی طرح ایک حلہ ذی یزن بھی ہے۔ حکیم بن حزام ابھی خدام میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ایمان لانا اب تک گوارا نہیں، اپنے کفر و شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

مگر ساتھ ہی رب العالمین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی اس درجہ کی ہے کہ انہوں نے ایک جوڑا خریدا اور اس کی قیمت تین سو دینار ادا کئے اور خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کیا، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر لینے سے انکار فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔

مجبوراً انہوں نے اسے پھر بیچ دیا۔ جب وہ بیچا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے تین سو دینار قیمت ادا کر کے اسے خریدا۔

دینار سونے کا ایک سکہ ہے۔ موجودہ زمانہ کے حساب سے 4.4g اس سکہ کا وزن بنتا ہے۔ لہٰذا اگر آج؛ محرم ۱۴۳۲ھ کی تاریخ سے حساب لگائیں، تو اس حلہ ذی یزن جوڑے کی قیمت سینتیس ہزار، تین سو پچھتر (37375) پاؤنڈ بنتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیب تن بھی فرمایا ہے۔

اسی لئے ملوک و سلاطین کے یہاں کے ہدایا، کپڑے، جوڑے اور ان کی قیمتی چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں تقسیم فرمائی ہیں، وہاں خود بھی استعمال فرمائی ہیں تا کہ دونوں قسم کے مزاج رکھنے والے کے لئے اسوہ اور نمونہ قائم ہو۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوسات میں اکثر قطن اور سوت کے کپڑے رہے ہیں۔ اگرچہ

کبھی کبھی کتان اور اونی کپڑے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں۔

○

خواتیم: انگوٹھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین انگوٹھیاں تھیں:

- ○ سونے کی انگوٹھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے کر استعمال نہیں فرمایا تھا، بلکہ اسے پھینک دیا تھا۔
- ○ چاندی کی انگوٹھی جو استعمال میں رہی
- ○ اور لوہے کی انگوٹھی جس پر چاندی چڑھائی گئی تھی۔

○

خوشبوئیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں اُس زمانہ کی سب سے قیمتی خوشبو مشک، عود اور خالص عنبر تھا۔ جو خوشبوئیں اُس زمانہ میں بھی بہت نادر و کمیاب تھیں جیسا کہ ان میں سے بعض کی قیمت آج کل بھی سونے کی قیمت سے بھی زیادہ ہوگی۔ پھر بھی خوشبو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پسند تھی کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے۔

○

برتن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے

۱۔ تین پیالے استعمال میں رہتے تھے:

- ○ ایک کا نام ریّان تھا

○ مُضَبَّب۔لوہے کے پتّر لگایا ہوا پیالہ: جس میں تین جگہوں پر چاندی کی چین لگی ہوئی تھیں اوراس کو پکڑنے کے لئے ایک کڑا تھا۔یہ برتن سفر میں استعمال میں رہتا۔

○ شیشہ کا پیالہ یا گلاس

۲۔قدح: ایک اورلکڑی کا پیالہ تھا جو درمیانی درجہ کا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرماتے تھےاوراس میں پانی لے کر وضوفرماتے تھے۔

۳۔کھجور کے درخت کی لکڑیوں کا بنا ہوا ایک پیالہ جسے رات میں ضرورت کے وقت پیشاب کے لئے استعمال فرماتے تھے۔

۴۔طبق: بڑا پیالہ، بڑی طشتری، تھال

۵۔فخارہ: مٹی کی پیالی

۶۔صحفہ: چوڑا پیالہ

۷۔کعب: بڑا پیالہ

۸۔قدح: شمشاد درخت کی لکڑی کا ایک اورعمدہ چوڑا پیالہ جس میں لوہے کا ایک کڑا تھا۔

۹۔مغیث: یہ بھی ایک پیالہ کا نام ہے

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے

۱۔قربۃ: مشکیزہ جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وضوفرماتے تھے اور اسی سے پانی بھی نوش فرماتے تھے۔

۲۔ادواۃ: چمڑے کا چھوٹا مشکیزہ یا برتن

۳۔مزادۃ: مشکیزہ

۴۔شنۃ: پرانی مشکیزہ جس میں پانی زیادہ ٹھنڈا رہتا ہے

۵۔سقاء: چمڑے کا مشکیزہ

○

چاقو رچھری

۱۔سکین: چُھری

۲۔مدیۃ: چھری

۳۔شفرۃ: چوڑی چھری

○

○ تور: جو کپڑے دھونے کے ٹب کی طرح رطشت کے مشابہ پتھر یا پیتل رتانبے کا بڑا برتن تھا، جو خضاب کے لئے یا نبیذ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔محدثین نے تور کا مصداق بڑا برتن بتایا ہے اگر چہ بعض اصحاب لغت نے اس کا ترجمہ کیا ہے 'چھوٹا برتن'۔

○ مہندی بھگونے کے لئے ایک برتن تھا جس کا نام مخضب تھا

○ رکوہ: ایک چمڑے کا برتن جس کا نام صادرہ تھا

○ پیتل رتانبے کا ایک برتن زیر استعمال رہتا

○ قصعہ: چند افراد کے کھانے کے لئے ایک بڑا برتن ہوتا تھا۔اس قصعہ کا نام الغراء تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے، جس میں صحابہ کرام اور اہل صفہ کے ساتھ کبھی چاشت کے وقت کھانا نوش فرماتے۔

○ جفنۃ: بڑا لگن یا تھال جیسا برتن تھا، جس کے چار کڑے تھے جس میں سے کئی آدمی کھا سکیں۔

○ عکّۃ: چربی، گھی اور شہد کے لئے چمڑے کا برتن

○

○ برمة : پتھر کی ہانڈی

○ قدر: کھانا پکانے کے لئے ایک دیگچی / ہانڈی

○

○ صاع: لین دین میں استعمال ہونے والا آٹھ رطل کا پیمانہ

○ مد: لین دین میں استعمال ہونے والا دو رطل کا پیمانہ

○

○ دلو: ڈول

○

○ طست : یہ وہ طشت مبارک ہے کہ جب اس جہاں سے رخصت ہوئے، تو اس طشت پر دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نظر پڑی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں **کنت مستندا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی صدری فدعا بطست فلقد انخنث فی حجری فما شعرت ان مات** ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ طشت مانگا اور عملی جواب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میری گود میں ڈھیلی ہو کر ایک طرف مائل ہو گئی، تب مجھے معلوم ہوا کہ ابھی اس جہاں میں نہیں ہیں۔

دیگر اشیاء مستعملہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی **چھڑی** مبارک:

○ مِحجن جس کا نام الدَّفن یا الدقن: اس کی طوالئی ایک ذراع تھی، جو چلتے ہوئے دست مبارک میں رہتی اور سواری کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر سواری پر تشریف فرما ہوتے۔

- قضیب: جس کا نام ممشوق اور یہ شوحط درخت سے بنائی گئی تھی۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کرام نے برکت کے لئے استعمال فرمایا۔
- مخصرہ: جس کا نام عرجون تھا۔

○

- سرمہ دانی
- سرمہ کی سلائی
- قینچی
- آئینہ
- کنگھی
- مدری: پیٹھ مبارک وغیرہ کھجانے کے لئے مٹھی کی شکل کی بنائی ہوئی ایک لکڑی
- ربعہ اسکندریہ: ہاتھی دانت کا بنا ہوا چار خانوں والا یا چار کونوں والا مدور یا مربع عطر دان جو مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی جو ہاتھی دانت کی تھی، سرمہ دانی، قینچی (جس کا نام الجامع تھا) اور آئینہ رکھتے تھے۔
- خوشبو دانی

○

- فراش: چمڑے کا بستر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی جو بستر یا آرام کے لئے گدے کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔
- وسادۃ: چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔
- مرفقۃ من ادم: چمڑے کا تکیہ

○

- چھوٹا تولیہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ انور پونچھنے کے لئے استعمال فرماتے تھے

○

○ حصیر مرمل: بُنی ہوئی چٹائی
○ خمرۃ: چٹائی جو بیٹھنے کے لئے یا نماز کے لئے استعمال ہوتی تھی

○

○ سفرۃ: چمڑے کا دستر خوان
○ نطع: چمڑے کا بڑا دستر خوان

○

○ قبۃ حمراء من ادم: چمڑے کا بنا ہوا سرخ خیمہ
○ فسطاط: جو بالوں سے بنا ہوا چھوٹے خیمہ کے مانند، جو سردی اور گرمی سے تحفظ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس کا نام الکنّ تھا۔

○

○ رُحی: چکی
○ جعبۃ: ترکش
○ سرج: زین

ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کا ذکر ایک چیز کے مختلف ناموں کی بناء پر مکرر آ گیا ہو۔ جیسا کہ بعض اشیاء مستعملہ کے اسماء کا رہ جانا بھی ممکن ہے۔

○

سریر: ایک تخت جس پر آرام فرماتے تھے جو لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کا معمول سریر اور چارپائی پر لیٹنے اور آرام فرمانے کا تھا۔ قریش کی نہ صرف عادات میں یہ داخل تھا کہ وہ چارپائی سونے کے لئے رواجاً استعمال کرتے تھے بلکہ روایت میں ہے کہ **لیس شیء احب الیھا من السرر تنام علیھا**۔ یہ ان کا پسندیدہ طرز زندگی تھا۔

اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسکن میں نزول اجلال فرمایا، اس وقت مکان کو ملاحظہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں

یا ابا ایوب! اما لکم سریر؟قال لا و اللّٰہ! فبلغ اسعد بن زرارۃ ذلک فبعث الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بسریر لہ عامود وقوائم ساج فکان ینام علیہ حتی توفی وصلی علیہ وھو فوقہ.فطلب الناس یحملون موتاھم علیہ فحمل علیہ ابوبکر و عمر والناس طلباً لبرکتہ.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں سیدنا ابو ایوب انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں تو چار پائی نہیں ہے۔ جب اسعد بن زرارہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چار پائی جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی، اس کے پائے، سرہانہ اور پائینٹی کی طرف ٹیک لگانے کے لئے بھی ساگ ہی استعمال کیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ میں بعد میں وہی منتقل ہوئی اور وفات تک نماز اور آرام وغیرہ کے لئے استعمال فرماتے رہے یہاں تک کہ جب رب العالمین کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلاوا آ گیا، تو یہی سریر مبارک صحابہ کرام میں سے جن کا انتقال ہوتا، اس کے جنازہ کو بقیع تک پہنچانے کے لئے استعمال ہوتی۔

یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو انتقال کے بعد اسی چار پائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ شریفہ میں دفن کے لئے لایا گیا تھا اور یہ سلسلہ طویل عرصہ تک رہا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہتمام

یہاں تک کہ اس چارپائی سے برکت حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام کے جنازے بقیع پر لے جائے جاتے رہے اور اس تبرک کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور خاص اپنے پاس رکھے تھے اور اس سریر مبارک کے علاوہ دیگر تبرکات بھی بڑی حفاظت سے آپ نے اپنے پاس رکھے، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا، قدح (پیالہ)، جفنہ (لگن)، وسادہ (تکیہ مبارک جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی) قطیفہ، اونی چادر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال میں رہنے والا پالان بھی تھا۔

بعد میں یہ تمام تبرکات خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف محفوظ رکھے، بلکہ جب بھی آپ قریش کو خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی ترغیب دیتے تو فرماتے **هذاميراث من اكرمكم الله به واعزكم به وفعل وفعل** ۔کہ یہ اس ذات پاک کی میراث ہے جن کی برکت سے اللہ نے تمہیں اعزاز واکرام عطا فرمایا اور دیتا ہی چلا گیا۔

اسی قسم کے تبرکات امیر المؤمنین عمر ثانی، حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بھی منتقل ہوئے ہیں جن میں چارپائی، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، اونی چادر، رحی (چکی)، ترکش جس میں چند تیر تھے۔

اور طویل عرصہ گذرنے کے باوجود دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کی خوشبو اس اونی چادر نے پیچھے آنے والوں کے لئے محفوظ رکھ رکھی تھی۔ **وكان في قطيفته اثر عرق رأسه صلى الله عليه وسلم**۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبرکات کی اس دولت کی قدر و منزلت اس قدر فرماتے تھے کہ جس کمرہ میں یہ تبرکات تھے، روزانہ کا معمول بنالیا تھا کہ اس حجرہ مبارکہ میں جا کر ان تبرکات کی زیارت فرما کر اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور پہنچاتے تھے، اور وہ اونی چادر

مبارک بیماروں کی شفایابی کے لئے تیر بہدف تریاق تھی۔

جیسا کہ یہاں عمر اول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم وتکریم و استبراک کا معاملہ فرما رہے ہیں اور انہی کی اتباع میں آپ کی ذریتہ طیبہ میں سے آپ کے خلف صالح عمر ثانی سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سنت کی ادائیگی میں آپ کی پیروی کر رہے ہیں ، یہی طرز عمل مقامات متبرکہ اور اشیاء مستعملہ متبرکہ کا پیچھے والوں پر حق ہے۔اس کے خلاف عمل خلفاء کرام کی سنت کے خلاف ہے۔

اسی لئے سریر مبارک کی طرح سے وہ تخت مبارک جس سے چند لمحات کے لئے محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر کے ساتھ مس ہوا،اور جس تخت مبارک پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا،اس کے ساتھ بھی یہی سنت برتی گئی۔

یہاں تک کہ یحیٰی بن معین کے حالت بیان کرتے ہوئے جیش بن مبشر فرماتے ہیں کہ یحی بن معین کا معمول تھا کہ سفر حج پر تشریف لے جاتے،تو حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضری دیتے اور حج سے فراغت پر دوبارہ حاضری دیتے۔

جب آپ نے آخری حج فرمایا اور واپسی میں مدینہ منورہ حاضری پر دو تین دن قیام فرمایا، پھر واپسی کا سفر شروع ہوا اور مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر ایک منزل پر قافلہ نے قیام کیا۔

رات کو سوئے تو یحیٰی بن معین نے خواب میں ہاتف غیبی کو دیکھا کہ وہ آواز لگا رہا ہے **یا ابازکریا!اترغب عن جواری؟** کہ اے ابازکریا! آپ کو ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں؟ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟

صبح اپنے رفقاء سے یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ تم اپنا راستہ لو۔میں مدینہ منورہ واپس جا رہا ہوں۔چنانچہ قافلہ رخصت ہوا اور یحیٰی بن معین مدینہ منورہ واپس آ گئے۔اور مدینہ منورہ تین دن مقیم رہے، پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

تھوڑے سے تغیر کے ساتھ محمد بن یوسف بخاری بیان فرماتے ہیں کہ ہم یحیٰی بن معین کے ساتھ حج میں تھے۔حج کے بعد مدینہ منورہ شب جمعہ میں پہنچے۔اور اسی رات یحیٰی بن معین کا انتقال ہوگیا۔

صبح کے وقت جب لوگوں کو آپ کی تشریف آوری اور رحلت کا حال معلوم ہوا تو انبوہ کثیر اکھٹا ہوگیا۔بنو ہاشم کے خواص تشریف لائے اور آپس کے مشورہ سے طے کیا کہ جس تخت پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا،اسی پر ہم یحیٰی بن معین کو غسل دیتے ہیں۔

عوام الناس نے اس پر اعتراض کیا۔جب بات بڑھی تو بنو ہاشم کہنے لگے کہ قرابت کے اعتبار سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں اور ہمارا فیصلہ ہے کہ یحیٰی بن معین اس کے مستحق ہیں کہ انہیں اس تخت مبارک پر غسل دیا جائے۔چنانچہ اسی پر غسل دیا گیا۔

فغسل على اعواد رسول الله صلى الله عليه وسلم وحمل على سريره ودفن بالبقيع وصلى عليه خلق كثيرون ونودى بين يدى جنازته هذا الذى كان يذب الكذب عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔

۲۳۳ھ ذی قعدہ کے مہینہ میں جمعہ کے روز انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

مأکولات ومشروبات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں میں سے کسی کو ارحمھم ،کسی کو اشدھم،کسی کو احیاھم اور کسی کو اقضاھم کے القاب عطا ہوئے،تو ضروریات بشر میں سے جن چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے میں نفع اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے راحت ملی،ان چیزوں کو بھی القاب ملے۔کسی کو اطیب کا لقب ملا،کسی کو احب کا لقب ملا۔

سیدی و مرشدی قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے یہاں اہل علم کی ایک جماعت پہنچی جن میں عرب حضرات بھی تھے۔

دستر خوان پر ایک عرب مہمان نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے پوچھا کہ کوئی کہتا ہے کہ کھانے کی ابتداء پانی سے کی جائے، کسی کے نزدیک نمک سے، کسی کے نزدیک میٹھے سے کھانے کی ابتداء مسنون بتائی جاتی ہے۔تو مسنون کیا ہے؟

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ فاقہ سنت ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقوں کی تفصیل بیان فرمائی کہ کبھی تو کئی روز کے صوم وصال ہوتے تھے، کبھی بغیر روزے کے فاقوں پر فاقے ہوتے تھے اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھنے پڑتے تھے۔اور کھانا کھانے کی ہماری طرح وہاں انواع واقسام کہاں تھیں کہ سوال پیدا ہو کہ کھانے کی ابتداء کس سے ہو۔

اس لئے سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اشیاء کو مأ کول یا مشروب ہونے کا شرف عطا فرمایا، ان کی یہاں فہرست دی جاتی ہے۔

مشروبات

پانی: سب سے زیادہ مشروبات میں یہ شرف پانی کو ملا ہے۔

اور پانیوں میں سب سے زیادہ یہ شرف آب زمزم کو ملا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہی کی قربانی کی نذر کے نتیجہ میں بئر زمزم کی جگہ جد امجد عبد المطلب پر منکشف کی گئی، جس سے آج تک انسانیت سیراب ہو رہی ہے۔

ماء زمزم مکی زندگی کے دوران ہمیشہ استعمال میں رہا اور مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی کبھی صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہنچایا کرتے تھے۔

اس کے بعد مدینہ منورہ کے قیام میں وہاں کے کنوؤں کا پانی اور اسفار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جگہوں کے پانی کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔

اگر کسی کا استثناء آیا تو مدائن صالح پر گذرتے ہوئے وہاں کے پانی کے پینے اور استعمال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، ورنہ تبوک کے سفر میں اور دیگر اسفار میں متعدد پانیوں کو یہ شرف ملا ہے۔

مدینہ منورہ کے اطراف کے جن مقامات کے پانی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو سیراب کرنے کا شرف حاصل کر سکے، ان کے اسماء یہ ہیں:

۱۔بئر عریس

۲۔اعواف

۳۔اُنا

۴۔بئر انس

۵۔بئر اہاب

۶۔بئر بصہ

۷۔بئر بضاعہ

۸۔بئر جمل

۹۔بئر حاء

۱۰۔بئر حلوہ

۱۱۔بئر ذرع

۱۲۔بئر رومہ

۱۳۔بئر سقیا

۱۴۔بئر عِقبہ

۱۵۔ بئر ابی عنبہ

۱۶۔ بئر عہن

۱۷۔ بئر غرس

۱۸۔ بئر قرضافہ

۱۹۔ بئر قریصہ

۲۰۔ بئر یسیرہ

اور مقامات کے پانی بھی ہو سکتے ہیں۔

○

لبن/حلیب: دودھ

دودھ: دوسرا مشروب جسے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً روز نوش فرماتے تھے، وہ خالص دودھ ہے۔ زیادہ تر بکری کا دودھ نوش فرمایا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں اونٹنی کا دودھ بھی روزمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا جاتا تھا۔

دودھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف شکلوں میں نوش فرمایا ہے:

- جبنہ: پنیر
- اقط: پنیر
- سمن: گھی
- زبدہ: مکھن

○

دودھ کی لسّی: جو پانی اور دودھ ملا کر پینے کے لئے پتلا کیا گیا ہو۔

○

نبیذ تمر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس نام سے کھجور پانی میں بھگو کر شربت بنایا جاتا تھا۔

نبیذ زبیب: اسی طرح زبیب یعنی کشمش پانی میں بھگو کر شربت بنایا جاتا تھا۔

نبیذ جو: جو کے ستو کو بھی پانی میں بھگو کر نبیذ اور شربت بنا کر تیار کیا جاتا۔

○

شہد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشروبات میں شہد کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

○ خالص شہد بھی نوش فرمایا ہے۔

○ کبھی شہد کو پانی میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔

○ کبھی شہد کو دودھ میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔

○

ان مشروبات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو برتن استعمال فرمائے، وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ **دَلْـــوٌ:** بئر زمزم اور متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول ہی سے پانی نوش فرمایا ہے۔

۲۔ **قِرْبة:** مشکیزہ

۳۔ **شیشہ** کا گلاس

۴۔ **فَخارَة:** مٹی کا پیالہ

۵۔ **قدَح:** لکڑی کا پیالہ

۶۔ **نُحاس:** تانبا یا پیتل کا پیالہ

تمر: کھجور

بشری ضروریات کو پورا کرنے اور بقائے حیات کے لئے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور دودھ وغیرہ مختلف شکلوں میں نوش فرماتے تھے، جسم اطہر کی سب سے زیادہ خدمت کا شرف پانی اور دودھ کو حاصل ہے، اسی طرح سب سے زیادہ کھانے کی چیزوں میں یہ شرف کھجور کو حاصل ہے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رطب، بسر اور تمر مختلف مراحل پر اس کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔

مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی پرانی کھجور بھی نوش فرمائی ہے جس میں کیڑے پڑ چکے ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے کیڑے صاف فرماتے اور اسے نوش جاں فرماتے۔

تمور مدینہ کی مختلف انواع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے۔ عجوہ کی طرح کئی ایک کھجور کی قسموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمغے بھی عطا ہوئے ہیں۔

جیسا کہ شروع میں گذرا کہ تنہا کھجور کو مختلف مراحل پر بسر، رطب، تمر، تمر عتیق تک نوش جاں فرمایا ہے، اس طرح کسی دوسری چیز کے ساتھ کھجور کو ملا کر بھی نوش فرماتے تھے، جیسا کہ تمر تِل کے ساتھ بھی نوش فرمایا ہے۔

۱۔ رطب اور ککڑی

۲۔ رطب اور زبدہ

۳۔ رطب اور پنیر

۴۔ رطب اور خربوزہ

۵۔ مجیع: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ اور کھجور دونوں کو ملا کر پکایا جاتا تھا۔

۶۔ حیس: ملیدہ، جس کے اجزاء یہ ہیں: کھجور، پنیر اور گھی

۷۔وطیئة: دودھ میں کھجور کو گوندھ کر تیار کیا جاتا تھا۔
۸۔دشیشہ: آٹے کو کھجور کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا تھا۔

شعیر: جَو

کھائی جانے والی چیزوں میں سب سے زیادہ جسم اطہر کی خدمت کا شرف شعیر کو بھی ملا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ستّو کی شکل میں بھی نوش فرمایا ہے، اور خبز اور روٹی کی شکل میں بھی نوش فرمایا ہے۔ گولائی اور موٹائی میں کمی بیشی (سائز) کے اعتبار سے خبز، اقراص اور رغیف مختلف نام تھے، جن کو نوش جان فرمایا ہے۔

کبھی تو ستّو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی میں گھول کر نوش فرما لیتے، کبھی پھانک کر سفوف کی طرح نوش فرماتے تھے۔

- خبز شعیر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منفرداً بھی نوش فرمایا ہے۔
- کبھی جو کی روٹی سرکہ کے ساتھ،
- کبھی زیتون کے تیل کے ساتھ،
- کبھی کھجور کے ساتھ نوش فرماتے۔
- کبھی توے پر زیتون کا تیل اور فلفل چھڑک کر آقا کے لئے جو کی روٹی تیار کی جاتی تھی۔

۱۔خبز کا لفظ جہاں روایات میں آتا ہے تو محدثین فرماتے ہیں کہ اس کا مصداقِ اول خبز شعیر کو لیا جاتا ہے۔
۲۔جہاں تصریح ہو وہاں گیہوں کی روٹی دوسرے نمبر پر مراد لی جاتی ہے۔ یہ دونوں قسم کی روٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائی ہے اگرچہ ثانی الذکر کو یہ شرف کم ملا ہے۔
۳۔خبز مرقق: میدے کی روٹی کے متعلق تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نوش

نہیں فرمائی۔

○

شعیر کو جمالِ جہاں آرا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکب شکلوں میں بھی استعمال فرمایا ہے:

۱۔ثرید: گوشت کے شوربے میں جو روٹی چوری گئی ہو

۲۔یا گوشت کے ٹکڑوں کے ساتھ گوشت کی یخنی میں جو چوری گئی ہو۔

۳۔خزیرہ: جس کے اجزاء یہ ہیں: دقیق آٹا، چربی، گوشت کے ٹکڑے۔ جب اس کو پینے کے لئے پتلا رکھا جائے۔

۴۔عصیدہ: مذکورہ اجزاء سے پکایا ہوا جو پینے کے لئے نہیں بلکہ کھانے کے لئے گاڑھا بنایا جائے۔ یا جس کے اجزاء یہ ہیں: آٹا، نمک، پانی۔

۵۔حریرہ: جس کے اجزاء یہ ہیں:

○ آٹا، دودھ، گھی

○ آٹا، دودھ، زیتون کا تیل

۶۔مثرودہ: روٹی جو گھی میں چور دی گئی ہو

۷۔خلیص: جس کے اجزاء یہ ہیں: آٹا، شہد، گھی

جَو یا کبھی گیہوں کے آٹے کو ان مذکورہ مرکب شکلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں فرمایا ہے، جن مرکبات کے اسماء مذکور ہوئے۔

○

لحم: گوشت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت مرغوب تھا۔

سب سے زیادہ پالتو جانوروں میں سے بھیڑ، بکری اور اونٹ کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے نوش فرمایا ہے۔

۱۔جانوروں کے پیشاب پاخانہ کے مقام سے جو عضو جتنا دور ہوتا وہاں کا گوشت مرغوب تھا۔

۲۔کتف: شانے کا گوشت

۳۔لحم الظہر: پیٹھ کا گوشت۔اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطیب اللحم فرمایا ہے

۴۔جنب: پہلو کا گوشت

۵۔اگلے دونوں پیروں کا گوشت

۶۔اور اگلے دونوں پیروں کے آگے گردن وغیرہ کا گوشت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے۔

۷۔مخ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا بھی نوش فرمایا ہے

۸۔بطن: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرونی اعضاء میں سے دل وغیرہ کالی چیزوں کو بھون کر خود بھی کھائی ہیں اور صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمائی ہیں۔

○

گوشت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف شکلوں میں نوش فرمایا ہے:

۱۔پکایا ہوا

۲۔بھونا ہوا

۳۔قدید: نمک لگا کر دھوپ میں سکھایا ہوا

○

جن جانوروں کے گوشت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی نوش جاں فرمائے:

۱۔بقر: گائے کا گوشت

۲۔حباری: سرخاب/بٹیر/تغدری کا گوشت

۳۔ارنب: خرگوش

۴۔اِرویہ: پہاڑی بکری کا گوشت

۵۔حمار وحشی: جنگلی گدھے کا گوشت

۶۔چکور کا گوشت: اگرچہ بعضوں کو اس پر اشکال ہے مگر محققین نے اپنی تحقیق سے اس کو ثابت کیا ہے۔

۷۔جراد: زیتون کے تیل میں بھنی ہوئی ٹڈی

۸۔عنبر مچھلی: جو نمک لگا کر سکھائی گئی تھی، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جان فرمائی ہے۔

۹۔دجاجہ: مرغ یا مرغی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے تھے۔

سبزیاں

سبزی ترکاریوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں نوش فرمائیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔قلقاس: اروی

۲۔دباء/قرع: کدو

۳۔سلق: چقندر جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکب شکل میں نوش فرمایا ہے، جس کے

اجزاء یہ ہوتے تھے :جَو کا آٹا، فلفل، زیتون کا تیل اور تو ابل (مصالحے)

۴۔زنجبیل :ہندوستان کے ایک راجہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زنجبیل (ادرک) کے دو گھڑے ارسال فرمائے تھے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا اور صحابہ کرام میں بھی تقسیم فرمایا۔اس کا ذکر تو ہمارے یہاں روایت میں ہے۔

ہندوستان کے ایک راجہ کی لکھی ہوئی ڈائری یا تاریخ میں ہے کہ راجہ نے شق القمر رات میں چاند کے ٹکڑے ہونے کا نظارہ دیکھ کر اس کی تحقیق کی اور بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہونے پر اپنی طرف سے جو ہدایا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجے ہیں، ان میں پان اور اس کے لوازمات کا بھی ذکر ہے۔

جب شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی صاحب مدظلہ العالی سے اس تاریخی روایت کا ذکر آیا، تو انہوں نے اس مضمون کی فوٹو کاپی بھی طلب فرمائی تھی جو اس وقت غالباً ان کی خدمت میں ارسال کر دی تھی اور بھروچ کے ایک گجراتی جریدہ میں اس وقت یہ مضمون شائع بھی ہوا تھا۔

پھل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پھلوں کو پسند فرمایا:

۱۔باکورہ: موسم کا سب سے پہلا پھل آتا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھ مبارک پر رکھتے۔پھر اس پھل کو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کا بوسہ ملتا، اور اس کو برکت کی دعا ملتی اور جو بچہ وہاں موجود ہوتا، اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمادیتے۔

۲۔کباث: مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیلو کے درخت کے پھل نوش فرمائے ہیں۔

۳۔قثاء: ککڑی۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھی۔

- ککڑی تنہا بھی نوش فرماتے
- نمک کے ساتھ بھی
- رطب کے ساتھ بھی
- شہد کے ساتھ بھی
- ثرید وغیرہ کھانے کے ساتھ بھی، بالخصوص شہد میں چوری ہوئی روٹی کے ساتھ بھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی نوش فرمائی ہے۔

۴۔عنب: طائف کے تازہ انگور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے ہیں اور خشک کشمش بھی نوش فرمائی ہے۔

۵۔توت: شہتوت

۶۔جُمار النخل: کھجور کی جڑ کھود کر جُمار نکال کر کھایا جاتا ہے۔

۷۔خربز: خربوزہ

۸۔بطیخ: تربوز رقثاء

۹۔انار: وفات سے چند ہفتے پہلے یوم عرفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انار نوش فرمایا۔

○

ابو الحسن الضحاک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قد اکل البصل مشویا قبل ان یموت بجمعة۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے والوں کی نگاہ میں کیسے لگتے تھے؟

○

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھتے، تو یہ شعر پڑھا کرتے:

امین مصطفی بالخیر یدعو کضوء البدر زایلہ الظلام

امین ہیں، مصطفیٰ ہیں، خیر کی طرف بلانے والے ہیں،
بدر ہیں، چودھویں کے چاند کے مانند ہیں، جسے تاریکی کے بعد دیکھا گیا ہو۔

○

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ زہیر بن ابی سلمی کا قول پڑھا کرتے تھے، جو زہیر نے ہرم ابن سنان کے بارے میں کہا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کا یہ شعر پڑھتے کہ:

لو کنت من شیء سوی بشر   کنت المضیء لیلة البدر

اگر انسان کے سوا اور کوئی چیز آپ ہوتے،

تو آپ دنیا کو روشن کرنے والے بدر، چودھویں کا چاند ہوتے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی یہ کہا کرتے تھے کہ ایسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہوسکتا۔

○

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے گورے تھے، گورے رنگ کے ساتھ تھوڑی سی سرخی بھی ملی ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک گہری سیاہ رنگ کی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سیدھے رہتے تھے۔ داڑھی گھنی تھی، وفرہ؛ کان کی لو تک بال مبارک ہوتے تھے۔ سینہ مبارک پر بالوں کی ایک پتلی لکیر تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ایسی جیسا کہ چاندی کے لوٹے یا صراحی کی گردن ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق مبارک کے نیچے سے آپ کی ناف تک بال تھے جو سیدھے چھڑی کے مانند تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ اور سینہ پر کہیں اس کے علاوہ بال نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے ایسا معلوم ہوتا کہ بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہموار زمین پر چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے گویا کہ پیر اکھیڑ رہے ہوں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو پورے چہرۂ انور کے ساتھ توجہ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتیوں کی طرح بہتا تھا، آپ کے پسینہ کی خوشبو مہکتے مشک سے زیادہ خوشبو دار تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے اور نہ پستہ قد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بد زبان تھے اور نہ برا دل رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ بڑے دل والے، سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ عہد ووعدہ کو پورا کرنے والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے، اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا، اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ واوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنا لیتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریفہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

○

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی قامت کے تھے، دونوں کندھے مبارک کے درمیان کچھ فاصلہ تھا، حضور کے بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کان کی لو تک پہنچ جاتے۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑے میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کبھی کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

○

ام معبد خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو بیان فرماتی ہیں کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس کا حسن اپنی طرف دعوت دینے والا، اور چہرہ ایسا روشن، اتنا روشن کہ نگاہ چندھیا جائے، ظاہری حسن کے ساتھ تمام باطنی خوبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک کے بڑے ہونے اور سر مبارک کے چھوٹے ہونے وغیرہ کسی طرح کا کوئی عیب کسی عضو میں نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حسین تھے کہ یہ حسن تمام اعضاء پر برابر منقسم تھا کہ ایک سے بڑھ کر ایک عضو حسین تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھ مبارک گہری سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی اور مڑی ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک گرج دار تھی اور گردن مبارک نمایاں تھی اور داڑھی گھنی، ابرووں کے بال پتلے پتلے جس کے ختم ہونے کی جگہ کے کنارے نہایت حسین نوک کی طرح معلوم ہوتے تھے، بالخصوص دونوں ابرو جس جگہ آ کر ملتے تھے تو دونوں کناروں کے ملنے کا حسن بڑا عجیب تھا۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تب بھی نہایت وقار معلوم ہوتا، اور گفتگو فرماتے تو آسمان کی طرح کائنات پر چھا جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت رعب ڈھانپے رہتا کہ دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا لیکن اس قدر رعب کے باوجود تمام انسانوں سے زیادہ آپ کا حسن و جمال اپنی طرف دعوت دینے والا ہوتا۔ جو آپ کو دور سے دیکھتا رہتا تو مرعوب رہتا، جو قریب پہنچ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور حلاوت کا گرویدہ ہو جاتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میٹھی میٹھی ہوتی

تھی۔

گفتگو کا انداز ایسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو گفتگو فرماتے، اس میں فاصلہ ہوتا، مسلسل گفتگو نہیں ہوتی تھی، یہ گفتگو نہ بہت زیادہ مختصر ہوتی کہ سمجھ میں نہ آئے، اور نہ اتنی طویل ہوتی کہ سننے والا اکتا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات گویا کہ پروئے ہوئے موتی جس کی لڑی ٹوٹ گئی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، نہ بہت اونچے معلوم ہوتے تھے، نہ بہت پستہ قد معلوم ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی مثال ایسی جیسے کہ دو خوبصورت ٹہنیوں کے درمیان تیسری خوبصورت ٹہنی ہو۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابو بکر اور عامر بن فہیرہ کے درمیان تیسرے سب سے حسین ترین تھے اور ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن نظر آرہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء آپ کو گھیرے رہتے۔

اگر آپ تکلم فرماتے تو آپ کی گفتگو کے دوران وہ چپ رہتے، اگر آپ کسی چیز کا حکم فرماتے تو آپ کی تعمیلِ ارشاد میں وہ جلدی کرتے۔

آپ خدام میں گھرے رہتے، چاہنے والوں کا جم گھٹا رہتا، نہ چہرہ پر کبھی شکن آتی، نہ حسنِ کلام متأثر ہوتا۔

○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی قد کے تھے، نہ بہت زیادہ طویل اور نہ بہت زیادہ پستہ قد، خوبصورت رنگ تھا، نہ بہت زیادہ گورے اور نہ بالکل گندمی رنگ، بال بھی نہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے، ہر وقت ایسے معلوم ہوتے کہ ابھی کنگھی کی ہو۔

○

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی جاتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوتا تھا۔ درمیانہ قد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ طویل تھے اور بہت زیادہ لمبی قامت سے تھوڑے کم تھے۔

سر مبارک بڑا تھا، بال مبارک ہر وقت کنگھی کیئے ہوئے معلوم ہوتے، اگر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ نکل آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ کو رہنے دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانوں کے لو سے آگے متجاوز نہیں ہوتے تھے، ہاں اس وقت ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو چھوڑے رکھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت رنگ والے تھے، چہرہ کے اعضاء میں پیشانی وسیع معلوم ہوتی تھی۔

دونوں ابروؤں کی چاروں نوک صاف معلوم ہوتی تھیں، دونوں ابرو چوڑے تھے لیکن دونوں ایک جگہ پر آ کر ملے ہوئے نہیں تھے۔ ان دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت نمایاں معلوم ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند خوبصورت تھی، وہاں ایک نور رہتا تھا جو اس پر چمک رہا ہوتا، جس نے آپ کو غور سے نہ دیکھا ہو وہ آپ کو سمجھتا کہ آپ اونچی ناک والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی داڑھی والے تھے، دونوں آنکھوں کی سیاہی زیادہ تھی، ہموار گال والے تھے، کشادہ منہ والے تھے، دانت مبارک کے کنارے باریک تیز تھے، دانتوں کے

درمیان فاصلہ تھا، سینہ مبارک پر بالوں کی پتلی ایک لکیر تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک گویا کہ ایسی جیسی کہ خالص چاندی کی گڑیا کی گردن ہو، درمیانی جسم کے تھے، بدن کچھ بھاری معلوم ہوتا لیکن اعضاء ہر ایک دوسرے سے مکمل طور پر ملے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ اور سینہ دونوں ایک سطح پر برابر معلوم ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک بھی ہموار، دونوں کندھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر پر کپڑا نہ ہوتا تو جسم اطہر نہایت نورانی معلوم ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کے نیچے سے لے کر ناف کے درمیان تک ایک بالوں کی لکیر تھی جو خط کی طرح چلتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پستان اور پیٹ وغیرہ سارے اعضاء بالوں سے خالی تھے، دونوں کلائی کے ظاہری حصہ پر اور دونوں کندھوں پر چند بال تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوڑے سینہ والے، لمبے پہنچے والے تھے، کشادہ ہتھیلی والے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پیر لمبے تھے، ہموار کمر والے تھے۔

دونوں ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ دونوں قدم کے اوپر کے حصے پر گوشت نہیں تھا، ان دونوں سے پانی جلد سرک جایا کرتا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے تو قوت سے اٹھاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے دوران دونوں پیروں کے درمیان کا فاصلہ زیادہ ہوتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر پیر آہستگی سے رکھتے، تیز چلتے، جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا کہ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو پورے چہرۂ انور کے ساتھ توجہ فرماتے، نگاہ مبارک ہمیشہ نیچی رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر زمین کی طرف زیادہ رہتی، آسمان کی طرف کم رہتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر دیکھنا صرف ایک لمحہ کے لئے ہوتا تھا، ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کو اپنے سے آگے چلنے کو فرماتے تھے اور جس سے ملتے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام میں ابتداء فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ شجاع تھے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ کا میدان خوب گرم ہوجاتا اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہوتے تھے،تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بچتے تھے۔

○ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ سخی تھے کبھی کسی چیز کے متعلق سوال نہیں فرمایا گیا جس میں آپ نے 'لا' ارشاد فرمایا ہو، 'نہیں' ارشاد فرمایا ہو۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حلیم تھے۔

○ اور سب سے زیادہ باحیاء تھے، پردہ پوش جوان خاتون کے اپنے پردے میں باحیا ہونے سے بھی زیادہ باحیا تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ میں جمتی نہیں تھی۔ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے نہیں تھے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ پاک کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے، نہ اپنے لئے غصہ فرماتے تھے۔ہاں مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حرمات کا انتہاک ہو رہا ہو، اُس کی خلا

ف ورزی ہو رہی ہو، تو اُس وقت اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

○ اور جب غصہ فرماتے تھے تو آپ کے غصہ کے سامنے کوئی ٹک نہیں سکتا تھا، کوئی کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔

○ اور قریب اور بعید اور قوی اور ضعیف سب حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک برابر تھے۔

○ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں عیب نہیں نکالا ،اگر خواہش ہوئی نوش فرمالیا، خواہش نہیں ہوئی چھوڑ دیا۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

○ اور خوان پر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

○ اور کسی مباح سے روکتے نہیں تھے،

○ اگر کھجور پاتے تو اسے نوش فرمالیتے، اگر روٹی پاتے اسے نوش فرمالیتے، اگر بھنا ہوا گوشت پاتے تو اسے نوش فرمالیتے، اگر گیہوں کی روٹی پاتے یا جو پاتے اسے نوش فرمالیتے، اگر دودھ میسر آتا تو اس پر اکتفاء فرماتے۔

○ ککڑی کو رطب کے ساتھ نوش فرماتے۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔

○ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی سے بھی پیٹ بھر کر نوش نہیں فرمایا۔

○ اور آلِ محمد پر ایک اور دو مہینے گذر جاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، اور سب کا کھانا کھجور اور پانی رہتا تھا۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ نوش فرمالیتے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

○ اور ہدیہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ عطا فرماتے تھے۔

- کھانے اور لباس میں تکلّف نہیں فرماتے تھے، جو میسر ہوتا وہ کھا لیتے، جو میسر ہوتا وہ پہن لیتے۔
- اور چپل خود درست فرماتے،
- خود کپڑے پر پیوند لگا لیتے،
- اور اپنے گھر والوں کے کاموں میں مدد فرماتے،
- بیماروں کی عیادت فرماتے،
- لوگوں میں سب سے زیادہ تواضع والے تھے۔
- جو آپ کو دعوت دیتا، چاہے غنی ہو، فقیر ہو، معمولی آدمی ہو، باعزت آدمی ہو، سب کی دعوت قبول فرماتے تھے۔
- مساکین سے محبت فرماتے، اُن کے جنازوں میں شرکت فرماتے، اُن کے بیماروں کی عیادت فرماتے،
- کسی فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے،
- کسی بادشاہ سے اُس کی سلطنت کے وجہ سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی ہے گھوڑے پر بھی، اونٹ پر بھی، دراز گوش پر بھی، خچری پر بھی، اور اپنے پیچھے اپنے غلام کو ردیف بناتے یا غلام کے علاوہ اور کسی کو ردیف بناتے، کسی ایک کو پیچھے چلنے کے لئے چھوڑتے نہیں تھے اور فرماتے تھے کہ ''میرے پیچھے کی جگہ ملائکہ کے لئے چھوڑے رکھو''۔
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف پہنتے تھے اور پٹی والی چپل پہنتے تھے،
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب لباس حبرہ تھا جو یمن کی چادریں ہوا کرتی تھیں جس میں سفیدی اور سرخی ملی ہوئی ہوتی تھی۔
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی ہوتی تھی جس کا نگ بھی اسی سے تھا،

داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے، کبھی اس کو بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتے تھے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی تھیں۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خزانوں کے لینے سے انکار فرمادیا اور دنیا کے خزانوں پر آخرت کو ترجیح دی۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر اللہ بکثرت فرماتے،

○ بہت کم بات فرماتے،

○ نماز لمبی ادا فرماتے، خطبہ مختصر فرماتے،

○ لوگوں سے بہت زیادہ تبسم فرمانے والے تھے اور ان کے ساتھ بشاشت سے ملنے والے تھے،

○ ساتھ یہ بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لگا تار غموں والے، ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے اور بدبو ناپسند فرماتے تھے۔

○ باعزت لوگوں سے بھی الفت فرماتے، اونچے مرتبہ والوں کا اکرام فرماتے

○ اور کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشاشت بند نہیں ہوتی تھی

○ اور کسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جفا نہیں فرماتے تھے۔

○ مباح کھیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے، اس پر نکیر نہیں فرماتے تھے،

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرماتے مگر مزاح میں بھی حق بات ہی فرماتے،

○ اور عذر پیش کرنے والے اور معافی مانگنے والے کی معافی قبول فرماتے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام بھی تھے، باندیاں بھی تھیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں اور لباس میں ان پر برتری نہیں فرماتے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وقت اللہ کے لئے عمل کے علاوہ میں گزرتا نہیں تھا، یا جو

ضروری امور ہوں اس میں گزرتا اور اپنے گھر والوں کے لئے گزرتا۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائیں اور فرمایا کہ کوئی نبی نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا، تو فرمانے لگیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کی تفسیر تھے۔

○ اللہ کی وجہ سے غصہ فرماتے، اللہ کی وجہ سے راضی ہوتے۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمدہ سے عمدہ ریشم، موٹا ریشم اور باریک ریشم میں نے چھوا نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم و نازک ہو، اور میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو پر فائق ہو۔

○ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، پھر بھی کبھی بھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُف تک نہیں فرمایا،

○ اور کسی چیز کے متعلق جو میں نے کی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

○ اور کسی چیز کے متعلق جو میں نے نہ کی ہو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

○ اللہ تبارک وتعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام اخلاق کاملہ جمع فرمادئے تھے اور تمام عمدہ سے عمدہ افعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع فرمادئے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین اور آخرین کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ چیزیں عطا فرمائی تھیں جن میں نجات ہے اور کامیابی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے، پڑھ نہیں سکتے تھے، لکھ نہیں سکتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انسانوں میں سے آپ کا کوئی معلم

اور استاذ نہیں۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہالت اور صحراء کے علاقہ میں پرورش پائی، پھر بھی اللہ نے آپ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو جہاں والوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا، اور تمام اولین اور آخرین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حساب کے دن تک ہمیشہ رہنے والی دائمی رحمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔

گذارش:
خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جس خلق کو آپ عملی بناتے جائیں،
اس دائرہ میں نشان لگاتے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے اور سب سے واضح دلائل میں سے قرآنِ عزیز ہے، کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے، نہ اس کے پیچھے سے آسکتا ہے۔

یہ قابل تعریف اور حکمت والے اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے جس نے اہلِ فصاحت کو عاجز کر کے رکھ دیا اور اہلِ بلاغت کو حیران کر کے رکھ دیا اور ان سب کو تھکا کر کے رکھ دیا کہ وہ اس جیسی دس سورتیں لے آئیں، یا کوئی ایک سورت لے آئیں، یا کوئی ایک آیت لے آئیں۔

اور مشرکین نے بھی اس کے معجز ہونے کی شہادت دی اور منکرین اور ملحدین نے بھی اس کی سچائی پر یقین جتایا۔

○

اور مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند شق ہو گیا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گئے اور یہی اللہ تبارک وتعالی کے اس قول سے مراد ہے کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۔

○

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی نے میرے لئے زمین کو سکیڑ لیا، پھر میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا، وہاں تک میری امت کی حکومت پہنچے گی جتنا میرے لئے سمیٹا گیا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالی نے آپ کا قول سچ کر دکھایا اس طرح کہ آپ کی امت کی حکومت مشرق اور مغرب کے آخری کناروں تک پہنچ گئی لیکن جنوب اور شمال میں اتنی نہیں پھیل سکی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے خشک تنہ پر خطبہ دیتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے، تو کھجور کا خشک تنہ گابھن اونٹنی کی طرح رونے لگا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، اسے گلے لگایا، اور وہ سسکیاں لے رہا تھا، جس طرح کہ وہ بچہ سسکی لیتا ہے جسے خاموش کیا جا رہا ہو، تب جا کر اس کھجور کے خشک تنہ کو سکون ہوا۔

○

اور پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک سے، ایک سے زائد مرتبہ پھوٹا ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی میں رکھا، پھر حضرت عمر کی، پھر حضرت عثمان کی

ہتھیلی میں رکھا، پھر بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں۔

○

اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے، اس حال میں کہ وہ کھایا جا رہا ہوتا تھا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر سلام کرتے تھے، درخت سلام کرتے تھے ان راتوں میں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنا کر مبعوث کیے گئے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زہر میں پکائی ہوئی بونگ/دست نے کلام کیا ہے، اور وہ صحابی وفات پا گئے جنہوں نے اس زہر آمیز بکری میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا تھا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے انتقال کے بعد چار سال زندہ رہ سکے۔

○

اور بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں ایک اونٹ پر گزرے جس کے ذریعہ پانی کھینچا جا رہا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا تو وہ بیٹھ گیا اور اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ کام کی کثرت اور چارہ کی کمی کی شکایت کر رہا ہے''۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغیچہ میں داخل ہوئے جس میں اونٹ تھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا تو آواز سے رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا کہ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے تکلیف دیتے ہو اور اس سے برداشت سے زیادہ کام لیتے ہو۔

○

دوسرے ایک باغ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے جس میں دو نر اونٹ تھے اور ان دونوں کا مالک ان کے پکڑنے سے عاجز تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے ایک نے دیکھا، تو وہ آپ کے پاس آیا یہاں تک کہ گھٹنے آپ کے سامنے ٹیک دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار پکڑی اور اس کے مالک کے ہاتھ میں تھما دی، پھر جب دوسرے اونٹ نے اس کو دیکھا تو اس نے بھی ایسا ہی کیا۔

○

ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، تو زمین کو پھاڑتے ہوئے ایک درخت آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرے، تو اللہ نے درخت کو اجازت دی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درختوں کو حکم فرمایا تو دونوں مل ہو گئے، پھر دونوں کو حکم فرمایا تو دونوں الگ ہو گئے۔

○

ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو حکم فرمایا تو اس کی جڑیں کٹ گئیں یہاں تک کہ وہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑا ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا تو واپس اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اونٹوں کا نحر فرمائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سو اونٹ تھے جو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ مجھ سے آپ پہل کیجئے۔ اور ایک روایت میں چھ اونٹوں کا ذکر پہل کرنے کے سلسلہ میں وارد ہے۔

دونوں روایات میں جمع اس طرح ہے کہ اونٹوں کو فدائیت کا جذبہ خالق و مالک نے عطا فرمایا تھا، ساتھ ہی یہ سمجھ بھی دی تھی کہ ہم سرکار کی تکلیف کا سبب نہ بنیں۔ اس لئے دائیں بائیں دونوں طرف سے تین تین، ایک دوسرے سے سبقت کر رہے ہوں گے۔

○

ایک کمزور بکری کے تھن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک پھیرا، جس سے نر نے ابھی جفتی نہیں کی تھی، پھر بھی تھن دودھ سے بھر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا اور اسی طرح کا قصہ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ میں بھی پیش آیا ہے۔

○

حضرت قتادہ ابن نعمان ظفری کی آنکھ نکل گئی یہاں تک کہ ان کے ہاتھ میں آ گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا، تو ان کی دونوں آنکھوں میں سے وہ سب سے زیادہ حسین تھی اور سب سے زیادہ دیکھنے میں تیز تھی، اور یہ بھی کہا گیا پتہ نہیں چلتا تھا کہ دونوں میں سے کونسی ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر تھوک کے

چھینٹوں کے ساتھ دم فرمایا، جب کہ آپ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں تو اسی وقت وہ اچھے ہوگئے، اور اس کے بعد کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی جب بیمار ہوئے، تو اچھے ہوگئے اور اس کے بعد عمر بھر میں یہ بیماری کبھی نہیں ہوئی۔

○

عبد اللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ عنہ کا پیر ٹوٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دستِ مبارک پھیرا تو اسی وقت وہ اچھا ہوگیا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اُبی ابن خلف جمحی جنگِ احد میں قتل کیا جائے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی پر ذرا سی خراش لگائی تو وہ مر گیا۔

○

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکی دوست اُمیہ بن خلف سے فرمایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ وہ آپ کو قتل کریں گے، چنانچہ وہ بدر میں کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

○

اور جنگِ بدر میں مشرکین کے مرنے کی جگھوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی، فرمایا کہ یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے کل کو انشاء اللہ، اور یہ انشاء اللہ کل کو فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی جگہ سے ان میں سے کوئی ایک بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی کئی جماعتوں کی خبر دی تھی جو سمندری جہاد کریں گی اور یہ کہ ام حرام بنت ملحان انہیں میں سے ہیں، تو ایسا ہی ہوا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

○

آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ انہیں امتحان پہنچے گا، آزمائش پہنچے گی، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کذاب کے قتل کی خبر دی تھی جس رات وہ قتل کیا گیا تھا، اور قاتل کے نام کے ساتھ خبر دی تھی حالانکہ وہ صنعاء، یمن میں قتل کیا گیا تھا۔

○

اسی جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے قتل کے بارے میں خبر دی تھی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیماء بنت بقیلہ ازدیہ کے متعلق خبر دی تھی کہ اسے سرخ رنگ والی خچری پر کالی اوڑھنی میں سوار کرایا گیا ہے، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھوں اسی حال اور کیفیت میں وہ پکڑی گئی۔

○

اور ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم اچھی زندگی گزارو گے اور

شہادت کی حالت میں تمہیں موت آئے گی، چنانچہ ان کی زندگی قابلِ تعریف گزری اور جنگِ یمامہ میں وہ شہید ہوئے۔

○

فَقَلِيْلاً مَّا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ تبارک وتعالی نے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ بقرہ نازل فرمائی۔

اس میں ایک پیشن گوئی ہے کہ یہودی بہت ہی کم تعداد میں ایمان لائیں گے۔ پندرہ ہزار برس کے عرصہ میں ملک کے ملک اور فرقوں کے فرقوں مسلمان ہو گئے، مگر یہودیوں کے بارے میں یہ پیشن گوئی اٹل رہی۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے معدودِ چند یہودی مسلمان ہوئے۔ یہی حال اب تک بھی ہے، اور قیامت تک یہ سچی خبر اسی طرح اٹل رہے گی۔

○

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

○

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی ان سے گرمی اور سردی کو دور کر دے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کبھی گرمی اور سردی محسوس نہیں فرماتے تھے۔

○

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالی انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور قرآن کی تفسیر کا علم دے، چنانچہ انہیں ان کے علم کی کثرت کی وجہ سے سب سے بڑا عالم اور علم کا سمندر کہا جاتا تھا۔

○

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طولِ عمر کی دعا اور مال کی کثرت اور اولاد کی کثرت کی دعا فرمائی تھی اور اس بات کی دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالی ان کے لئے اس میں برکت فرمائے، چنانچہ ان کی پشتی نرینہ اولاد ایک سو بیس ہوئیں اور ان کا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو بیس برس یا اس کے قریب ہوئی۔

○

اور عتیبہ بن ابی لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ مبارک پھاڑ دیا تھا اور آپ کو ایذاء دی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بد دعا فرمائی تھی کہ اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط فرمائے، تو شیر نے اسے شام کے علاقہ میں زرقاء نامی جگہ میں چیر کر رکھ دیا تھا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کے نہ ہونے کی اور قحط سالی کی شکایت کی گئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔ تو آپ نے اللہ عز وجل سے دعا فرمائی ایسے وقت میں کہ آسمانوں میں کوئی بادل کا ٹکڑا تک نہیں تھا۔

فوراً ہی پہاڑوں جیسے بادل اکھٹے ہوگئے اور اگلی جمعہ تک بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی کثرت کی شکایت کی گئی، تو اللہ عز وجل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور بارش تھم گئی اور لوگ دھوپ میں چلنے لگے۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خندق کو جو ہزاروں تھے ایک صاع شعیر یا اس سے بھی کم سے، اور ایک بکری کے بچہ سے کھانا کھلایا اور سب کے سب سیر ہو کر لوٹے جب کہ کھانا ابھی پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔

○

اور تمام اہلِ خندق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی کھجور میں سے کھلایا، جس کو لے کر بشیر بن سعد کی بیٹی اپنے ابا اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تھی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چار سو سواروں کو بطورِ زادِ راہ کھجور دیں، جو ڈھیر تھا، اتنا تھا جیسا کہ ایک اونٹ بیٹھا ہوا ہو۔ چنانچہ اس میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سو سواروں کو زادِ راہ دیا پھر بھی بچ گیا، وہ بھی اس طریقہ پر کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اسّی آدمیوں کو جو کی روٹیوں سے کھلایا، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی بغل کے نیچے دباتے ہوئے لے کر آئے تھے یہاں تک کہ اسّی آدمیوں نے سیر ہو کر اسے کھایا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذاتی زادِ راہ میں سے پورے لشکر کو کھانا دیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔

بقیہ کو اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا کر واپس رکھ دیا اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو عمر بھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں سے کھاتے رہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک اس میں سے کھاتے رہے۔

پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے، تو جو ہدیہ کے لئے لادا گیا تھا، اس میں سے

پچاس وسق تھا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستہ میں دیا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بناء کے وقت جو کھانا کھلایا وہ ایک برتن میں تھا جو ام سلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ پتہ نہیں چلتا تھا کہ جب رکھا گیا تھا اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا گیا۔

○

اور جنگِ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر مٹی کفار کے لشکر پر پھینکی تھی اس کی برکت سے اللہ نے انہیں ہزیمت اور شکست سے دوچار کیا۔

ان میں سے بعضوں نے کہا بھی کہ ہم میں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا کہ جس کی آنکھیں مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، اسی کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

○

قریش کے سو آدمی کھڑے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نکلنے کے منتظر تھے، ان کے سامنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں پر مٹی ڈال دی اور تشریف لے گئے اور ان کو پتہ بھی نہیں چلا۔

○

اور سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کے قتل کے ارادہ سے یا آپ کے قید کرنے کے ارادہ سے آپ کا پیچھا کیا۔ جب آپ سے قریب ہو گیا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف بددعا فرمائی، تو اس کے گھوڑے کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے، تب اس نے امان کی درخواست کی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ نے اسے نجات دی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور واضح دلائل اور صاف ستھرے اخلاق اور بھی ہیں، ایک نمونہ دکھلانے کے لئے ہم نے اتنے ہی پر اکتفاء کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات

○ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکان منازل بنو الحارث میں عوالی میں تھا۔آپ وہاں سے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد نبوی پہنچے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔سب بدحال تھے۔

آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں پہنچے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر وفات کے بعد حبرہ چادر آپ پر ڈال دی گئی تھی۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا،حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے، بوسہ دیا، روتے رہے،اور روتے ہوئے یہ کلمات فرمائے **بِأَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ!** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کاش میرے باپ کا فدیہ قبول ہو جاتا۔اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو موتیں جمع نہ کرے۔ایک موت جو سب کے لئے مقدر ہے وہ تو آ چکی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ سے نکل کر مسجد میں پہنچے،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگوں کو ڈانٹ رہے ہیں کہ جو کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہوگئی اسی کے لئے موت مقدر ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب سے ملنے کے لئے گئے

ہیں، واپس تشریف لائیں گے اور جو اس طرح کہتے ہیں ان کو قتل فرمائیں گے۔

یہ سننے کے لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب پہنچتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں بیٹھ جاؤ، تو بیٹھنے سے بھی انکار اور اپنا خطبہ بند کرنے سے بھی انکار۔

ادھر ان کا خطاب جاری اور دوسری طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا خطبہ شروع فرمادیا اور جیسے ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خطبہ کے لئے شہادتین پر پہنچے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر آپ کو گھیر لیا۔

آپ نے **اَمَّا بَعْد** کے بعد فرمایا **فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قال اللّٰه تعالىٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ۔**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے صدمہ میں لوگوں کو یہ آیت یاد ہی نہیں رہی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے جیسے ہی یہ آیت کیا نکلی، کہ ہر شخص کی زبان پر وہی آیت جاری ہوگئی۔

○ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حال ہو گئے تھے، روتے جاتے اور یہ فرماتے جاتے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کھجور کا ایک تنہ جس پر آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے، تو دور تک آواز پہنچ سکے، اس کے لئے آپ نے منبر بنوایا، تو یہ کھجور کا خشک تنہ آپ کی جدائی میں رو پڑا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا، تب اسے سکون ہوا، تو آپ کی امت جنہیں آپ نے چھوڑا، یہ اس خشک تنہ کی بہ نسبت رونے کی زیادہ حقدار ہے یا رسول اللہ!

اسی طرح دیگر حضرات کے مراثی سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ یہ بلند

مرتبہ مراثی اس بات کی دلیل ہیں کہ جو حادثہ اور بلا جو اس امت کو پیش آئی ہے، بڑی زبردست ہے؛ اتنی زبردست کہ مسلمانوں نے کبھی اس جیسی مصیبت کی شکل دیکھی تک بھی نہیں تھی اور اس سے پہلے اس جیسی مصیبت سے انہیں آزمایا نہیں گیا تھا۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو سارا مدینہ منورہ تاریک ہوگیا، اتنا تاریک، اتنا تاریک کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں پاتا تھا۔ دوسرے کو دیکھنا درکنار، خود اپنا ہاتھ پھیلاتا، تو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا، ایسی تاریکی چھا گئی۔

○ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے دو فرط میری امت میں سے آگے چلے جائیں، تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کسی کا کوئی ایک بچہ فوت ہو جائے تو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے موفقہ! جس کا ایک فوت ہوجائے تو وہ بھی سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جس کا کوئی ایک بھی پہلے آگے نہ گیا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ **فَاَنَا فَـرَطُ اُمَّتِـیْ** ۔ کہ میں میری امت کا فرط ہوں، اور ان کے لئے آگے جا کر انتظام کروں گا کیوں کہ میری وفات جیسی مصیبت کے ذریعہ وہ کبھی آزمائے نہیں گئے تھے۔

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے، تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ وہ تمام مصائب میں سب سے عظیم تر ہے۔

○ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہاں سے تشریف بری کی مصیبت اتنی عظیم تھی کہ مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف جس سے تاریک ہوگئے، تمام انسان اپنے نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے انواع واقسام کی بلا میں مبتلا ہو گئے۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اس وقت خود ملائکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ؛ سیاہ اور سرخ لکیر والی دو چادریں اوڑھا دیں۔

فرماتی ہیں کہ تمام مرد صحابہ اپاہج کی طرح بیٹھ گئے، وہ ایسے لوگوں کی طرح تھے کہ صرف اجسام ہیں، روح نہیں۔اور انواع واقسام کی بلا گویا ان میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔یہاں تک کہ ان میں سے کوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو جھٹلا رہا تھا۔

کچھ تھے جن کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں، پھر وہ اس دن تو ایک کلمہ نہیں بول سکے، اگلے دن سے کچھ بولنا شروع کیا۔

دوسرے وہ بھی تھے جو بے معنی کلام بولے جارہے تھے، جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جن کی عقلیں کام نہیں کر رہی تھیں، اور کچھ لوگ اپاہج بن کر بیٹھ گئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو جھوٹا قرار دے رہے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان میں تھے جو اپاہج ہو چکے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں تھے جن کی زبانیں گنگ تھیں۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی اور آپ کو تکلیف زیادہ ہونے لگی، تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کو دیکھ کر فرمارہی تھیں وَا کَرْبَ اَبَاہ! ہائے میرے ابّا کی تکلیف!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے تھے کہ آج کے بعد تیرے ابّا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پکار رہی تھیں:

یَا اَبَتَاہ! اَجَابَ رَبًّا دَعَاہ! ہائے میرے ابّا! جنھوں نے اپنے رب کے بلاوے پر ہاں کر دی۔

یَا اَبَتَاہ! مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَأوَاہ! ہائے میرے ابّا! جن کا ٹھکانہ جنۃ الفردوس بن گیا۔

یَا اَبَتَاہ! اِلیٰ جِبْرِیْلَ نَنْعَاہ! ہائے میرے ابّا! ہم جبریل امین کو آپ کی موت کی اطلاع دیتے ہیں۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آ گئی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھنے لگیں یَا اَنَس! اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ التُّرَابَ۔ اے انس! تمہیں کیسے گوارا ہوا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال سکے؟

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر پر پہنچیں، قبر کی مٹی کی ایک مٹھی ہاتھوں میں لی، اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور روتی جاتی تھیں اور یہ شعر پڑھتی تھیں:

ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی کو سونگھا
تو اب دنیا بھر کی مصیبتیں اس کے بعد دیکھنا اور ان کو سونگھنا اس کے سامنے ہیچ ہے

صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام عدن لیالیا

مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹیں کہ اگر یہ مصیبتیں
دنوں پر ٹوٹی ہوتیں تو یہ دن بھی تاریک راتیں بن جاتے

○ مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا، مہاجرین اور انصار اپنے

گھروں میں واپس پہونچ گئے، اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے حجرہ میں پہنچ گئیں، تو صحابیات آپ کے حجرہ میں آپ کی خدمت میں پہنچیں، تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شعر پڑھ رہی تھیں:

اغبر آفاق السماء وکورت شمس النهار واظلم العصران

آسمان کے کنارے اور اطراف غبار آلود ہو گئے اور نیر تاباں، خورشید عالم سورج
بھی بے نور ہو گیا اور رات اور دن، دنیا اور آخرت سب تاریک نظر آرہے تھے

فالارض من بعد النبی کئیبة اسفا علیه کثیرة الرجفان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے اب زمین بھی غمگین ہے
اس پر افسوس کے مارے بکثرت وہ زلزلہ کی طرح ہل رہی ہے

فلتبکه شرق البلاد وغربها ولتبکه مضر وکل یمان

تمام مشرقی اور مغربی ممالک اور علاقے آپ پر رو رہے ہیں
مضر اور سارا یمن رو رہا ہے

ولیبکه الطود المعظم جوه والبیت ذو الاستار والارکان

پہاڑ اور پہاڑوں کی فضائیں آپ پر رو رہی ہیں
غلاف اور ارکان والا بیت اللہ، کعبہ وہ رونے میں مصروف ہے

یا خاتم الرسل المبارک صنوه صلی علیک منزل الفرقان

اے خاتم الانبیاء! اللہ تبارک و تعالیٰ جس نے فرقان نازل فرمایا
اس کی کڑور ہا کڑور رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں

○ ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کبھی ہنستے دیکھا نہیں گیا تھا، ہر وقت، ہر گھڑی، ہمیشہ، آپ کے آنسو جاری رہتے تھے۔

اور کبھی کوئی چیز، کوئی ٹکر آپ کو لگ جاتی اور جسم زخمی ہو جاتا تھا، تو آپ کو نہ اس کی تکلیف کا پتہ چلتا تھا نہ اس کا احساس ہوتا تھا۔ کبھی ان سے کوئی بات پوچھی جاتی تو انہیں اس کا پتہ نہیں چلتا تھا۔

آپ کے اس حال کے مناسب کسی شاعر نے کہا:

دع مقلتی تبکی علیک بادمع ان البکاء شفاء قلب الموجع

میری آنکھوں کو بہت زیادہ آنسوؤں کے ساتھ تجھ پر رونے دے
کہ اس زخمی قلب کی شفاء اسی رونے میں ہے

ودع الدموع تلد جفنی فی الھوی من غاب عنہ حبیبہ لم یھجع

میرے آنسوؤں کو چھوڑ دے کہ میری پلکوں سے محبت میں لڑتے رہیں، جھگڑتے رہیں،
کیوں کہ جس کا حبیب چلا گیا ہو، اسے نیند کہاں آسکتی ہے؟

ولقد بکیت علیک حتی رق لی من کان فیک یلومنی و بکی معی

میں آپ پر روئی، روئی، یہاں تک کہ
اس رونے کی وجہ سے آپ کے بارے میں
جو مجھے ملامت کر رہا تھا یہ منظر دیکھ کر اس کا دل بھی پسیج گیا
اور اس نے بھی میرے ساتھ رونا شروع کر دیا

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دفن کر دیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

ان الصبر لجمیل الا عنک وان الجزع لقبیح الا علیک

دنیا بھر کے تمام مصائب پر صبر کرنا ہی بہتر ہے مگر نہیں نہیں، آپ پر نہیں، آپ پر صبر اچھا نہیں ہے
آہ و بکاء اور فریاد یہ یقیناً بری ہے لیکن نہیں نہیں، آپ کی وفات پر بری نہیں ہے

○ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت

آیات کی اطلاع کان میں پڑتے ہی کائنات کے مشاہدہ سے آنکھیں بند کرلیں، بلکہ سجدہ میں چلے گئے اور گڑگڑا کر حق تعالیٰ سے فریاد کرتے رہے کہ الٰہی! تو نے میرے محبوب کو اپنے پاس بلالیا۔ میری دونوں آنکھوں کی بصارت بھی تو واپس لے لے، کیوں کہ وہ میرے محبوب نہیں ہیں جن کو میں ان آنکھوں سے دیکھ سکوں تو اب مجھے ان دونوں آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ میری درخواست ہے کہ میری بینائی تو واپس لے لے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے سجدہ سے سر اٹھایا، اس کے بعد سے لے کر وفات تک وہ نابینا رہے۔

○ محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دینے لگے، جب کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں رکھا نہیں گیا تھا۔ اس حال میں جب اذان میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادتین پر پہونچتے ہیں اور فرماتے ہیں **اشهد ان محمدا رسول الله**! تو مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر لوگوں کی چیخیں بلند ہوگئیں۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوگئی، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ اذان کی خدمت اسی طرح جاری رکھئے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ نے مجھے اس لئے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کی خدمت میں آپ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رہوں۔ تو اس کا آپ کو اختیار ہے، لیکن اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا ہے، تو مجھے اس کے لئے چھوڑ دیجئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ **ما اعتقتك الا لله** میں نے اللہ ہی کے لئے تمہیں آزاد کیا تھا۔ تو حضرت بلال عرض کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کسی کے لئے اذان نہیں دے سکتا۔تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اپنے بارے میں اس کا اختیار ہے۔

آگے راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کی طرف لشکر جانے لگے،تو ان کے ساتھ شام چلے گئے اور اخیر تک پھر وہیں رہے۔

○ جب مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کے دل بہت زیادہ غمگین تھے،تو یہ منظر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ نہیں سکتے تھے،اسی وجہ سے مدینہ منورہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور زبان حال سے یہ فرما رہے تھے:

ولما نأى الاحباب عني واعرضوا ولم ارج بعد البين من نحوهم قربا

جب احباب اور محبوب چلے گئے
اور اب قرب کی کوئی امید نہیں ہے اس جدائی کے بعد

خرجت بنفسي هاربا عن ديارهم لئلا ترى العينان ما يؤلم القلبا

تو اب میں ان کے علاقہ کو چھوڑ کر بھاگ رہا ہوں
تاکہ میری یہ دونوں آنکھیں محبوب کے دیار کو دیکھ کر قلب کو غمگین نہ کرتی رہیں

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کھانا پینا ترک کر دیا تھا اور اس طرح چند دن میں اپنی جان دے دی تھی۔اور ایک نے فراق کی پریشانی کے عالم میں گڑھے میں گر کر اپنی جان مالک کے سپرد کر دی تھی۔

○ محبّ جب محبوب کے آثار اور نشانات کو دیکھتا ہے،تو اس کا غم اور کرب اور بھڑکتا ہے بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف، اگر چہ یہ قبر کا حصہ ایسا ہے کہ اس کی روئے زمین پر خصوصیت ہے کہ ہر دن اور ہر رات ستر ہزار ملائکہ یہاں پر حاضری دیتے ہیں۔

○ نبیہ بن وہب سے مروی ہے کہ حضرت کعب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سب حضرات کرنے لگے، تو حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ فرمارہے تھے کہ کوئی فجر طلوع نہیں ہوتی مگر آسمان سے ستر ہزار فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو اپنے پروں سے چھونے کے لئے آسمانوں سے اترتے ہیں۔پھر اپنے پروں سے قبر مبارک کو چھو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔شام تک اسی عبادت میں وہ رہتے ہیں۔

جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف کوچ کرتے ہیں۔اور دوسرے ستر ہزار اترتے ہیں۔وہ بھی قبر شریف پر پہنچ کر قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں سے قبر شریف کو چھوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ستر ہزار رات میں اترتے ہیں اور ستر ہزار دن میں اترتے ہیں۔یہاں تک کہ جب حشر ہوگا اور زمین پھٹے گی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک سے اٹھ کھڑے ہوں گے، تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ سلم کو اپنے بیچ میں لے کر ستر ہزار فرشتے چلنا شروع کریں گے۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے اعمال ہر پیر اور جمعرات کی شام میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔جن کے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو میں ان کے اچھے اعمال دیکھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں اور برے اعمال دیکھ کر تمہارے لئے میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

○ دار قطنی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

○ اصبہانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میں

اسے سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر پڑھتا ہے، مجھے اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ملائکہ سیاحین ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔

○ سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں، آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جی ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

○ عمران بن حمیری فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے ملائکہ میں سے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کی آواز سننے کی اور سمجھنے کی قوت عطا فرما رکھی ہے، جو میری قبر پر ہر وقت کھڑا ہے اور قیامت تک وہاں پر وہ کھڑا رہے گا۔

میری امت میں سے جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے احمد! آپ کی امت میں سے اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر وہ مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر اتنا اور اتنا ان الفاظ سے درود پیش کیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ضمانت لی ہے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً جو آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا تو اللہ تبارک وتعالی کی اس پر دس رحمتیں نازل ہوں گی وَاِنْ زَادَہٗ زَادَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اور اگر وہ زیادہ پڑھے گا تو اللہ عز وجل کی رحمتیں بھی مزید ہوں گی۔

قال سيدنا ابو بكر الصديق رضی اللّٰه تعالیٰ عنه

أجدِّک ما لِعَيْنِک لا تنامُ … کأنَّ جُفُونَها فيها کِلامُ
لأمرِ مصيبةٍ عَظُمتْ وجَلَّتْ … فَدَمْعِ العينِ أهْوَنُه السِّجامُ
فُجِعنا بالنبی وکان فينا … اِمامَ کرامةٍ،نِعْم الامامُ
وکان قِوامَنا والرأسَ مِنَّا … فنحنُ اليوم ليس لنا قِوامُ
نموجُ ونشتکی ما قدْ لَقينا … ويَشکو فَقْدَه البلدُ الحرامُ
کأن أُنُوْفَنا لاقَينَ جَدْعًا … لِفَقْدِ محمدٍ فيها اصْطِلامُ
لِفقدِ أغرَّ أبيضَ هاشميٍّ … تَمامِ نبوةٍ وبه الخِتامُ
أمينٌ مصطفیً للْخيرِ يدعو … کَضَوءِ البدرِ زَايَلَهُ الظَّلامُ
سَأتْبعُ هَدْيَه ما دمتُ حيًّا … طَوالَ الدَّهرِ ما سَجَع الحَمامُ
أدينُ بِدِينه ولِکُلِّ قومٍ … قديمٌ من ذَوائبهم نِظامُ
فلاتبعدْ فَکُلُّ کريمِ قومٍ … سَيُدرِکُه ولوْ کرِه الحِمامُ
کأنَّ الارضَ بَعْدک طار فيها … فأشْعَلَها بساکِنها ضِرامُ
فقدنا الوحیَ اذ ولَّيتَ عنَّا … فودَّعنا مَن اللّٰهِ الکَلامُ
سِوٰی ما قد ترکتَ لنا رهينًا … توارَثُهُ القراطِيسُ الکِرامُ
فقدْ اَوْرَثْتَنا ميراثَ صدقٍ … عليکَ به التحيةُ والسلامُ
مِن الرَّحمنِ فِی اعلٰی جِنانٍ … مِن الفردوسِ طابَ به المقامُ
رفيقَ ابيکَ ابراهيمَ فيها … وما فی مثلِ صحبتهِ نَدَامُ
واسحاقُ واسماعيلُ فيها … بِها صَلَّوا لِربِّهمُ وصامُوا

وقال سيدنا عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

مـازلـتُ مـذْ وُضِـعَ الـفِراشُ لجنْبهِ　　و ثَـوی مـریـضًـا خـائـفًـا اَتَـوَقَّـعُ
شـفـقًـا عـلَـیّ اَنْ یـزولَ مـکـانُـہُ　　عـنَّـا فـنبـقـیٰ بـعـدَہ نَتَـفَجَّـعُ
نـفْسی فـداؤُک مَن لـنـا فی أمرِنـا　　اَمْ مَـن نشـاورُہ اذا نتـوجَّـعُ
و اذا تـحـلُّ بـنـا الـحـوادثُ مَن لنا　　بـالـوحی من ربٍّ عـظیـمٍ نسـمعُ
لیـتَ السـمـاءَ تـفـطَّرتْ أکنـافُـها　　وتـنـاثـرتْ منهـا نُجـومٌ نُـزَّعُ
لـمـا رأیـتُ الـنـاسَ ھـدَّ جـمیعَھم　　صـوتٌ یُـنـادی بـالـنَّعیِّ المُسْمِعُ
والـنـاسُ حـول نبیھِم یـدْعـونـہ　　یبـکـونَ، اَعْیُـنُھُـمْ بـمـاءٍ تَـدْمَعُ
و سـمـعـتُ صـوتًا قبل ذلک ھَدَّنی　　عبـاسُ یَـنْـعـاہ وصـوتٌ مُـفْظِعُ
فَـلْیَبْـکِـہِ اَھـلُ الـمـدینۃِ کُـلُّھـم　　والـمسـلـمونَ بـکـل ارضٍ تَجْـزَعُ

وقال سیدنا عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

فَیَـا عَیْـنِـیْ ابْـکِـیْ وَلَا تَسْـأَمِـی　　وَحُـقَّ الْبُـکَـاءُ عَـلَـی السَّیِّـدِ
تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک　　اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

وقال سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

ألا طَـرَقَ الـنَّـاعـی بِـلَیْلٍ فَـرَاعَنِـی　　فَـأَرَّقَـنـی لَـمَّـا اسْتَقَـلَّ مُـنـادیـا
فـقـلـتُ لـہ لـمَّـا رأیتُ الذی اتٰـی　　أغیْـر رسـولِ الـلّٰـہ اِن کـنتَ نَـاعیـا
فـحقَّـق مـا اشـفـقـتُ منہ ولم یَئِلْ　　وکـان خَـلیـلـی عُـدَّتِـی وجَـمـالیـا
فـوالـلّٰـہ مـا اَنْسَـاک احمدُ ما مَشتْ　　بِـیَ الـعِیْسُ فی ارضٍ وجاوزتُ وادیا

وقال سيدنا عبد اللّٰه بن انيس رضى اللّٰه تعالىٰ عنه

تَطَاولَ لَيْلِى واعترتْنى القَوارعُ ... وخَطبٌ جليلٌ لِلْبَلِيَّةِ جامِعُ
غَداةَ نَعى النَّاعى الينا محمدًا ... وتلكَ التى تَسْتَكُّ مِنها المسامعُ
فلو ردَّ ميتًا قتلُ نفسى قَتَلْتُها ... ولكنَّه لا يدفع الموتَ دافعُ
فآليتُ لا آسى على هُلكِ هالكٍ ... من الناس ما اوْفٰى ثَبيرٌ ورافعُ
ولكنَّنى تالٍ عليه ومُتْبِعٌ ... مصيبَتَهُ:اِنِّى الى اللّٰهِ رَاجِعُ
وقد قبض اللّٰه النَّبِيِّيْنَ قبلَه ... وعادٌ اصيبتْ بالرُّزا والتَّبابِعُ

وقالت هند بنت اثاثة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها

اَشَابَ ذُؤابَتِى واذلَّ رُكْنِى ... بكاؤُكِ فاطِمُ المَيْتَ الفقيدا
فأعطيتَ العطاءَ ولم تُكدِّرْ ... وأخدمتَ الولائدَ والعبيدا
وكنتَ ملاذنا فى كل لَزْبٍ ... اذا هبَّتْ شاميةً بَرودا
وانك خيرُ مَنْ ركِبَ المَطايا ... واكرمُهم اذا نُسِبُوا جُدودا
رسولُ اللّٰه فارَقَنا وكنَّا ... نُرجِّى ان يكونَ لنا خَلُودا
افاطمُ فاصْبِرى فلقد اصابتْ ... رَزِيَّتُكِ التَّهائمَ والنُّجودا
واهلَ البَرِّ والابحارِ طُرًّا ... فَلم تُخْطِئْ مصيبتُه وَحيدا
وكان الخيرُ يُصْبِحُ فى ذُرَاهُ ... سعيدَ الجَدِّ قد وَلَدَ السُّعودا

وقالت صفية رضى اللّٰه تعالىٰ عنها
(عمة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم)

عينُ جُودى بِعَبرةٍ وانْتِحابٍ لِلنَّبى المطَهَّر الاثْواب
وانْدُبى المصطفىٰ وسُحِّى وجُمِّى بدُموعٍ غَزيرةِ الأسراب
عينُ مَنْ تنْدُبين بعدَ رسول اللّٰهِ قد خصَّهُ بِأمِّ الكتاب
واجْتبَاه بِعلْمه وارْتضاه وهَداه بعد العمىٰ للصَّواب
فالحٌ حاتمٌ رؤوفٌ رحيمٌ صادقُ الْقيلِ طيِّبُ الاثْواب
مُشْفِقٌ ناصحٌ حريصٌ علينا رحمةٌ مِنْ الٰهِنا الوَهَّابِ
رحمة اللّٰه والسَّلامُ عليه وجزاهُ المليكُ خيرَ الثواب

وقالت صفية ايضارضى اللّٰه تعالىٰ عنها (وتُروى لاُختها اَرْوٰى)

ألاَ يا رسول اللّٰهِ كنتَ رجاءَ نا وكنتَ بنا بَرًّا ولم تكُ جافيا
وكنتَ بنا رؤوفاً رحيمًا نبيًّنا لِيَبْكِ عليكَ اليومَ مَنْ كان باكيا
لَعمرُك ما أبكِى النبىَّ لِفَقْدِه ولكن لِهَرْجٍ كان بعدَك آتيا
كأن علىٰ قلبى لِذكرٰى محمدٍ وما خِفتُ من بعد النبى المكاوِيا
اَفاطمُ صلى اللّٰه ربُّ محمدٍ علىٰ جَدَثٍ امسىٰ بِيَثْرِبَ ثاوِيا
أرٰى حَسَنًا اَيْتَمْتَه وتَركْتَه يُبكِّى ويدعو جَدَّه اليومَ نائِيا
فدىً لرسول اللّٰه اُمِّى وخالتى وعَمِّى ونفسى قُصْرَةً ثم خاليا
صَبَرْتَ وبَلَّغتَ الرِّسالة صادقا وقوَّمتَ صُلْبَ الدِّين اَبْلَجَ صافيا
فلوْ اَنَّ ربَّ العرش ابقاكَ بيننا سَعِدْنا ولكنْ اَمْرُه كانَ ماضيا
عليكَ مِن اللّٰه السلامُ تَحِيَّةً واُدْخِلْتَ جنَّاتٍ من العَدْنِ راضيا

سیرت پاک کی ترتیب زمانی

اسلامی	عیسوی		واقعات
		آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند ماہ قبل	والد ماجد عبداللہ کی وفات
		۵۰ دن قبل از ولادت	واقعۂ اصحاب فیل
۸ یا ۱۲/ ربیع الاول	۲۹/اگست ۵۷۰م یا ۲۲/اپریل ۵۷۱م	بروز دوشنبہ	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
			سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں رضاعت

	۵۷۵ء	بعمر ۴ سال بروایتے	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پا گئیں
	۵۷۶ء	بعمر ۵ سال	واقعۂ شق صدر
	۵۷۶ء	بعمر ۵ سال	والدہ ماجدہ کے یہاں واپسی
	۵۷۶ء	بعمر ۵ سال بروایتے	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پا گئیں
	۵۷۷ء	بعمر ۶ سال	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ ماجدہ کی معیت میں سفر مدینہ
	۵۷۷ء	بعمر ۶ سال	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پا گئیں
	۵۷۷ء	بعمر ۶ سال	جد امجد عبد المطلب نے کفالت لی
	۵۷۹ء	بعمر ۸ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	جد امجد عبد المطلب وفات پا گئے
	۵۷۹ء	بعمر ۸ سال	چچا ابو طالب کی کفالت میں آئے
	۵۸۳ء	بعمر ۱۲ سال ۲ ماہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا ابو طالب شام کے سفر پر لے جاتے ہیں
	۵۸۳ء	بعمر ۱۲ سال ۲ ماہ	بحیرا راہب کی شہادتِ نبوت اور راستہ سے واپسی
محرم	۵۸۵ء	بعمر ۱۴ یا ۱۵ سال	چچا ابو طالب کے ساتھ حرب فجار میں شرکت
	۵۹۱ء	بعمر ۱۶ یا ۲۰ سال	حلف الفضول
	۵۹۵ء	بعمر ۲۳ یا ۲۴ سال	ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں شام کا سفر

	سنہ ۵۹۶م	بعمر ۲۵ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
		قبل ولادت سیدہ زینب	سیدنا قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور دو سال کے بعد وفات
	سنہ ۶۰۱م	بعمر ۳۰ سال	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
	سنہ ۶۰۴م	بعمر ۳۳ سال	سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
			آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نداءِ غیبی ،حجر شجر کا سلام،اور ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کا اعتکاف ومجاورت
	سنہ ۶۰۶م	بعمر ۳۵ سال	تعمیر کعبہ میں شرکت
	سنہ ۶۰۶م	بعمر ۳۵ سال	حجر اسود کے نصب کے لئے تحکیم
	سنہ ۶۰۹م	بعمر ۳۸ سال	غار حرا کی خلوت اور علامات نبوت کے ظہور کا تسلسل
	سنہ ۶۱۰م	بعمر ۳۹ سال	رؤیائے صادقہ کا تسلسل
۹ ربیع الاول یا ۱۸ رمضان سنہ ۱ نبوی	۱۲ فروری یا ۱۷ اگست سنہ ۶۱۰م	بعمر ۴۰ سال	سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور وحی کا آغاز
سنہ ۱ نبوی	سنہ ۶۱۰م	بعمر ۴۰ سال	فجر وعصر کی دو دو رکعت کی فرضیت
سنہ ۱ نبوی			ام المؤمنین خدیجہ،سیدنا ابو بکر،سیدنا علی اور سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اسلام
سنہ ۱ نبوی			دعوت اسلام کی ابتداء
سنہ ۱ نبوی			سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
			سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت

			سیدنا عبداللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات
سنہ ۳ (اواخر) یا سنہ ۴ نبوی	سنہ ۶۱۳م		علانیہ دعوت اسلام کی ابتداء
رجب سنہ ۵ نبوی	سنہ ۶۱۴م		صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف ہجرت
سنہ ۶ نبوی	سنہ ۶۱۵م		سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
سنہ ۶ نبوی			سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
سنہ ۶ نبوی			صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف دوسری ہجرت
ا رمحرم سنہ ۷ نبوی	سنہ ۶۱۶م	بروز سہ شنبہ	صحیفۂ مقاطعہ اور بنو ہاشم سے بائیکاٹ
سنہ ۷ نبوی			بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا
سنہ ۸ نبوی	سنہ ۶۱۷م		شعب ابی طالب میں حصار جاری
سنہ ۹ نبوی	سنہ ۶۱۸م		اب تک بھی بنو ہاشم محصور ہیں
سنہ ۹ نبوی			صحیفۂ قریش کو دیمک نے کھالیا اور حصار کا خاتمہ
سنہ ۹ نبوی			معجزۂ شق القمر
سنہ ۱۰ نبوی عام الحزن			چچا ابو طالب کی وفات
رمضان سنہ ۱۰ نبوی			ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

رمضان سنہ ۱۰ نبوی			ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
سنہ ۱۰ نبوی	سنہ ۶۱۹م		قریش کی ایذاء رسانی میں اضافہ
۲۶/۲۷ شوال سنہ ۱۰ نبوی			سفر طائف
ذوالقعدہ سنہ ۱۰ نبوی			موسم حج میں قبائل کو دعوت اسلام
شوال سنہ ۱۱ نبوی			اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث
شوال سنہ ۱۱ نبوی			ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
سنہ ۱۱ نبوی	سنہ ۶۲۰م		منیٰ میں بنوخزرج کو اسلام کی دعوت
۲۷/رجب/رمضان سنہ ۱۲ نبوی		دوشنبہ	واقعۂ اسراء ومعراج
سنہ ۱۲ نبوی	سنہ ۶۲۱م	لیلۃ الاسراء	فرضیت صلوۃ
ذوالحجہ سنہ ۱۲ نبوی			بیعت عقبۂ اولیٰ
سنہ ۱۲ نبوی			سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت وتعلیم کے خاطر مدینہ منورہ بھیجا گیا
سنہ ۱۳ نبوی			سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
۱۲/ذوالحجہ سنہ ۱۳ نبوی			بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۳ نبوی			مدینہ منورہ کو ہجرت کی ابتداء
۱/محرم ۱ ہجری	۱۵، جولائی ۶۲۲ م		آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے قریش کا مشورہ
۲۷/صفر ۱ ہجری	اگست ۶۲۲ م		آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت
۸/ربیع الاول ۱ ہجری	ستمبر ۶۲۲ م		قبا میں ورود
۱۲/ربیع الاول ۱ ہجری	۲۳، ستمبر ۶۲۲ م	بروز دوشنبہ یا جمعہ بوقت ضحیٰ	مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے
ربیع الاول ۱ ہجری	ستمبر ۶۲۲ م		تعمیر مسجد قبا
ربیع الاول ۱ ہجری	ستمبر ۶۲۲ م		تعمیر مسجد نبوی
۱ ہجری	۶۲۲ م		سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت
ربیع الثانی ۱ ہجری	اکتوبر ۶۲۲ م		ظہر، عصر، عشاء کی چار چار رکعات کی فرضیت
جمادی الاخری ۱ ہجری	دسمبر ۶۲۲ م		مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات
۱ ہجری			یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ
۱ ہجری			موذیوں سے قتال کی اجازت
رمضان ۱ ہجری	مارچ ۶۲۳ م		سریہ حمزہ بن عبدالمطلب

شوال ۱؁ ہجری	اپریل ۶۲۳؁م		سریہ عبیدہ بن حارث
شوال ۱؁ ہجری	اپریل ۶۲۳؁م		ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی
ذوالقعدہ ۱؁ ہجری	مئی ۶۲۳؁م		سریہ سعد بن ابی وقاص
۱؁ ہجری	۶۲۳؁م		سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
۱؁ ہجری	۶۲۳؁م		اذان واقامت کی مشروعیت
۲؁ ہجری	۶۲۳؁م		جہاد کی فرضیت
۱۲ر صفر ۲؁ ہجری	۱۳، اگست ۶۲۳؁م		غزوۂ ابواء
ربیع الاول ۲؁ ہجری	ستمبر ۶۲۳؁م		غزوۂ بواط
جمادی الاولی یا جمادی الاخری ۲؁ ہجری	اکتوبر ر نومبر ۶۲۳؁م		غزوۂ بدر اولیٰ
جمادی الاولی یا جمادی الاخری ۲؁ ہجری	اکتوبر ر نومبر ۶۲۳؁م		غزوۂ عشیرہ
رجب ۲؁ ہجری	دسمبر ۶۲۳؁م		سریہ عبداللہ بن جحش

رجب/شعبان ۲ سنہ ہجری	دسمبر ۶۲۳ سنہ م جنوری ۶۲۴ سنہ م		تحویل قبلہ
شعبان ۲ سنہ ہجری	جنوری ۶۲۴ سنہ م		فرضیت زکوۃ اور صیام رمضان
۱۷/رمضان ۲ سنہ ہجری	۱۲/مارچ ۶۲۴ سنہ م	بروز جمعہ	غزوۂ بدر کبریٰ
رمضان ۲ سنہ ہجری	مارچ ۶۲۴ سنہ م		صدقۂ فطر کی مشروعیت
رمضان ۲ سنہ ہجری	مارچ ۶۲۴ سنہ م		سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات
شوال ۲ سنہ ہجری	مارچ ۶۲۴ سنہ م		غزوۂ بنوقینقاع
ذوالحجہ ۲ سنہ ہجری	مئی ۶۲۴ سنہ م		سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
ربیع الاول یا شعبان ۳ سنہ ہجری	اگست/ ۶۲۴ سنہ م جنوری ۶۲۵ سنہ م		سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
رمضان ۳ سنہ ہجری	فروری ۶۲۵ سنہ م		ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

۱۵ر شعبان یا رمضان ۳ ہجری	۲۹ر جنوری ۶۲۵م ۲۷ر فروری ۶۲۵م		سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت
۱۵ر شوال ۳ ہجری	۲۹ر مارچ ۶۲۵م	بروز سنیچر	غزوۂ احد
۳ ہجری	۶۲۵م		ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
محرم ۴ ہجری	جون ۶۲۵م		غزوۂ حمراء الاسد
صفر ۴ ہجری	جولائی ۶۲۵م		غزوۂ رجیع
ربیع الاول ۴ ہجری	اگست ۶۲۵م		غزوۂ بئر معونہ
ربیع الاول ۴ ہجری	اگست ۶۲۵م		غزوۂ بنو نضیر
شعبان ۴ ہجری	جنوری ۶۲۶م		تحریم خمر
۴ ہجری	۶۲۶م		ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات
شوال ۴ ہجری	مارچ ۶۲۶م		ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۴ ہجری	۶۲۶م		سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت

۳؍شعبان ۵ھ ہجری	۲۶؍دسمبر ۶۲۶ م		غزوۂ بنو مصطلق
شعبان ۵ھ ہجری	دسمبر ۶۲۶ م		مشروعیت تیمّم
شعبان ۵ھ ہجری	دسمبر ۶۲۶ م		واقعۂ افک
شعبان ۵ھ ہجری	دسمبر ۶۲۶ م		ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
شوال ۵ھ ہجری	فروری ۶۲۷ م		غزوۂ خندق
ذوالقعدہ ۵ھ ہجری	مارچ ۶۲۷ م		ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۵ھ ہجری	۶۲۷ م		مشروعیت حجاب
ذوالقعدہ ۵ھ ہجری	مارچ ۶۲۷ م		غزوۂ بنو قریظہ
۵ھ ہجری	۶۲۷ م		سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات
۶ھ ہجری			حج کی فرضیت
ذوالقعدہ ۶ھ ہجری	مارچ ۶۲۸ م		صلح حدیبیہ
۶ھ ہجری	۶۲۸ م		بیعت رضوان
۱؍محرم ۷ھ ہجری	۱۰؍مئی ۶۲۸ م		ملوک وسلاطین عالم کو دعوت اسلام کا آغاز

صفر ۷؁ ہجری	جون ۶۲۸؁م		غزوۂ ذی قرد
صفر ۷؁ ہجری	جون ۶۲۸؁م		غزوۂ خیبر
۷؁ ہجری	۶۲۸؁م		تحریم متعہ
۷؁ ہجری	۶۲۸؁م		تحریم حمر اہلیہ
۷؁ ہجری	۶۲۸؁م		خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش
۷؁ ہجری	۶۲۸؁م		سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
جمادی الاولی ۷؁ ہجری	ستمبر ۶۲۸؁م		ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۷؁ ہجری	۶۲۸؁م		ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
جمادی الاولی ۷؁ ہجری	ستمبر ۶۲۸؁م		غزوۂ ذات الرقاع
ذوالقعدہ ۷؁ ہجری	مارچ ۶۲۹؁م		عمرۃ القضاء
آخر ذوالقعدہ ۷؁ ہجری			ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
محرم ۸؁ ہجری	اپریل ۶۲۹؁م		سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
جمادی الاولی ۸؁ ہجری	اگست ۶۲۹؁م		غزوۂ موتہ

۱۹؍رمضان ۸؁ ہجری	۸؍جنوری ۶۳۰؁م		غزوۂ فتح مکہ
رمضان ۸؁ ہجری	جنوری ۶۳۰؁م		غزوۂ حنین
رمضان ۸؁ ہجری	جنوری ۶۳۰؁م		سریۂ اوطاس
شوال ۸؁ ہجری	جنوری ۶۳۰؁م		غزوۂ طائف
ذوالقعدہ ۸؁ ہجری	فروری ۶۳۰؁م		عمرۂ جعرانہ
ذوالحجہ ۸؁ ہجری	مارچ ۶۳۰؁م		سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
۹؁ ہجری	۶۳۰؁م		قبائل عرب کا جوق در جوق اسلام میں داخلہ
رجب ۹؁ ہجری	اکتوبر ۶۳۰؁م		غزوۂ تبوک
رجب ۹؁ ہجری	اکتوبر ۶۳۰؁م		شاہ حبشہ نجاشی کی وفات
شعبان ۹؁ ہجری	نومبر ۶۳۰؁م		سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
۹؁ ہجری	۶۳۰؁م		نزول سورۂ براءۃ
ذوالحجہ ۹؁ ہجری	مارچ ۶۳۱؁م		سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں حج
۱۰؁ ہجری	۶۳۱؁م		فتنۂ مسیلمۃ الکذاب

۱۰ سنہ ہجری	۶۳۱ سنہ م		فتنۂ اسود عنسی
۱۰ سنہ ہجری	۶۳۱ سنہ م		عبداللہ بن ابی ابن سلول کی موت
ربیع الاول ۱۰ سنہ ہجری	جون ۶۳۱ سنہ م		سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
رمضان ۱۰ سنہ ہجری	دسمبر ۶۳۱ سنہ م		سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری بیس دن کا اعتکاف
۲۶/ذوالقعدہ ۱۰ سنہ ہجری	۲۲/فروری ۶۳۲ سنہ م		حجۃ الوداع کے لئے روانگی
۱۱ سنہ ہجری	۶۳۲ سنہ ء		اسود عنسی کا قتل
اواخر صفر ۱۱ سنہ ہجری	مئی ۶۳۲ سنہ م		مرض وفات کا آغاز
ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری	مئی/جون ۶۳۲ سنہ م	بروز دوشنبہ بوقت چاشت	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری	مئی/جون ۶۳۲ سنہ م	شب چہار شنبہ	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین
ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری	مئی/جون ۶۳۲ سنہ م		سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر صحابہ کرام کی بیعت

مولانا ابو الوفاء عارفؔ شاہجہانپوری قصبہ لہرپور ضلع سیتاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تمام درسی کتب حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے پڑھیں اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ ساری زندگی تصنیف و تالیف اور تبلیغی و اصلاحی کاموں میں مصروف رہے۔ صدائے عارفؔ اور وظائف عارفؔ آپکے شعری مجموعے مطبوع ہیں۔ ۸۰ سال کی عمر میں فروری ۱۹۸۰ء کو رحلت فرمائی اور شاہ جہان پور میں آسودہ لحد ہوئے۔

شاہکارِ دستِ قدرت ہے جمالِ مصطفیٰ ﷺ
چشمِ گردوں نے نہیں دیکھی مثالِ مصطفیٰ ﷺ

اے تعال اللہ یہ جاہ و جلالِ مصطفیٰ ﷺ
عرشِ اعظم بھی ہے فرشِ پائمالِ مصطفیٰ ﷺ

مشعلِ راہِ ہدیٰ اصحاب و آلِ مصطفیٰ ﷺ
وہ ہیں بدرِ مصطفیٰ ﷺ یہ ہیں ہلالِ مصطفیٰ ﷺ

اے تعال اللہ شبِ اسریٰ کی وہ تابا نیاں
قلبِ شب میں جلوہ گر بدرِ کمالِ مصطفیٰ ﷺ

جس کے جود و لطف سے ہیں دونوں عالم فیضیاب
وہ سحابِ نور ہے ابرِ نوالِ مصطفیٰ ﷺ

مرضی پاک نبی ہے مرضیِ ربُ العلیٰ
مرضیٔ حق بالیقیں ہر قیل وقالِ مصطفیٰ ﷺ

دل کا گوشہ گوشہ عارفؔ بن گیا صدر شکِ طور
بجلیاں بھرتا گیا دل میں خیالِ مصطفیٰ ﷺ

(مولاناابوالوفاءعارفؔ شاہجہانپوری)

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری — رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری
چھین لیں تو نے مجلسِ شرک وخودی سے گرمیاں — ڈال دی تو نے پیکرِ لات وہبل میں تھرتھری
ترے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں — تیرے حضور سجدہ ریز چین وعرب کی خودسری
تیرے سخن سے دب گئے لاف وگزاف کفر کے — تیرے نفس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے — بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری
چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی — نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری
زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالؓ حسن نوا — صاعقہ ترے ابر کا لرزشِ روحِ بوذریؓ
شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا — شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدریؓ
تجھ پہ نثار جان ودل، مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے — دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری
تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں — چہروں پہ رنگِ خستگی، سینوں میں دردِ بے پری
آج ہوائے دہر سے ان کے سروں پہ خاک ہے — رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا — تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری
جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں — اب نہ وہ تیغِ غزنوی، اب نہ وہ تاجِ اکبری
اُٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا — دیر نہ کر کہ گر پڑی صحنِ حرم میں ابتری

جوش ملیح آبادی المتوفی ۱۹۸۲ء

نسب شریف

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

علامہ اسماعیل ابن عمر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر عدنان بن اُد کے بعد نسب بیان کرنا ناپسند فرماتے تھے۔اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس میں شدید اختلاف ہے اور اس اختلاف کو جاننے کے باوجود بیان کرنے کی جرأت سے کہیں جو نسب میں شامل نہ ہو ان کی طرف نسبت ہو جانا بہت بڑی غلطی ہو سکتی ہے۔

اسی لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی عدنان بن اُد کے بعد نسب بیان کرنے کو مکروہ بتایا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نسب شریف آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ۔تو یہ مرۃ بن کعب پر پہنچ کر والدہ ماجدہ والد ماجد کے نسب سے مل جاتی ہیں۔

ولادتِ مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف بارہ ربیع الاول پیر کی صبح کو ہوئی اگر چہ آٹھویں، دسویں، دوسری کے بھی اقوال ہیں۔

عام الفیل ہاتھی والے سال میں، جس سال ابرہہ نے بیت اللہ پر حملہ کیا، اس سال اس واقعہ کے پچاس دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریفہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بقید حیات تھے۔ دو ماہ کے بعد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا۔

اگر چہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محقق یہ ہے کہ ولادت سے پہلے ہی والد ماجد اس جہان فانی سے کوچ کر چکے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت بنوسعد میں ہوئی۔حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہیں اور تقریباً چار برس بنوسعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہے۔ وہیں پر آپ کے شق صدر کا واقعہ پیش آیا جس سے متأثر ہوکر ڈر کے مارے حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئیں۔

طفولیت

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس ہوئی والدہ ماجدہ آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیال میں مدینہ منورہ لے کر پہنچیں تو واپسی میں ابواء میں آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چھ برس تین مہینہ اور دس دن بیان کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ابواء کے اطراف سے گذرتے تو متعدد بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کی قبر شریف پر تشریف لے گئے ہیں۔

جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں بھی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال

جب مکہ تشریف لے جا رہے تھے تو حق تعالیٰ شانہ سے والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کا سارا مجمع بھی روتا رہا۔ اس موقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہزار مسلح صحابہ کرام تھے۔

والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرتی رہیں اور آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب آپ کی کفالت فرماتے۔

جب عمر شریف آٹھ برس ہوئی تو دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے اور اپنے بیٹے ابو طالب کو آپ کے متعلق پرورش کی وصیت فرما گئے اس لئے کہ ابو طالب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ ایک ماں سے تھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت فرمائی اور خوب اچھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نصرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اگر چہ وہ وفات تک اپنے مذہب کفر وشرک پر قائم رہے مگر اس نصرت کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف فرمائی۔

بچپن کا سفر شام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب جب شام کی طرف تجارت کیلئے گئے ہیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ سفر میں لے کر گئے۔ کیونکہ پیچھے مکہ میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنبھال سکے ائسا کوئی نہ تھا اس لئے تنہا چھوڑنا انہوں نے مناسب نہیں سمجھا۔

اس سفر میں چچا ابو طالب اور ان کے ساتھی برابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھتے رہے جیسا کہ بادل کا دھوپ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے رہنا، سائے کیلئے درخت کا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا۔ بحیرہ راہب نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت ابو طالب کو اور ان کے ساتھیوں کو سنائی اور ان سے بہ اصرار یہ کہا کہ آپ آگے شام کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لے جائیں کہ یہود آپ کو دیکھیں گے تو نبی آخر الزمان کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیں گے اور آپ کے ساتھ کہیں کوئی برا سلوک نہ کریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف نہ لے جائیں بلکہ واپس لے جائیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن میں شام کا سفر تھا۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کیلئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا سفر فرمایا ہے جب کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر تھے اور یہ سفر مضاربت کے طور پر ہوا ہے۔ اس سفر میں بھی حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھتے رہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تجارت کے منافع کو بھی دیکھا اور سفر کے حالات بھی میسرہ سے معلوم ہوئے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح میں رغبت ہوئی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف صرف پچیس برس تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو اپنے عقدِ نکاح میں قبول فرمایا۔

تعمیرِ کعبہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ برس ہوئی اس وقت قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے پھر ان کا اس پر اتفاق ہوا کہ جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ ہمارا حکم ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حرم میں تشریف لائے تو سارا مجمع کہہ اٹھا کہ جاء الامین، جاء الامین۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر سب راضی ہوگئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

چادر منگوائی، حجر اسود کو بیچ میں رکھا۔ ہر قبیلے میں سے ایک ایک فرد کو منتخب فرمایا کہ وہ چادر کے ایک کونے کو پکڑ لے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گتھی کو سلجھایا اور حجر اسود اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔

نبوت ورسالت

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ غار حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اقرأ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَسْتُ بِقَارِیٔ ۔ میں نہیں پڑھ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل امین نے معانقہ کی طرح بھینچا پھر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اقرأ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَسْتُ بِقَارِیٔ۔ تین مرتبہ جب ایسا ہوا تو اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر پڑھنے لگے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرا سے اتر کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ قصہ بتایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف وخشیت طاری تھی لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور عرض کیا 'أَبْشِرْ ، کَلَّا وَاللّٰہِ لَایُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا، اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الدَّھْرِ' ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اخلاق کریمہ آپ نے گنوائے۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو توفیق ہوئی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔

فترتِ وحی

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کے بعد کچھ عرصہ تک کچھ دیکھتے نہیں تھے اور وحی کچھ عرصہ کیلئے موقوف ہوگئی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مغموم ہوئے جو پہلی مرتبہ فرشتے کی زیارت اور وحی کی حلاوت ولذت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ اور تجربہ ہوا، اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مغموم ہونے لگے اور یہ غم اتنا بڑھا کہ کبھی کبھی تو غم کے مارے پہاڑوں کی چوٹی کے اوپر تشریف لے جاتے لکی یتردی من الجبل۔

پھر جب یہ فترت کا زمانہ تقریبا دو سال یا اس سے بھی زیادہ طویل ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی حد سے بڑھنے لگی تو وہاں پہاڑوں کی چوٹی پر وہ فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوا اس طرح کہ آسمان وزمین کے درمیان وہ ایک کرسی پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی 'اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ' کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرشتہ کو دیکھا اور واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ رضی اللہ عنہا سے فرمایا 'زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ' اور 'دَثِّرُوْنِیْ، دَثِّرُوْنِیْ'۔ اس پر یہ آیات شریفہ نازل ہوئیں:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرْ ، قُمْ فَاَنْذِرْ، وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ، وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ

دعوتِ اسلام

پہلی مرتبہ جو اِقْرَاْ بِاسْمِ کی آیات کا نزول ہوا تو وہ نبوت اور رسالت کی وحی تھی اور پھر ان آیات کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امرِ دعوت دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو ڈرائیں اور انہیں اللہ کی طرف بلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کو بلانا شروع کیا اور ہر چھوٹے بڑے، آزاد، غلام، مرد، عورت، کالے، گورے سب کو حق تعالی شانہ

کی طرف بلاتے رہے۔

ان میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے جن کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان التیمی ہے۔ آپ نے تصدیق فرمائی، ایمان لائے اور دینی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت کے نتیجے میں حضرت طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر اس وقت آٹھ برس تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اسلام قبول کیا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس وقت اسلام قبول کرنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسلام قبول کرنا دونوں یکساں نہیں۔ وہ فرماتے ہیں، **فاسلام علی لیس کاسلام صدیق. لانه کان فی کفالة رسول الله أخذه من عمه اعانة له** ۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اور چچا جان کی اعانت اور مدد کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی کفالت میں لے رکھا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ مکہ کے عابد ورقہ بن نوفل وہ بھی اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی اس کی انہوں نے تصدیق فرمائی اور تمنا ظاہر کی کہ کاش ان میں قوت ہوتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار بن سکتے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں **واسلم القس ورقه بن نوفل فصدق بما وجد من وحی الله**۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ ابن نوفل کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ **ورأیت القس علیه ثیاب بیض** ۔ ان بزرگ کو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید کپڑوں میں دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم **قم فأنذر** کے ارشاد کو بجالانے کیلئے آگے بڑھتے رہے اور رات، دن، پوشیدہ اور علانیہ ہر طرح سے قریش کو دعوت دیتے رہے۔اس کے جواب میں سفہائے مکہ کی طرف سے ایذا رسانی اور عداوت بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ان پر بھی مظالم ڈھاتے اور اسلام قبول کرنے والوں کو پکڑ کر کے کہا جاتا کہ یہ لات تمہارا معبود ہے، اللہ تمہارا معبود نہیں۔ **هذا الهكم من دون الله۔**

یہ ایذا رسانی یہاں تک بڑھی کہ اللہ کا دشمن ابوجہل عمرو بن ہشام حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو، حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے شوہر کو اور ان کے بیٹے کو تینوں کو برابر ایذا دیتا رہا یہاں تک کہ بالآخر اس نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بری طرح سے شہید کیا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا وابنہا وزوجہا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانی و مالی قربانی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان مظلوموں پر جب کبھی گذرتے تو جو ان میں غلام تھے ان کو خریدتے اور آزاد فرماتے تاکہ اپنے مالکوں کے مظالم سے وہ بچ سکیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ حمامہ کو آپ نے آزاد فرمایا۔، عامر بن فہیرہ، ام عبس، زِنیرہ، نھدیہ اور ان کی بیٹی اور بنوعدی کی باندی جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے زک پہنچاتے تھے۔ان سب کو آپ نے ان کے مالکوں سے خریدا اور آزاد کردیا۔

یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ابوقحافہ ان سے کہنے لگے کہ **یابنی اراک تعتق رقابا ضعافا فلو اعتقت قوما جلدا یمنعونک** بیٹے میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بہت ضعیف، نحیف اور کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو اس سے

تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ اگر طاقتور مضبوط غلاموں کوخرید کر آزاد کرتے تو تیرے مددگار بن سکتے تھے۔اس پر حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے انی ارید ما ارید۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے اسی نیک کام کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں وسیجنبها الأتقىٰ الذى يؤتى ماله يتزكى آخرسورت تک یہ آیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

حبشہ کی طرف ہجرت

پھر جب یہ مصائب حد سے بڑھ گئے تو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت ملی۔سب سے پہلے اللہ کے دین کی خاطر جنہوں نے وطن کوچھوڑ کر ہجرت کی ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اوران کی زوجہ محترمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔پھران کے پیچھے دوسرے ضعفائے مکہ اور مکہ کے مظلوم ہجرت کرتے رہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق سب سے پہلے جنہوں نے حبشہ کی ہجرت کی وہ حضرت حاطب بن عمرو بن عبدشمس رضی اللہ عنہ ہیں۔غرض ان حضرات کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور کئی ایک اور قافلے جن کے کل افراد تقریباً ۸۰ر کے قریب ہیں وہ سب حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ مہاجرین جب حبشہ میں اصحمہ شاہ حبش کے پاس پہنچے ہیں تو انہوں نے ان کی مدد ونصرت فرمائی اوران کوراحت وآرام سے رکھا۔

قریش کو جب اس کا پتہ چلا تو انہوں نے ابوربیعہ رضی اللہ عنہ اورعمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بہت سے ہدایا اورقیمتی چیزیں دے کر نجاشی کے پاس بھیجا کہ ان مہاجرین کواپنے یہاں

سے نکال کر مکہ واپس بھیج دیں۔

چونکہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے داھیۃ العرب مشہور ہیں، عقل مند ترین انسان عرب کے سمجھے جاتے ہیں انہوں نے شاہ حبش کے فوج کے سپہ سالاروں سے مل کر ان کو سفارشی بنایا۔ اور غلط تہمتیں بھی ان مہاجرین مسلمانوں کے بارے میں گھڑی گئیں اور کہا ان

ھٰولآء یقولون فی عیسیٰ قولا عظیما، یقولون انه عبد۔

چنانچہ مسلمانوں کو بادشاہ کی مجلس میں بلایا گیا اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مکہ والوں کا اشکال بتایا گیا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے **سورة کھیعص** کی تلاوت فرمائی۔

جب تلاوت سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو نجاشی نے زمین سے ایک تنکہ لے کر فرمایا کہ جو تورات میں ہے اس میں اور جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھا ہے اس میں اتنی بھی کمی بیشی نہیں ہے۔

اور مسلمانوں کے بارے میں حکم دیا کہ تم ہمارے مہمان ہو جو تمہیں تکلیف دے گا وہ نقصان اٹھائے گا۔ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عبداللہ بن ابوربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سونے کا پہاڑ میرے سامنے رکھ دو جب بھی میں ان مہمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ ان کے ہدایا بھی واپس کئے اور بری طرح ان کو وہاں سے نکالا۔

شعب ابی طالب میں

ادھر مکہ میں قریش کی ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی یہاں تک کہ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ مسلمان برابر بڑھ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جم غفیر ایمان لے آیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بنی ہاشم سے بائیکاٹ کا حلف نامہ تیار کیا۔ جس کی دفعات یہ تھیں کہ بنو ہاشم سے

خرید و فروخت اور مناکحت (شادی بیاہ) کا تعلق، حتی کہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بول چال تمام چیزوں پر پابندی قریش کی طرف سے رہے گی جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر کو، قریش کے حوالے نہ کردیں اور اس کو لکھ کر انہوں نے کعبہ کی چھت پر لٹکا دیا۔ جس کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ ابن ھاشم بن عبد مناف تھا۔ بعضوں نے کہا کہ نضر بن الحارث تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ پتہ چلا کہ اس نے یہ تحریر لکھی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اس بائیکاٹ سے متاثر ہو کر بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔ سارا خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مطلب کا سارا خاندان محصور تھا، ان میں جو ایمان لا چکے تھے وہ بھی تھے اور وہ بھی جو ایمان نہیں لائے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت میں پیش پیش تھے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔

سارے خاندان میں سے ابولہب تھا جو قریش کے ساتھ رہا اور تقریباً تین سال قریش کا یہ ظلم بائیکاٹ کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے تھے اگرچہ وہ اپنے مذہب پر تھے ان کے ساتھ جاری رہا۔ انہی حالات کو ابو طالب نے ایک قصیدے میں بیان کیا ہے کہ جزاہ اللہ عنا عبد شمس و نوفل تیم ومخزوم۔

قریش کے کچھ لوگوں کو ندامت ہوئی اور انہوں نے اس بائیکاٹ کے خلاف آواز اٹھانی شروع کی جن میں ہشام بن عمرو پیش پیش تھے۔ وہ مطعم بن عدی اور قریش کی جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے ان کی بات مان لی۔

اللہ نے دیمک سے کام لیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعب ابی طالب میں محصورین کو بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

نے صحیفہ پر دیمک کو مسلط کیا اس نے اللہ کے نام کے علاوہ ساری تحریر کو کھا کر صاف کر دیا ہے اور یہ قریش کو جب بتایا گیا اور صحیفہ کو دیکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب نے تصدیق کی۔

چنانچہ اس طرح حق تعالیٰ کی غیبی نصرت کے نتیجے میں بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب سے مکہ مکرمہ واپس پہنچ سکے اور ابوجہل کے علی الرغم بنو ہاشم اور بنو المطلب کی قریش کے ساتھ صلح ہو گئی۔

اس صلح کی جب حبشہ کے مہاجرین کو خبر ان الفاظ میں پہنچی کہ **ان قریشا اسلموا**۔ کہ قریش اسلام لا چکے ہیں۔ اس پر ان میں سے ایک جماعت واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئی ۔ جب یہاں پہنچے دیکھا کہ حال اسی طرح ہے، چنانچہ ان آنے والوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور ان کے ساتھ بھی مظالم بڑھتے رہے۔

شعب ابی طالب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اس کے کچھ ہی دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اس جہان سے رخصت ہو گئیں۔ ساتھ ہی تین دن بعد چچا ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان دونوں واقعات کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ غمزدہ رہے کہ ابو طالب کی وجہ سے قریش کے مظالم کیلئے جو روک تھی وہ اب نہیں رہی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید ستانے لگے۔

سفر طائف

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے تا کہ وہاں والے آپ کی مدد نصرت کریں اور آپ اللہ کی طرف لوگوں کو بلا سکیں۔ مگر ان کا رویہ بھی مکہ والوں سے مختلف نہیں تھا انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید ایذائیں دیں۔ اس لئے بالآخر طائف سے مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے اور مطعم بن عدی کی پناہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

پیشانی اور کوڑے میں نور

مگر دعوت کا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری رہا۔ اسی کے نتیجے میں طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے اللہ کے پیغمبر! میں اپنے قبیلے کی طرف واپس جارہا ہوں مجھے کوئی ایسی نشانی مرحمت فرمادیں۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے چہرے میں نور پیدا فرمادیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری قوم کہیں یہ نہ کہہ دے کہ یہ تو مثلہ ہوگیا کہ چہرہ بگڑ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں وہ نور ان کے چہرے سے منتقل ہوکر ان کے کوڑے میں آ گیا۔ اسی وقت سے حضرت طفیل کا لقب ان کے قبیلے میں ذو النور ہوگیا۔ حضرت طفیل ابن عمرو اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور وہ اپنے علاقے میں مقیم رہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح فرمایا اس وقت اسی کے قریب گھرانوں کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اسراء ومعراج

اسی عرصہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں جسد شریف کے ساتھ اسراء اور معراج کے سفر پر لے جایا گیا۔ جو واقعہ اسراء ہے **سبحن الذی اسریٰ بعبده ليلا من المسجد الحرام لی المسجد الاقصی۔**

مکہ مکرمہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک سفر براق پر ہوا۔ اور جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر تھے۔ اور بیت المقدس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی اور نماز پڑھائی۔ پھر بیت المقدس سے اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے جایا گیا۔ پہلے آسمان دنیا، پہلا آسمان، پھر دوسرا، تیسرا،

چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں۔ساتوں آسمانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کرائی گئی۔ پھر اس سے آگے سدرۃ المنتہیٰ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور وہاں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبریل امین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلی صورت میں دیکھا جیسا حق تعالیٰ شانہ نے جبریل امین کو پیدا فرمایا ہے۔

اس سے آگے عرش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا اور صلوات خمسہ پانچ نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض کی گئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں حق تعالیٰ شانہ کا دیدار ہوا۔وہ فرماتے ہیں کہ رأیٰ ربہ ۔جیسا کہ عبداللہ بن شقیق ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ھل رأیت ربک ۔قال نور انی اراہ۔اور ایک روایت میں ہے کہ رأیت نورا۔اگلی صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اسراء اور معراج کے واقعہ کی خبر دی اور جو حق تعالیٰ شانہ کی بڑی بڑی آیات آپ نے ملاحظہ فرمائیں ان کی خبر دی تو ان کی طرف سے ایذاء اور تکذیب اور مظالم میں اور اضافہ ہو گیا۔لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قم فأنذر پر عمل پیرا رہے۔

قصی بن کلاب کی اولاد میں عبد مناف ہیں،جن کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔اورعبدمناف کی اولاد میں ہاشم،عبدشمس، مُطَّلِبْ ہیں۔پھر ہاشم کی اولاد میں چار نرینہ اولاد اور پانچ بیٹیاں تھیں،جن میں بیٹوں میں عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔اورعبدالمطلب کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ ان کے اسماء عباس ، حمزہ ،عبداللہ، ابو طالب، زبیر ،حارث،حَجل ،مُقَوِّم،ضرار اور ابولہب ہیں اور بیٹیوں میں صفیہ،ام حکیم،عاتکہ،اُمیمہ،عروہ اور بَرَّہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین

حضرت عبداللہ، سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب سے اشرف اور سب سے افضل والدین ماجدین کی طرف سے ہے۔

ریگستان میں بئر زمزم کیسے ملا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب بن ہاشم حطیم میں آرام فرمارہے

تھے۔اس وقت بئر زمزم کی جگہ مفقود ہو چکی تھی۔اس لئے کہ قبیلہ جرہم کو جب مکہ مکرمہ سے سفر کرنا پڑا تو یہاں سے جاتے وقت انہوں نے بئر زمزم کو پاٹ دیا تھا اور اس طرح ریگستان میں زمزم کے کنویں کا کوئی پتہ نہیں چلتا تھا۔صرف تاریخ معلوم تھی کہ اس جگہ پر کہیں کنواں ہے۔ بہت کوششیں اس کنویں کی تلاش کے لئے کی گئیں مگر ناکام رہے۔ اسی سلسلے میں حضرت عبدالمطلب حطیم میں آکر لیٹے تو انہیں زمزم کے کنویں کے کھودنے کی بشارت دی گئی اور بتایا گیا کہ قریش کے جہاں بت کساف اور نائلہ رکھے ہوئے ہیں،جس جگہ قریش اپنی قربانیوں کو نحر کرتے ہیں تو اس جگہ پر جرہم نے مکہ مکرمہ سے جاتے وقت بئر اسماعیل کو پاٹ دیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب حطیم میں آرام فرمارہے تھے کہ اچانک کسی آنے والے نے آکر کہا کہ **احفر طِیبہ**۔میں نے پوچھا **ماطِیبہ**؟ تو جواب دینے سے پہلے وہ چلا گیا۔اگلے دن پھر اسی جگہ آکر لیٹے تو پھر اس نے آکر کہا کہ **احفر برہ**۔عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ **وما برہ**؟ تو جواب سے پہلے وہ پھر چلا گیا۔تیسرے دن پھر وہاں آکر لیٹا تو مجھ سے اس نے آکر کہا کہ **احفر المضنونة**۔میں نے پوچھا **ماالمضنونه**؟ (مضنونہ کیا ہے؟) جواب سے پہلے وہ چلا گیا۔

چوتھے دن جب میں وہاں لیٹا اور سو گیا تو پھر وہ آکر کہتا ہے کہ **احفر زمزم**۔میں نے پوچھا **مازمزم**؟ اس نے کہا کہ جو کبھی سوکھے گا نہیں کبھی اس کے پانی میں کمی نہیں آئے گی۔ حجاج کے بڑے سے بڑے مجمع کو وہ سیراب کرسکے گا۔اور اس کی جگہ وہاں پر ہے جہاں بیٹھ کر تم کوے کو دیکھو گے کہ وہ خون اور گوبر والی جگہ چونچ مار رہا ہے اور اس جگہ پر چیونٹیوں کا بِل بھی ہے۔

اتنی وضاحت سے اس نے اس جگہ کی نشاندہی جب کردی تب عبدالمطلب کو یقین ہوگیا ہے کہ یہ سچا خواب ہے۔چنانچہ انہوں نے پھاوڑا لیا اور اپنے ساتھ اپنے بیٹے حارث بن عبد

المطلب کولیا۔ کہ اکلوتے بیٹے اس وقت حارث بن عبدالمطلب ہی تھے۔

چنانچہ کھودتے رہے کھودتے رہے۔ پھر جب عبدالمطلب کے سامنے کھودتے ہوئے کنویں کی مینڈ اس کی گول دیوار ظاہر ہونے لگی تو انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اللہ اکبر تب قریش کو یقین ہوگیا کہ انہوں نے اپنا مطلب پالیا۔

دوڑ کر قریش آپ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے **یا عبد المطلب! انھا بئر ابینا اسماعیل** ۔ چونکہ یہ ہمارے ابا اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے۔ **وان لنا فیھا حقا فأشر کنا معھا فیھا**۔ اس پر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا **ما أنا بفاعل**۔

جب یہ جھگڑا اور بڑھنے لگا تو انہوں نے محاکمہ کیلئے بنوسعد کی ایک کاہنہ کو حکم ٹھہرایا اور شام کی طرف اس بنوسعد کی کاہنہ کی رہائش تھی۔ وہاں سب اکٹھے روانہ ہوئے۔ اور ریگستان کا سفر تھا چلتے رہے۔

جدِ امجد عبدالمطلب کا امتحان

جب حجاز و شام کے درمیان پہنچے تو طویل سفر کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب اور آپ کے رفقاء کے پاس پانی ختم ہوگیا یہاں تک کہ پیاس کی وجہ سے ہلاکت کا انہیں یقین ہونے لگا۔ قریش کے دیگر قبائل سے انہوں نے پانی مانگا تو انہوں نے دینے سے انکار کیا کہ اگر ہم تمہیں دے دیں تو جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے ہمیں بھی پہنچ سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے جب قوم کا یہ برتاؤ اپنے ساتھ دیکھا اور اپنے آپ اور ساتھیوں کی ہلاکت کا خطرہ منڈلاتا ہوا نظر آیا تو مشورہ کیا ساتھیوں نے کہا کہ جو آپ کا حکم ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم میں ہر شخص اپنی قبر کیلئے گڑھا کھود لے اس لئے کہ اس وقت ہمارے پاس گڑھا کھودنے کی قوت و طاقت ہے۔

چنانچہ جب ان میں سے کوئی ایک وفات پا جائے تو باقی ساتھی اس کو اسی گڑھے میں جو

اس نے کھودا ہے اس میں دفن کر دیں۔ اس طرح کسی کی احتیاج کے بغیر اپنی ساری جماعت کی تدفین کر سکیں گے سوائے آخری شخص کے جو باقی رہ جائے گا تو اس ایک کی ہلاکت کو برداشت کرنا آسان ہے سب کی ہلاکت کی بہ نسبت۔ چنانچہ ہر ایک اپنا اپنا گڑھا کھودنے لگا اور پیاس کی وجہ سے موت کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

اس کے بعد حضرت عبد المطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس طرح موت کے ہاتھوں میں اپنے آپ کو دے دینا اور اطراف میں پانی کی تلاش نہ کرنا یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اخیر سانس تک کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی جگہ ہمارے لئے پانی کا انتظام فرمادے۔ اس لئے فرمایا کہ اب یہاں سے چلے چلو۔

سواری کے سم سے چشمہ جاری

قریش کے دیگر قبائل حضرت عبد المطلب اور آپ کے رفقاء کا یہ سب حال دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب سفر کیلئے اپنی سواری کی طرف بڑھے اور اس پر سوار ہو گئے تو جیسے ہی آپ کی سواری آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ کی جگہ سے زمزم کا چشمہ ابلا تھا، حضرت عبد المطلب کی صلب میں باعث کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کی خاطر آسمان اور زمین یعنی ساری مخلوق کا جلوہ سجایا گیا تو اس نور نبوت کی برکت کہ جس اونٹنی نے اس نور نبوت کے حامل عبد المطلب کے جثّے اور جسم کو اٹھایا ہوا تھا، اسی اونٹنی کی سم اور پیر کی رگڑ سے وہاں سے چشمہ جاری ہوا اور پانی کو نکلتا دیکھتے ہی فکبر عبد المطلب و کبر اصحابہ کہ جیسے ہی چشمہ پھوٹا کہ حضرت عبد المطلب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ کے ساتھی بھی اللہ کے ذکر اور بڑائی میں مشغول ہو گئے اور اتر کر پانی کو چکھا تو نہایت شیریں میٹھا پانی۔ چنانچہ آپ کے ساتھیوں نے سب نے پانی پیا، سواریوں کو پلایا، اپنے مشکیزے بھر لئے اور قریش کے دیگر قبائل کو بلا کر لائے کہ ھلم

الی الماء وقد سقانا الله کہ اللہ نے ہمیں پانی پینے کو دیا۔ تم بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ۔

اب جاتو رہے تھے سفر کر رہے تھے کاہنہ کے پاس کہ یہ جو بئر اسماعیل اور زمزم کا کنواں حضرت عبدالمطلب کو خواب میں بتایا گیا، آپ نے کھودا اور کنویں کی منڈیر اور مینڈ کے معلوم ہونے کے ساتھ ہی اختلاف اور جھگڑا شروع ہوگیا اس جھگڑے کیلئے حکم بنوسعد کی کاہنہ کو بنا کر اس کیلئے سفر کر رہے تھے۔

مگر جب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کا یہ معاملہ سفر میں دیکھا تو قبائل قریش نے معافی مانگی اور سب نے بیک آواز کہہ دیا **قضاء لک علینا یا عبد المطلب قضی علیناو الله لانخاصمک فی زمزم ابدا** ۔یعنی اب ہماری آپ کے ساتھ کسی قسم کی کوئی مخاصمت یا جھگڑا نہیں رہے گا۔ یہ زمزم کے کنویں کے آپ مالک ہیں۔

کیونکہ **ان الذی سقاک هذا الماء بهذه الفلاة لهو الذی سقاک زمزم**۔یعنی جس مالک نے اس ریگستان جنگل میں یہاں چشمہ آپ کیلئے جاری فرمایا تو یقیناً وہاں مکہ میں بئر اسماعیل بھی حق تعالیٰ شانہ نے آپ ہی کو عطا کیا ہے۔ چنانچہ **فارجع الی سقایتک راشـــدا** ۔آپ مکہ مکرمہ واپس چلے چلئے۔ چنانچہ قریش کے دیگر قبائل کو لے کر حضرت عبد المطلب مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔

چنانچہ زمزم کے کنویں کو صاف کیا جانے لگا۔ صاف کرتے ہوئے اس میں سے سونے کی دو مورتیاں ہرن کی نکلیں، اس خزانے سمیت جرہم نے مکہ سے جاتے ہوئے زمزم کے کنویں کو پاٹ دیا تھا۔ اسی طرح اس میں قلعی کی تلواریں اور زرہیں بھی نکلیں۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب نے وہ تلواریں کعبہ کے دروازے پر لگادیں اور دروازے میں سونے کی، ہرن کی دونوں مورتیاں لگادی گئیں۔ سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر جو سونا چڑھایا گیا وہ یہ خزانہ تھا جو بئر زمزم میں سے نکلا تھا۔

بئر زمزم سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہر قبیلے کا اپنا مستقل کنواں ہوا کرتا تھا۔ بئر بنی اسد، بئر خلف بن وہب اور بئر بنی سہم کنویں مشہور تھے اور خاص طور پر حفائر مکہ کے کنویں بہت مشہور تھے۔ ان کے یہاں ان کنوؤں پر مستقل اشعار بھی کہے گئے، قصیدے بھی کہے گئے۔ لیکن بئر اسماعیل یعنی بئر زمزم کے ظہور کے بعد سارے کنویں معطل ہو گئے۔ زمزم کی حلاوت، برکت اور لذت اور جد امجد حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی طرف نسبت کی بنا کر سب لوگ اپنے کنویں چھوڑ کر اسی زمزم سے مستفید ہونے لگے۔

زمزم کے کنویں کی بشارت اور اس کے مقام کے معلوم ہونے کے بعد دیگر قبائل سے جو اختلاف ہوا اس وقت عبدالمطلب کے اکلوتے بیٹے حضرت حارث بن عبدالمطلب تھے اس لئے آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ اے اللہ مجھے دس بیٹے دے جن سے مجھے قوت حاصل ہو، ان میں سے ایک کو میں حق تعالیٰ شانہ کیلئے قربان کرونگا۔ اور دس بیٹوں میں سب سے زیادہ حضرت عبدالمطلب کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ پیارے تھے اور وہاں کی رسم کے مطابق قرعہ ڈالتے رہے۔ نو دفعہ قرعہ میں حضرت عبداللہ ہی کا نام دس بیٹوں میں سے نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں بجائے حضرت عبد اللہ کے اونٹوں کے نام کا قرعہ نکلا اور سو اونٹ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے فدیے کے طور پر ذبح کئے۔ اسی لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انا ابن الذبیحین ۔ یعنی میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کیلئے بھی فدیہ آسمان سے مینڈھا آیا اور دوسرے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد جن کے فدیے میں سو اونٹ قربان کئے گئے۔

جس طرح یہ بئر زمزم کے بارے میں دیگر قبائل سے اختلاف ہوا اسی طرح کا ایک اختلاف بنی عبدمناف کے ساتھ بھی ہوا اور قصی بن کلاب کی وفات کے بعد جو اختلاف ہوا اس کے نتیجے میں حلف المطیبین کا واقعہ پیش آیا کہ بنوعبدمناف کی بعض سمجھ دار خواتین نے

آپس کے اختلاف اور خون ریزی سے بچانے کیلئے ایک تھال خوشبو سے بھرا ہوا کعبہ کے صحن میں رکھا اور ان کو خدا اور خدا کے گھر کا واسطہ دے کر یہ کہا کہ اس خوشبو میں سب ہاتھ ڈالیں اور آپس میں نہ لڑنے بھڑنے کا معاہدہ کریں۔

چنانچہ ان کی دہائی اللہ نے سن لی اور جو قبائل لڑنے مرنے کیلئے تیار تھے انہوں نے اپنے ہاتھ اس خوشبو میں ڈبوئے اور نہ لڑنے کی مخالفت اور معاہدے پر وہ تیار ہوگئے۔ اسی لئے جتنے اس حلف میں حصہ لینے والے تھے انہیں مطیبین کہا گیا۔

اس حلف المطیبین کی طرح سے ایک اور مخالفت اور معاہدہ حلف الفضول کا بھی پیش آیا ہے جس کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جو حلف لیا جارہا تھا میں اس میں موجود تھا۔ اور اس حلف الفضول پر مجھے اس قدر خوشی ہے کہ مجھے سرخ اونٹوں جیسی دولت ملتی اور میری اس میں شرکت نہ ہوتی تو یہ مجھے گوارا نہیں۔ اور اتنی مجھے اس پر خوشی ہے کہ اگر اسی طرح کے حلف کیلئے مجھے آج بھی اسلام میں بھی بلایا جائے تو میں خوشی سے اس پر تیار ہوں۔

یہ حلف فضل نامی متعدد افراد کی کوششوں سے پیش آیا اس لئے اس کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ اور بعد میں بھی جب بھی کسی جھگڑے پر آپس میں صلح ہوتی تھی تو اس حلف الفضول کو یاد کیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر ولید سے کہا تھا کہ **احلف باللہ لتنسخن من حقی او لآخذن سیفی ثم لاقومن فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لادعون بحلف الفضول۔**

اسی لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تو انہوں نے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں **لآخذن سیفی ثم لأقومن معه حتی ینسخ من حقه او نموت**

جمیعا۔ جیسے جیسے یہ قصہ مدینہ میں پھیلتا رہا تو سب نے یہی کلمات دہرائے چنانچہ ولید بن عتبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مصالحت پر مجبور ہوا۔

حجابۃ، رفادۃ، سقایۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہاشم کا اسم گرامی عمرو ہے۔ جنہوں نے رفادہ اور سقایہ کی خدمت کی ذمہ لے رکھی تھی حضرت ہاشم قریش میں کھڑے ہوکر اعلان فرماتے 'یا معشر قریش! تم خدا کے پڑوسی اور اس کے گھر کے متولی ہو اور زوار اور حجاج اس موسم میں تمہارے پاس آتے ہیں جو اللہ کے مہمان ہیں اور اپنے ذاتی مہمانوں کی نسبت اللہ کے مہمانوں کا اکرام تم پر زیادہ فرض ہے۔ چنانچہ جتنے دن یہ یہاں قیام کریں گے تو اتنے دن ان کی میزبانی تمہارے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ آپ کے اعلان پر سب لوگ اس کی تیاری کرتے۔

اور اسی لئے حضرت ہاشم نے تجارتی اسفار شروع فرمائے تھے، ایک گرمی کے موسم میں اور ایک سردی کے موسم میں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں **اول من سن الرحلتین لقریش، رحلتی الشتاء والصیف فھو ھاشم۔ واول من اطعم الثرید بمکۃ وھو ھاشم۔ وانما کان اسمہ عمرو** ۔ نام تو ان کا عمرو تھا مگر ان کو ہاشم اس لئے کہا گیا کہ وہ روٹیاں توڑ کر اپنے مہمانوں کیلئے ثرید تیار کرتے تھے۔ **عمرو الذی ھشم الثرید لقومہ** ۔ کہ وہ عمرو کہ جنہوں نے اپنی قوم کیلئے اور خدا کے مہمانوں کیلئے ثرید چور کر تیار کیا۔

حضرت ہاشم بن عبد مناف کا نکاح ،بنی عدی ابن النجار میں سلمٰی نامی خاتون سے مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔اور انہی سے اللہ تعالیٰ نے ہاشم کو عبد المطلب عطا فرمایا۔ ماں نے تو نام رکھا تھا شیبہ مگر جب ان کے چچا مطلب آپ کو مکہ مکرمہ لے کر آئے تب شیبہ سے عبد المطلب بنے اس طرح کہ مطلب نے بھتیجہ کو سواری پر پیچھے بٹھایا تھا۔مکہ میں داخل ہوئے تو لوگ سمجھے کہ غلام کو لیکر آئے۔اس وقت سے شیبہ کے بجائے عبد المطلب سے مشہور ہو گئے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف معد بن عدنان تک آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا و اجداد میں کہیں قریش نام نہیں ملتا اسی لئے ابن ہشام فرماتے ہیں کہ قریش کی طرف نسبت جو شروع ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد نضر بن کنانۃ سے شروع ہوئی۔**فمن كان من ولده وهو قريشي. ومن لم يكن من ولده فليس بقرشي** ۔کہ ان کی نسل کو قریش کہا جانے لگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ فہر بن مالک کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔

اور قریش کیوں کہا گیا اس کی وجہ بیان کی گئی کہ قریش تقرش سے مشتق ہے اور تقرش تجارت اور کمانے کو کہا جاتا ہے۔

لیکن ابن اسحٰق کی رائے یہ ہے کہ قریش کو قریش جو کہا گیا وہ تجمع کے معنی کی وجہ سے۔یعنی **تقرش ای تجمع** ۔کہ متفرق اور منتشر افراد کو جمع کرنے کی خدمت انہوں نے انجام دی۔ اس بنا پر ان کی اولاد کو قریش کہا گیا۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں قصی ابن کلاب کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے خاندان اور کنانہ کو عقبہ کے پاس اکٹھا کیا اور اپنے مخالفین صوفہ پر قصی

غالب آئے اس تجمع کے نتیجے میں جوانہیں غلبہ ہوا اسی لئے قصی کی اولاد کو قریش کہا گیا کہ اسی غلبہ کے نتیجے میں قصی بن کلاب کی اولاد کا بیت اللہ کی تولیت پر غلبہ رہا اور مکہ مکرمہ میں ان کا حکم چلنے لگا۔

اسی لئے ابن ہشام فرماتے ہیں کہ **وکان قصی اول بنی کعب اصاب ملکا اطاع له به قومه** ۔

اوراسی غلبے کے نتیجے میں **فکانت الیه الحجابة والسقایة والرفادة والندوة واللواء فحاز شرف مکة کله** کہ بیت اللہ کی دربانی، حجابت اور زمزم اور حجاج کو پانی پلانے کی خدمت تو یہ تمام خدمتیں قصی بن کلاب کے خاندان میں آ گئیں۔

ربیعہ بن نصر اللخمی

ربیعہ بن نصر اللخمی نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ گھبرا گیا اور اس نے اپنے درباریوں کو اکٹھا کیا اور کاہن، ساحر، عراف، منجم سب کو اکٹھا کر کے اس نے بتایا کہ میں نے ایک بہت خوفناک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر مجھے بتلاؤ۔ سب نے کہا کہ ہمارے سامنے اپنا خواب بیان کیجئے۔ ربیعہ بن نصر نے کہا کہ کوئی اتنا صاحب کشف آدمی ہو کہ جو میرے بتلائے بغیر میرا خواب معلوم کر سکے وہی اس کی تعبیر بھی دے سکے گا۔ چنانچہ اس نے اپنا خواب نہیں بتایا۔

اس پر سب لوگ کہنے لگے کہ اس طرح تو ایک سطیح کاہن جو جابیہ شام میں ہے اور دوسرا شق بن سعد انماری الازدی جو دونوں بہت معمر ہیں یہ آپ کا خواب سنے بغیر خواب بھی بتا سکتے ہیں اور اس کی تعبیر بھی بتا سکتے ہیں۔

ربیعہ نے انہیں بلانے کیلئے آدمی بھیجا تو پہلے سطیح کاہن پہنچا۔ تو اس سے بھی وہی بات کہی کہ میں نے خواب دیکھا ہے بڑا ہولناک۔ تو وہ خواب مجھے بتایئے اگر خواب آپ نے مجھے سچا بتایا تو اس کی تعبیر بھی سچی بتا سکیں گے۔

چنانچہ سطیح نے کہا کہ رأیت حممة خرجت من ظلمة ۔ کہ تم نے دیکھا کہ تاریکی میں

سے ایک جانور نکلا ہے اور وہ زمین میں پھیل گیا اور اس نے زمین پر سے تمام کھوپڑی والوں کو کھالیا۔ ربیعہ نے کہا کہ تم نے بالکل صحیح خواب بتلایا۔ اب اس کی تعبیر بتلاؤ۔

اس نے کہا کہ **احلف مابين الحرتين من حنشيه** دونوں حرہ کے درمیان جتنے جانور ہیں میں ان تمام جانوروں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری اس حبشہ کی زمین میں کوئی اور لوگ پہنچ جائیں گے جو ابیق سے لے کر جرش تک کے مالک ہو جائیں گے۔

ربیعہ نے کہا کہ اے سطیح یہ تو بڑا تکلیف دہ واقعہ ہوگا۔ تو یہ میرے زمانے میں ہوگا؟ تو سطیح نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کے کچھ عرصہ بعد ساٹھ ستر برس بعد ہوگا۔

پھر ربیعہ نے پوچھا کہ کیا اس کے بعد ہمیشہ ایسا ہی رہے گا یا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا؟ تو سطیح نے کہا پانچ سال میں یہ ختم ہو جائے گا۔ یہ تمام قتل کر دیئے جائیں گے یا پھر یہاں سے بھاگ کر نکل جائیں گے۔ پھر پوچھا کہ آگے کیا ہوگا؟ تو سطیح نے کہا کہ **ارم ذی یزن** وہ عدن سے نکلے گا اور یمن میں کسی ایک کو بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو ربیعہ نے پوچھا کہ یہ ہمیشہ کیلئے ہے یا یہ سلسلہ بھی ختم ہوگا؟ تو سطیح نے کہا کہ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔

ربیعہ نے اس پر پوچھا کہ کون اس کو ختم کرے گا؟ تو سطیح نے کہا کہ **نبي ذكي ياتيه الوحي من قبل العلي** ۔حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے نبی مذکی پر وحی آتی ہوگی وہ نبی ذکی یہ کارنامہ انجام دیں گے۔

ربیعہ نے پوچھا کہ 'ممن هذا النبی؟ کہ کس خاندان میں سے یہ نبی ہوں گے؟ تو سطیح نے کہا کہ 'وہب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوں گے'۔ اور ان کا غلبہ آخر زمانے تک اسی طرح رہے گا۔ تو ربیعہ نے پوچھا کہ کیا زمانے کا کوئی آخر بھی آنے والا ہے؟ تو سطیح نے کہا 'جی ہاں **و الشفق و الغسق و الفلق و القمر اذا اتسق انما انبأتک به الحق** کہ شفق اور غسق اور فجر اور قمر کی قسم کہ یقیناً جو کچھ میں نے تم سے کہا یہ ہو کر رہے گا'۔

اس کے بعد جب وہ شق انماری پہنچا تو سطیح کی طرح سے اس کو بھی اس نے اپنا خواب

نہیں بتایا اور اسی طرح سوال کیا تا کہ دیکھے کہ دونوں متفق ہیں یا دونوں الگ الگ جواب دیتے ہیں۔ جب اس سے ربیعہ نے کہا کہ میرا خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر بھی بتاؤ تو شق کہنے لگا رأیت حمة خرجت من ظلمة فوقع فی أرض بهمة فأكلت منها كل ذات نسمه سطیح اور شق نے بالکل ہو بہو وہی خواب جو اس نے دیکھا تھا بیان کیا صرف فرق یہ تھا کہ جو سطیح نے کہا تھا اس میں تھا کہ تمام کھوپڑیوں کو وہ کھا جائے گی اور اس نے کہا کہ تمام زندوں کو کھا جائے گی۔

پوچھا کہ شق! خواب تو تم نے بالکل صحیح بتلایا اب تعبیر بتلایئے انہوں نے کہا کہ ان دونوں حروں کی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے ملک میں سوڈانی اور حبشی آ جائیں گے اور ایفق سے لے کر نجران تک وہ مالک بن جائیں گے۔

ربیعہ نے کہا کہ یہ تو بڑا تکلیف دہ واقعہ ہے۔ سطیح کی طرح سے پھر آگے سوال کر رہا ہے اور جواب بھی جس طرح سطیح نے دیا اسی طرح شق نے بھی دیا۔

جب اس سے بھی پوچھا کہ یہ سلسلہ ہمیشہ رہے گا کہ ختم ہو جائے گا؟ کہا کہ ختم ہو جائے گا۔

پوچھا کہ کس طرح ختم ہوگا؟ کن کے ذریعے ختم ہوگا؟ تو شق انماری کہتا ہے کہ نبی مرسل یاتی بالحق والعدل بین اهل الدین والفضل یكون الملك فی قومه الی یوم الفصل ۔کہ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر آئیں گے ان کے ذریعے یہ سوڈانیوں کا سلسلہ یہاں ختم ہوگا جو حق اور عدل اور انصاف لے کر آئیں گے اور وہ دیندار اور اصحاب علم ہوں گے اور قیامت تک ان کا مذہب، ان کی شریعت ان کا ملک چلتا رہے گا۔

شق سے ربیعہ نے پوچھا کہ مایوم الفصل؟ کہ یوم الفصل کیا ہے؟ تو شق نے کہا کہ یوم یجزی فیه الولاة ، یدعیٰ فیه من فی السمٰوات دعوات ۔کہ جس میں تمام حکام کا بدلہ لیا جائے گا اور آسمان سے پکار ہوگی جو زندوں اور مردوں سب کو سنائی دے گی۔ تمام

انسان وقت مقررہ پر جمع کئے جائیں گے اور جمع ہونے کے بعد جو متقی ہوں گے نیک اعمال کی وجہ سے انہیں کامیابی ہوگی۔

ربیعہ نے پوچھا کہ یہ تم سچ بتا رہے ہو؟ تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ آسمان و زمین کے رب کی قسم جو اونچ نیچ اور طول عرض کا مالک ہے کہ **ان ماأنباتک به لحق قائم**۔ کہ میں نے جو تمہیں خبر دی ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا یہ کوئی مذاق اور شک والی بات نہیں ہے۔

زید بن عمرو بن نفیل

زید بن عمرو بن نفیل اہل مکہ کے شرک اور کفر سے بیزار تھے اور علانیہ ان کے کفر و شرک پر نکیر فرماتے تھے۔ دین حق کی تلاش میں مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچے جسے یثرب کہا جاتا تھا تو وہاں کے احبار اور اہل علم کو بھی دیکھا کہ وہ بھی شرک کی گندگی میں ملوث ہیں تو اپنے دل میں کہا کہ **ماھذا بالذی ابتغی** کہ جس کی مجھے تلاش ہے وہ یہ دین نہیں ہوسکتا۔

پھر وہ شام پہنچے تو وہاں کسی عالم نے ان سے کہا کہ جس دین کے متعلق تم آج سوال کر رہے ہو اسے بطور مذہب کے اپنایا نہیں جا رہا ہے۔ ہمیں کوئی شخص معلوم نہیں سوائے جزیرہ کے ایک بوڑھے آدمی کے کہ صرف وہ تنہا اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ الجزیرہ پہنچے اور اپنا مقصد بتایا تو وہ کہنے لگے کہ تم ان سب کو گمراہی میں دیکھ رہے ہو تو بالآخر تم کون ہو؟ زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ میں بیت اللہ کعبہ کے شریف کے اردگرد رہنے والوں میں سے ہوں۔

شیخ الجزیرہ نے کہا کہ **انہ قد خرج فی بلدک او یخرج نبی کریم**۔ یا تو آپ کے شہر ہی میں نبی کریم یا تو نکل چکے ہیں یا عنقریب نکلنے والے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے ستارے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ طلوع ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ اپنے وطن تشریف لے جایئے ان کی تصدیق کیجئے ان کا اتباع کیجئے ان پر ایمان لے آیئے۔ اس لئے زید بن عمرو بن نفیل

مکہ واپس آ گئے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ وہ کعبہ کی دیوار سے اپنی پیٹھ سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ **یا معشر قریش!اما منکم احدالیوم علی دین ابراھیم** ۔تم میں سے کوئی ایک بھی دین ابراہیمی پر نہیں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ جن بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا تو اس آدمی کو نصیحت فرماتے۔ جب وہ نہ مانتا تو فرماتے **لاتقتلھا** کہ تم اسے قتل نہ کرو، مجھے دے دو۔ میں ان کی کفالت کروں گا اور اس کے سارے اخراجات میرے ذمے ہوں گے۔اس طرح بے شمار بچیوں کوانہوں نے بچایا۔ پھر ان کی تربیت فرماتے اور پھر جب وہ جوان ہو جاتیں تو اس آدمی کو فرماتے اچھا اب تم لے لو یا چاہو تو ان کو چھوڑ دو۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **یبعث یوم القیامة امة وحدة**۔

اسی طرح عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں گے۔ مجھے یہ خیال نہیں کہ میں انہیں پا سکتا ہوں۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی شہادت دیتا ہوں کہ **انه نبی**۔

عامر! اگر تمہاری عمر لمبی ہو اور اللہ کے اس نبی سے تم ملو اور دیکھو تو میرا انہیں سلام کہنا۔اور میں آپ کو ان کے اوصاف بتاتا ہوں تا کہ آپ پر کوئی چیز مخفی نہ رہے۔کہ وہ **لیس بالقصیر ولا بالطویل ولا بکثیر الشعر ولا بقلیله** کہ وہ نہ بہت طویل القامت ہوں گے نہ بالکل قصیر القامت ہوں گے۔ نہ ان کے جسم پر بہت زیادہ بال نہ بہت ہی کم۔ اور ان کی دونوں آنکھوں سے ہلکی سرخی کبھی جدا نہیں ہوگی۔ اور ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان

نبوت کی مہر ہوگی اور ان کا نام احمد ہوگا اور یہ شہر مکہ ان کی ولادت جگہ اور ان کے نبی بنا کر مبعوث کئے جانے کی جگہ ہے۔

لیکن پھر آپ کی قوم ہی آپ کو یہاں سے نکالے گی اور جو دین لے کر وہ آئے ہوں گے اسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے یہاں تک کہ وہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں گے اور وہاں سے ان کا غلبہ شروع ہوگا۔

اور میں تمہیں خاص طور پر ان کے بارے میں تاکید کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ تم مخلص رہنا۔ اس لئے کہ میں نے تمام ملکوں کا چکر لگایا دین ابراہیمی کی طلب میں، یہود، نصاری، مجوس اور تمام اہل ادیان سے میں نے پوچھا تو سب نے مجھ سے یہی کہا کہ **هذا الدین ورائک** ۔یعنی جس دین کے بارے میں تم سوال کرر ہے ہو یہ دین تم اپنے پیچھے ہی چھوڑ کر آئے ہو۔ اور وہ جس نبی کے اوصاف میں نے آپ کے سامنے بیان کئے انہوں نے میرے سامنے آنے والے نبی کے اوصاف یہی بیان کئے۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا بس یہ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے سوا کوئی اور نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زید بن عمرو بن نفیل کا قول ان کا پیغام عرض کیا اور میں نے ان کی طرف سے سلام پہنچایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے دعائے رحمت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہاں اپنی چادر کے دامن کو کھینچتے ہوئے چل رہے ہیں۔

مخزوم بن ہامی المخذومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جن کی عمر ڈیڑھ سو برس کے قریب تھی فرماتے ہیں کہ جس رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ہوئی ہے تو کسریٰ کا محل ہل گیا اور چودہ کنگرے اس کے گر گئے اور ایرانیوں کی فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے کبھی بجھی نہیں تھی اور بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا۔

اور موبذان نے ایک خواب دیکھا۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ آگے آگے بہت مضبوط اونٹ چل رہے ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے عمدہ عربی گھوڑے چل رہے ہیں اور وہ دریائے دجلہ میں داخل ہوئے اور اسے پار کر گئے اور سارے ملکوں میں پھیل گئے۔

اس ماجرہ اور واقعہ سے کسریٰ گھبرا گیا اور اس نے بہ تکلف شجاعت اور قوت کا اظہار کرنے کی کوشش کی کہ کسی طرح وہ صبر کر سکے لیکن جب اس کا صبر کا پیمانہ چھلک گیا تو اس نے اپنے وزراء اور مرزبانوں کو اکٹھا کیا اور اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں پتا ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ہی ہمیں بتائیں۔ یہ گفتگو ابھی جاری تھی کہ اتنے میں اطلاع آئی کہ جو ہماری آگ ایک ہزار برس سے جل رہی تھی نار فارس وہ بجھ چکی ہے تو اور زیادہ وہ مغموم ہوئے۔

پھر اس نے اپنے وزراء اور مرزبانوں کو ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا اور اس کے کنگرے گر گئے اس کے متعلق ان کو خبر دی۔ یہ سن کر موبذان نے اپنا خواب بتایا جو اونٹوں اور گھوڑوں کے متعلق اس نے دیکھا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ موبذان یہ کیا ہوسکتا ہے؟

موبذان ساری قوم میں سب سے زیادہ سمجھ دار تھا تو وہ کہنے لگا کہ عرب کے علاقے میں کوئی واقعہ بظاہر پیش آئے گا۔

کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا اما بعد! آپ ہمارے پاس ایک عالم شخص کو بھیجئے کہ ہمیں اس سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔

نعمان بن منذر نے کسریٰ کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حیان الغسانی کو بھیجا۔ وہ جب اس کے پاس پہنچے تو کسریٰ نے کہا کہ میں تم سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں تمہیں معلوم ہے۔

عبدالمسیح نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے بتائیں اگر میرے پاس علم ہوگا تو میں بتلاؤں گا یا ایسے شخص کا بتلاؤں گا جو اس کا جواب دے سکے۔

پھر کسریٰ نے محل میں جو پیش آیا وہ بتلایا اور موبذان کا خواب بتایا تو اس سے عبدالمسیح نے

کہا کہ اس کا علم تو میرے ماموں کے پاس ہے جسے سطیح کہا جاتا ہے جو شام کے بالائی علاقے میں زاویہ میں رہتے ہیں۔

کسریٰ نے کہا کہ آپ خود ہی ان کے پاس جائیں اور ان سے سوال کریں اور اس کی خبر میرے پاس لے کر آئیں۔

عبدالمسیح نکلے یہاں تک کہ سطیح کے پاس پہنچے اور وہ مرنے کے قریب تھے۔ عبدالمسیح نے سلام کیا لیکن سلام اور تحیہ کا کوئی جواب نہیں ملا۔ عبدالمسیح نے کئی ایک اشعار پڑھنے شروع کئے۔

وہ اشعار سن کر سطیح نے آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگا کہ او ہو تم عبدالمسیح ہو۔ ایسی سواری پر تم سوار ہو کر آئے ہو جس کا وصف یہ ہے اور تم سطیح کے پاس آئے ہو ایسے حال میں کہ وہ مرنے کے قریب ہے اور تمہیں ساسانیوں کے بادشاہ نے بھیجا ہے اس لئے کہ اس کے ایوان میں زلزلہ آیا ہے اور اس کی آگ بجھ گئی ہے اور موبذان کے خواب کی تعبیر کیلئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد سطیح نے کہا کہ **عبد المسیح! اذا کثرت التلاوۃ وظھر صاحب الھراوۃ** جب کلام اللہ کی تلاوت بہ کثرت ہوگی اور لاٹھی والا پیغمبر ظاہر ہوگا اور سماویٰ کی وادی چٹیل میدان ہو جائیگی اور بحیرہ ساوہ خشک ہو جائے گی تو پھر یہ شام سطیح کا شام کے نام سے نہیں رہے گا۔ اسی قوم کے کئی ایک بادشاہ ہوں گے۔ شام بھی سطیح کا شام نہیں رہے گا اور جو کنگرے گرے ہیں تو سطیح نے کہا کہ جتنی تعداد گری ہے، اسی تعداد کے مطابق یعنی چودہ ان ساسانیوں میں سے بادشاہ مرد اور عورت ہوں گے اور جو کچھ بھی ہے وہ بالکل تیز تیز آرہا ہے۔ پھر اس کے بعد سطیح کا انتقال ہو جاتا ہے۔

جب عبدالمسیح کسریٰ کے پاس پہنچتے ہیں اور سطیح نے جو کہا وہ کسریٰ کو بتاتے ہیں تو یہ سن کر کہ ہم میں سے چودہ بادشاہ ہوں گے کسریٰ نے کہا کہ پھر تو ہماری سلطنت چلے گی۔

لیکن ان میں سے دس بادشاہ چار سال ہی میں ختم ہوگئے اور باقی رہ گئے چار تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک یہ باقی بھی ختم ہوگئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے اور میرا مددگار ہوتا کہ میں میرے رب کا پیغام پہنچاؤں۔ اس لئے کہ قریش میرے رب کا پیغام پہنچانے سے میرے لئے مانع بنے ہوئے ہیں۔ پیچھے پیچھے ابولہب اعلان کرتا جاتا **لاتسمعوا له فانه كذاب۔**

عرب کے قبائل بھی قریش کے آدمی کی طرف سے سن کر کے کہ **انہ کاذب، انہ کاھن، انہ ساحر** جھوٹی تہمتیں جو قریش آپ پر رکھتے تھے۔تو عام آدمی ان کے کلام سے متاثر ہوتا۔

لیکن عقل مند آدمی جو غور سے آپ کے کلام کو سنتا تو شہادت دیتا کہ جو آپ فرمار ہے ہیں وہ حق ہے اور وہ اسلام لے آتا۔

اسی کا نتیجہ کہ انصار میں سے اوس اور خزرج وہ جب مدینہ منورہ میں یہود کے ساتھ ان کی گفتگو ہوتی تو ان سے سنتے تھے کہ نبی آخر الزمان کی بعثت کا وقت آپہنچا ہے اور یہودی انہیں ڈراتے تھے کہ تم ہم سے جنگ کروگے تو اس نبی کے ساتھ مل کر ہم تم کو قتل کریں گے، جس طرح عاد اور ارم کو قتل کیا گیا۔

اب یہود تو حج کیلئے نہیں آتے تھے مگر انصار آتے تھے۔اوس اور خزرج کے قبائل نے موسم

حج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف بلاتے ہوئے دیکھا تو آپ میں صدق وامانت کی ساری علامتیں دیکھیں تو وہ کہنے لگے کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر قتل کرنے کی یہود دھمکی دیتے رہے ہیں۔

ان آنے والوں میں سوید بن صامت بھی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوت دی انہوں نے نہ قبول کیا نہ انکار کیا اور وہ مدینہ منورہ لوٹ گئے اور جنگ بعاث میں وہ قتل کئے گئے۔ یہ سوید بن صامت حضرت عبدالمطلب کے چچازاد بھائی ہیں۔

پھر ابوالحیثق ، انس بن رافع چند نوجوانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش کے ساتھ وہ مخالفت کرنا چاہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع غنیمت پایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔

ایاس بن معاذ جو نوجوان تھے وہ کہنے لگے کہ اے قوم جس کیلئے تم آئے ہو اس سے بہتر تو یہ کام ہے۔تو ابوالحیثق نے ان کو ڈانٹا، اس پر وہ چپ ہوگئے۔اگر چہ قریش کے ساتھ ان کی مخالفت بھی نہ ہوسکی اور وہ مدینہ منورہ لوٹ گئے۔ ایاس بن معاذ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اسلام کی حالت میں ان کی وفات ہوئی۔

موسم حج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عقبہ کے پاس انصار کی ایک جماعت سے ملے جو سب کے سب قبیلہ خزرج میں سے تھے۔جن میں ابوامامہ، اسعد بن زرارہ ،عوف بن الحارث اور رافع بن مالک اور قتبہ بن عامر اور عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ جلدی سے خیر کی طرف سبقت کرتے ہوئے اسلام لے آئے۔

پھر وہ مدینہ منورہ لوٹے اور وہاں انہوں نے دعوت کا کام جاری رکھا اور مدینہ منورہ میں اسلام پھیلنے لگا یہاں تک کہ کوئی گھر باقی نہیں رہا جس میں اسلام داخل نہ ہوا ہو۔

اگلے سال پھر بارہ آدمی آئے جن میں سے سوائے جابر بن عبداللہ کے چھ تو وہی حضرات

تھے اور ان کے ساتھ مزید معاذ بن حارث، ذکوان بن عبد قیس، عبادہ بن صامت اور ابو عبد الرحمٰن یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہم یہ دس خزرج میں سے تھے اور دو اوس میں سے تھے جو ابوالہیثم مالک بن تیہان اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اسلام کی۔ پھر جب یہ حضرات مدینہ منورہ واپس گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ یہ انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف بلائیں۔

یہ دونوں حضرات، حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مہمان رہے۔ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نماز میں امام ہوتے تھے۔

انہوں نے چالیس مسلمانوں کی ایک جماعت کو جمعہ کی نماز بھی پڑھائی ہے۔ اور انہی دونوں حضرات کے ہاتھوں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اور ان دونوں سرداروں کے اسلام لانے کی وجہ سے بنی عبد الاشھل کے مرد وعورت سب نے اسلام قبول کیا۔

سفیان بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہیں اصیرم کہا جاتا ہے وہ جنگ احد کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور وہ اسی وقت اسلام لائے جنگ احد کے موقع پر اور جہاد میں شریک ہوئے اور شہادت پائی جب کہ انہوں نے ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا اور ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

انہی کے متعلق جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عَمِلَ قَلِیْلًا وَاُجِرَ کَثِیْرًا۔

مدینہ منورہ میں اسلام پھیلتا رہا اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور پھر جب موسم حج آیا تو عقبہ میں اب کی مرتبہ تہتر مرد تھے اور دو عورتیں تھی جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم اور کفار مکہ سے چھپ کر بیعت کی۔

اس رات میں سب سے پہلے بیعت کرنے والوں میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ

عنہ تھے۔ اسی بیعت کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اگر چہ وہ اسلام نہیں لائے تھے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **مع انہ کان بعد علی دین قومہ**۔ کہ تب تک وہ اپنی قوم کے مذہب پر تھے۔

ان تہتر مردوں میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات بارہ حضرات کو نقیب کے طور پر چنا۔ وہ اسعد بن زرارہ، سعد بن ربیع، عبد اللہ بن رواحہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو بن حرام (جو جابر رضی اللہ عنہ کے والد تھے)، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم۔ یہ تو خزرج میں سے تھے اور اوس میں سے تین حضرات تھے: اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ، رفاعہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہم۔ بعضوں نے ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کو رفاعہ کی جگہ ذکر کیا ہے۔ اور دو خواتین بھی تھیں۔ عمارہ رضی اللہ عنہا، نصیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا۔ جن کے بیٹے حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کیا تھا۔ اور دوسری خاتون اسماء بنت عمرو بن عدی رضی اللہ عنہا ہیں۔

پھر جب یہ بیعت ہو چکی تو ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ جتنے دشمن یہاں ہیں ان پر وہ ٹوٹ پڑیں اور بدلہ لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مکہ والوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔

سب سے پہلے جو مکہ مکرمہ والوں میں سے مدینہ منورہ کی طرف نکلے ہیں وہ ابوسلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کی اہلیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کو دشمنوں نے اپنے شوہر کے ساتھ جانے سے روک دیا تھا بلکہ ایک سال تک کیلئے ان کو اپنے بیٹے سے بھی جدا رکھا گیا۔ پھر اس کے بعد وہ اپنے بیٹے کو لے کر مدینہ منورہ پہنچی ہیں۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ان کو پہچانے کیلئے ان کی مشایعت کیلئے نکلے ہیں۔

پھراس کے بعد تو جماعت در جماعت مہاجرین جانے لگے۔اور اب مسلمانوں میں سے مکہ مکرمہ میں صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رہ گئے تھے۔ یہ دونوں حضرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر ٹھہر گئے تھے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر کی سواری اور سامان وغیرہ تیار کرلیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوحق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اجازت ہواس کے وہ منتظر تھے۔

اسی دوران ایک رات مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کواچانک حملہ کر کے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا اور دروازے پر مسلح جماعت تاک میں بیٹھ گئی تاکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلیں تو وہ آپ کوقتل کردیں۔مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو دشمنوں میں سے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کونہیں دیکھا۔

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی اٹھائی اور ان کی طرف پھینکی تو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور رات کے وقت وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر ہجرت پر چل پڑے۔

عبداللہ بن اریقط کو اجرت پر لے رکھا تھا جو مدینہ منورہ کے راستہ کے ماہر تھے اور ان کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو سواریاں دے کر غار ثور کی جگہ ان کیلئے مقرر کرلی تھی کہ تین رات کے بعد غار ثور کے پاس آکر ہم سے ملیں۔

اگرچہ قریش غارِثور تک پہنچ گئے مگر **عمّی الله علی قریش خبرهما فلم یدروا** کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کواندھا کردیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکے۔

ان تین راتوں میں حضرت عامر بن فہیرہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بکریوں کا ریوڑ لے کر وہاں پہنچ جاتے اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کا کھانا لے کر غار تک پہنچتی

رہیں اور مکہ مکرمہ میں عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قریش کی مجالس میں جوان حضرات کے متعلق گفتگو ہوتی تھی وہ ان حضرات کو پہنچاتے رہے۔

حق تعالیٰ شانہ نے قریش کے غارِ ثور کے دروازہ تک پہنچنے پر بھی ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اس طرح کہ مکڑی نے غار کے دہانہ پر جالا تن دیا تھا اور کبوتر کے جوڑے نے غار کے دروازہ پر اپنا گھونسلا بنا لیا تھا۔

اسی کو حق تعالیٰ شانہ بیان فرماتے ہیں **اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔**

یہ نصرت اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس طرح ہوئی کہ جب مشرکین غار کے دروازہ پر پہنچے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

کہنے لگے کہ یارسول اللہ! ان میں سے کوئی ذرا نیچے کی طرف دیکھے گا تو وہ ہمیں دیکھ سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **ابا بکر! ماظنک باثنین الله ثالثهما؟** اور اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔

جب تین دن گذر گئے تو عبد اللہ بن اریقط دونوں سواریاں لے کر پہنچ گئے اور دونوں حضرات سوار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ایک اونٹنی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو ردیف بنا کر پیچھے بٹھایا تھا اور ان دونوں سواریوں سے آگے آگے عبد اللہ بن اریقط اپنی سواری پر چل رہے تھے۔ ادھر قریش نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ میں سے کسی ایک کو بھی لائے گا تو اسے سو اونٹ انعام ملے گا۔

سراقہ بن مالک بن الجعشم

جب تین سواریوں کا یہ قافلہ حی المدلج سے گذرا ہے تو سراقہ بن مالک بن الجعشم نے ان تینوں سواریوں کو دیکھ لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کا پیچھا کرنے کیلئے سواری کو بھگایا۔

جب قریب پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سن رہا تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شدید خطرہ تھا۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مطمئن تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پریشانی اتنی بڑھی کہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !**هذا سراقة بن مالک قد رهقنا**۔کہ یارسول اللہ یہ سراقہ تو ہم تک پہنچ گیا!۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی اور اس کے گھوڑے کے اگلے دونوں پیر زمین میں دھنس گئے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ تم دونوں کی بد دعا سے میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔تم میرے لئے اللہ سے دعا کرو اور میں تمہارے پیچھے آنے والوں کو تم سے دور کرتا ہوا واپس جاؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا ٹھیک چلنے لگا تو اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تحریر طلب کی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو چمڑے کے ایک ٹکڑے پر تحریر لکھ کر دی اور وہ واپس یہ اعلان کرتا ہوا واپس مکہ کی طرف جانے لگا کہ **قد کفیتُ ماههنا**۔کہ اس طرف میں دیکھ آیا ہوں اس طرف تمہیں جانے کی ضرورت نہیں۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سراقہ حجۃ الوداع کے سال اسلام لائے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ تحریر پیش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعدہ کا ایفاء فرمایا ہے۔

ام معبد رضی اللہ عنہا

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمے پر گذرے اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیلولہ فرمایا ہے۔ اور ام معبد رضی اللہ عنہا نے اپنی بکریوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے جس سے ان کی عقلیں حیران ہوگئیں۔

ادھر انصار کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے نکلنے کی خبر پہنچ چکی تھی اور وہ منتظر تھے، روزانہ وہ حرہ کی طرف نکلتے۔

نبوت کے تیرھویں سال ۱۲/ ربیع الاول پیر کے دن چاشت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہوگئی۔

اس طرح کہ انصار اس دن مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور دیر تک انتظار کرتے رہے پھر گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

اتنے میں ایک یہودی جو کہ ٹیلہ کے اوپر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اس نے اعلان کیا کہ **یابنی قیلہ! ھذا جدکم الذی تنتظرون** ۔ چنانچہ انصار اپنے اسلحہ کے ساتھ نکل پڑے اور السلام علیک یارسول اللہ کہہ کر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں کلثوم بن ہدم کے مہمان بنے۔

ایک قول یہ ہے کہ سعد بن خیثمہ کے مہمان بنے۔ اور مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام پیش کرتے رہے۔

لیکن چونکہ اکثریت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے زیارت نہیں کی تھی اس لئے ان میں سے اکثر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے رہے اس لئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بالوں میں سفیدی زیادہ آ چکی تھی۔

کہ اتنے میں جب دو پہر کا وقت ہوا اور دھوپ ہوئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر تان کر سایہ کرنے لگے تب انہیں پتا چلا کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں مقیم رہے۔ یہ اقامت چودہ دن بیان کی جاتی ہے اور یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔

پھر اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر پھر سوار ہوئے اور بنو سالم میں جمعہ کا وقت ہوا اور وادی راعونہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی۔

وہاں والوں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیام فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **دعوها فانها مأمورة**۔ کہ اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ اونٹنی آپ کو لے کر برابر چلتی رہی۔ جہاں سے گذرتی ہر قبیلہ کی دعوت یہ ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول اجلال ہمارے یہاں ہو۔ آپ فرماتے **دعوها فانها مأمورة**۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

لیکن جس جگہ پر اس وقت مسجد نبوی ہے وہاں اونٹنی پہنچی تو بیٹھ گئی۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے نہیں تھے کہ پھر دوبارہ وہ کھڑی ہوگئی اور تھوڑی دور چلی۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا اور واپس پیچھے مڑی اور جہاں پہلی دفعہ بیٹھی تھی وہیں پر وہ آ کر بیٹھ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے اتر گئے اور یہ دار بنی النجار میں ہوا۔ چنانچہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ

عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کجاوہ کو اپنے گھر میں اٹھا کر لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی جگہ جو خریدی تو یہ دو یتیموں کا کھجور سکھانے کا ایک باڑہ تھا اور وہاں پر مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد سے متصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال کے لئے حجرات شریفہ تعمیر کئے گئے۔

ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکہ مکرمہ میں اتنی دیر ٹھہرے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتیں مالکوں کے سپرد فرمادیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حوالے فرمائی تھیں۔اور پھر قبا میں آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے۔

مدینہ منورہ پہنچنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے ساتھ صلح فرمائی اور مصالحت کی مستقل تحریر لکھ کر ان کے حوالے فرمائی۔

ان کے سب سے بڑے عالم عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے لیکن عامۃً یہودی کفر پر ہی رہے۔ جو تین قبیلے تھے بنو قینقاع، بنو نظیر اور بنو قریظہ۔

دوسری طرف اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مواخات فرمائی۔ ابتدائے اسلام میں اسی مواخات کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور یہ وراثت نسلی قرابت پر بھی مقدم سمجھی جاتی تھی۔

قریش نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا جب پختہ عزم کرلیا ان کی دار الندوہ کی میٹنگ کے بعد جس میں یہ فیصلہ انہوں نے کرلیا تھا۔

ابن اسحاق ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ جبریل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں۔

اگلی رات آئی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر دشمن اکٹھے ہو گئے اور وہ آپ کی تاک میں رہے کہ کب آپ سونے کیلئے تشریف لے جاتے ہیں تا کہ وہ آپ پر ٹوٹ

پڑیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ حضرمی سبز چادر اوڑھ لو اور اس میں سو جاؤ، ان کی طرف سے کوئی ناپسند مکروہ بات تمہیں نہیں پہنچ سکے گی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے تو اسی چادر کو لے کر سویا کرتے تھے۔ انہوں نے بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے کسی کو لیٹا ہوا دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یقیناً یہ محمد ہی ہیں جو اپنی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ صبح تک اسی طرح منتظر رہے لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ صبح اس بستر سے اٹھے تب انہیں علم ہوا کہ او ہو چادر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ حضرت علی ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مسجد نبوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمائی تو اس کے اطراف میں حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے کئی ایک مکانات تھے اور انہیں اس پڑوس پر بڑی مسرت اور خوشی تھی۔

یہاں تک کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور ایک ہی تھا کہ اسی تنور میں ہماری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹیاں اکٹھی پکتی تھیں اور حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور نماز کی آواز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی دعائیں اپنے گھر میں سنتے رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابورافع رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا اور انہیں پانچ سو درہم اور دو اونٹ دیئے انہوں نے مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ام المومنین اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ پہنچے۔

اس قافلہ کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

اہل وعیال کو بھی لے کر آ گئے۔

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

جب یہ سارا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں اتارا۔

اس کے بعد جب بھی دو جہاں کے سردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نکاح ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے مکانات میں ایک کے بعد ایک مکان میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے تمام مکانات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں آ گئے۔

اسی لئے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور رخصتی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رہائش بھی ہماری رہائش کے قریب ہو جائے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! اگر آپ حضرت حارثہ بن نعمانؓ سے اس سلسلے میں بات کریں گے تو ہمارے لئے وہ ایک مکان خالی کر دیں گے۔

دو جہاں کے سردار رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے ہی حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہمارے لئے بہت سے مکانات خالی کر چکے ہیں اس لئے مجھے اب اس سلسلے میں ان سے بات کرنے میں حیا آتی ہے۔ یہ گفتگو حضرت حارثہ تک پہنچ گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ حضرت فاطمہ کو اپنے قریب رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ میرے مکانات ہیں یہ آپ کے سب سے قریب رہیں گی اور میرا مال وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مال ہے اور خدا کی قسم اے اللہ کے پیغمبر جو آپ مجھ سے قبول فرمائیں گے وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب

اور پسندیدہ ہے جو میرے پاس رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقت، بارک اللہ علیک ۔آپ نے یہ بات بھی دل سے کہی اللہ تعالیٰ تمہارے مال جان میں برکت عطا فرمائے۔اس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں منتقل ہوگئیں۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے حق تعالیٰ شانہ نے چن لیا تھا۔اس قدر کہ ہر ایک قبیلہ دوسرے سے سبقت کرنے کی کوشش کرتا تھا اور یہ مسابقہ اتنا بڑھ جاتا جس طرح کہ دو سانڈھ آپس میں لڑ رہے ہوں۔کسی بھی چیز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت محسوس کرتے اور اوس اس ضرورت کو پورا کر لیتے تو خزرج کہہ اٹھتے، اللہ کی قسم! یہ اس خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہم سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔اتنا کہ جب تک وہ اس جیسی خدمت انجام نہ دے لیتے وہاں تک انہیں چین نہیں آتا تھا اور جب قبیلہ خزرج والے کوئی ایسی چیز کرتے تو اوس قبیلہ کے صحابہ کرام اسی طرح کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں چندروز ہجرت کے سفر میں قیام فرمایا اور جب مدینہ منورہ منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا تو مہاجرین بھی آپ کے ساتھ مدینہ منتقل ہونے لگے۔

چنانچہ انصار ان صحابہ کرام کے اکرام اور استقبال اور ان کی ضیافت میں آپس میں اس قدر تنافس کرنے لگے کہ پھر فیصلہ کیلئے قرعہ اندازی کرنی پڑتی کہ کونسا مہاجر انصار میں سے کس کے پاس ٹھہرے گا تو دسیوں جگہ سے پیش کش ہوتی اور جس کے نام قرعہ نکلتا وہ مہاجر کو اپنا مہمان بنا کر لے جاتا۔اسی طرح مہاجرین انصار کے مکانات میں اور اموال میں اور جائیداد میں متصرف ہوگئے اور انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کے اکرام میں وسعت سے زیادہ خرچ کر دکھایا۔

اسی لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ

وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! ہم نے ان جیسی قوم نہیں دیکھی جب سے ہم ان کے پاس آئے ہیں تھوڑی سی بھی چیز میں اپنے اوپر ایثار کر کے ہمارے اوپر وہ خرچ کرتے ہیں اور کسی بڑی سے بڑی دولت کے خرچ کرنے میں بھی انہیں پس و پیش نہیں آتا۔

یہ محنت کے کام خود انجام دیتے ہیں اور اس کے پیداوار اور پھل میں ہمیں شریک کرتے ہیں ہمیں تو اس کا ڈر ہے کہ سارا ثواب یہ انصار ہی لے اڑیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں جب تک تم اس کے شکریہ میں ان کی تعریف کرتے رہو گے اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو گے تم بھی اجر میں شریک رہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مہاجرین بھائی اپنے مال اولاد اور جائیدادیں چھوڑ کر تمہارے پاس آئے ہیں۔

انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے مال ہیں وہ ہمارے درمیان آدھے آدھے تقسیم کر لیتے ہیں۔ آدھے ہمارے مہاجرین بھائیوں کے پاس رہیں گے اور آدھے ہمارے پاس رہیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس کے علاوہ کی بھی گنجائش ہے؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا یارسول اللہ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہاجرین ایسی قوم ہیں جو کھیتی باڑی کا کام نہیں جانتے تو تم ان کو اپنے ساتھ کام میں شریک کرلو اور پھر جو پیداوار ہوگی تو اس کو آپس میں تقسیم کرلو۔ چنانچہ انصار اس پر راضی ہو گئے۔

اسی لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو نضیر کی جائیدادیں اور مال غنیمت میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا انصار سے کچھ تخفیف کر دیں ان کا بوجھ ہلکا کر دیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو بلانے کیلئے بھیجا کہ تمام انصار کو وہ بلا کر لائیں۔ چنانچہ انصار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا کے بعد انصار کا اور جو انہوں نے مہاجرین پراحسانات کئے اور انہوں نے اپنے مکانات میں ان کو اتارا اور اپنی جانوں پر ایثار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مہاجرین صحابہ کرام کیلئے جوانہوں نے خرچ کیا اس پر ان کا شکریہ ادا فرمایا۔

پھر انصار سے فرمایا اگر تم چاہوتو یہ جو بنونضیر کے اموالِ غنیمت ہیں تو یہ ہم تمہارے اور مہاجرین بھائیوں کے درمیان آدھے آدھے تقسیم کردیتے ہیں۔اور مہاجرین تمہارے ان مکانات ہی میں اسی طرح سکونت پذیر رہیں گے اور تمہاری جائیدادوں میں ہی اسی طرح رہیں گے اور اگر تم چاہوتو تم یہ انہیں دے دو اور وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں۔

چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ دونوں کھڑے ہو گئے اور دونوں نے کہا کہ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مہاجرین کیلئے بنونضیر کا مال اور فے اور غنیمت تقسیم فرمادیں اور یہ ہمارے گھروں میں جس طرح پہلے سے رہتے ہیں اسی طرح یہ رہیں گے۔

اور بیک آواز تمام کہہ اٹھے **رضینا وسلمنا یارسول الله** برضا ورغبت ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کیلئے دعا فرمائی **اللھم ارحم الانصار وابناء الانصار وابناء ابناء الانصار** اور مال فے اور مال غنیمت تنہا مہاجرین میں تقسیم کردیا گیا۔ انصار میں سے صرف دو شخص جنہیں شدید احتیاج تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حبیب خدا: میں نے آج خدا سے یہ دعا کی ہے

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھ کر بلایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد مجھے ملو اور اسلحہ سے مسلح ہوکر میرے پاس آنا میں تجھے کسی طرف بھیجنا چاہتا ہوں۔

میں صبح کی نماز کے بعد حاضر ہوا اور میری تلوار، میرا تیر کمان، میرا ترکش اور میری ڈھال میرے ساتھ تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے حجرہ شریفہ کے دروازے کے پاس کھڑا ہوا پایا۔ میں نے دیکھا کہ چند مہاجرین بھی وہاں موجود ہیں۔

اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک تحریر لکھوائی۔

پھر مجھے بلایا اور مجھے وہ خولانی چمڑے پر لکھی ہوئی تحریر عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں لوگوں کی جماعت پر تجھے امیر مقرر کیا ہے، تم جاؤ اور دو رات کی مسافت چلتے رہو۔ اس کے بعد میرا یہ خط کھولنا اور جو اس میں مضمون ہے اس پر عمل کیجیو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول

اللہ کس جانب میں جاؤں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نجد والے راستہ کی طرف جاؤ۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ آٹھ مہاجرین اور تھے وہ اس نجد والے راستہ پر چلتے رہے۔

یہاں تک کہ دو رات کی مسافت پر پہنچے تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا خط اور تحریر کھول کر پڑھنا شروع کیا تو اس میں یہ مضمون تھا کہ جب تم میرے اس خط کو پڑھو تو چلتے رہو یہاں تک کہ بطن نخلہ میں پہنچ جاؤ جو مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ہے۔

اور وہاں تم قریش کا انتظار کرنا اور ان کی خبریں ہمارے لئے معلوم کر لینا۔ لیکن اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہ کرنا۔

جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر پڑھی تو فرمانے لگے **سمعا وطاعة**۔ دل و جان سے قبول۔ پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نخلہ کی طرف جاؤں اور وہاں قریش کی تاک میں رہوں یہاں تک کہ میں خبر لے کر آؤں۔ اور مجھے اس سے منع فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور کروں۔ جو تم میں سے شہادت کو چاہتا ہو اور اس کا شوق رکھتا ہو تو وہ چلے اور جو ناپسند کرتا ہو تو وہ واپس چلا جائے۔ میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جا رہا ہوں۔

سب نے کہا **نحن سامعون مطیعون** ۔ کہ ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ سو آپ چل پڑے علی برکة اللہ۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ان کو ساتھ لے کر چلے یہاں تک کہ بطن نخلہ میں پہنچے اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی پیچھے نہیں رہا۔

یہی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنگ احد میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مشرکین مکہ یہ دشمنان اسلام یہاں آ کر احد

پر پڑ گئے ہیں جہاں آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔

میں نے آج اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایک دعا کی ہے اور دعا یہ کی ہے کہ اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہم دشمن سے ملیں تو وہ مجھے قتل کریں، میرا پیٹ چیریں، میرا مثلہ کریں اور میں شہادت کی حالت میں مقتول ہونے کی حالت میں تجھ سے ملوں اور کہوں الٰہی! میرے ساتھ یہ یہ کیا گیا ہے۔ پھر تو مجھ سے پوچھے کہ کس وجہ سے تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیری خاطر اور تیرے راستہ میں۔

اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک دوسرا آپ سے سوال کرتا ہوں۔ پہلا سوال تو میرا خدا سے تھا۔ ایک دوسرا میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میری شہادت کے بعد میرے ترکہ کے والی آپ ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی بخوشی سے اس کو قبول فرمایا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نکلے، شہید ہوئے، ان کا مثلہ کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان کے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے خالو ہوتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

جب قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کیلئے احد کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تحریر پوشیدہ طور پر بھیج رہے ہیں جس میں آپ کو خبر دیتے ہیں کہ قریش نے یہاں مکہ سے سفر کی تیاری کی ہے اور ان کی فوج کی یہ تعداد ہے۔

انہوں نے خط سر بمہر کیا اور قبیلہ بنو غفار کے ایک شخص کو کرایہ پر لیا اور اس کے ساتھ شرط کرلی کہ تمہیں تین دن میں مدینہ منورہ ہر حال میں پہنچنا ہے اور یہ خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست مبارک میں ہی جا کر پہنچانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی واسطہ سے اس کو نہ پہنچائیں۔

چنانچہ قبیلہ بنو غفار کا وہ آدمی پہنچا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں نہیں پایا اور اسے پتا چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں ہیں تو وہ قبا حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد قبا کے دروازہ پر ملاقات ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دراز گوش پر سوار ہو رہے تھے اور وہ خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خط پڑھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا کہ یہ مضمون کسی کے سامنے ظاہر نہ ہو اور یہ راز رہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوئے پوچھا کہ کیا گھر میں اور کوئی ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں۔ کوئی نہیں۔ آپ جو ارشاد فرمانا چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ ارشاد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خط کا جو مضمون تھا قریش کے جنگ کی غرض سے سفر کا، وہ حضرت سعد کو بتا دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے امید ہے کہ اس میں خیر ہوگی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کے مضمون کو راز رکھنے کی تاکید فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ اپنے شوہر کے پاس نکل کر آئیں اور کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے اس سے کیا غرض؟ تیری ماں مرے۔ تجھے اس

سے کیا غرض؟ وہ کہنے لگی کہ جو تمہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے وہ میں نے سن لیا ہے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ سارا مضمون حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بتایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پڑھا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تو ہماری باتیں سن رہی ہے اور اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز اس وقت نہ کہتا کہ یارسول اللہ جو آپ بات ارشاد فرمانا چاہتے ہیں ارشاد فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کی چوٹیوں کو پکڑا اور وہ دوڑ رہے تھے اور اہلیہ کو گھسیٹ رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسر پر جا کر پالیا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ یہ جسر بطحان مسجد غمامہ کے پاس مدینہ منورہ میں ہے اس حال میں کہ بالوں کو پکڑ کر اتنی دور تک کھینچ کر لے جانے کی وجہ سے آپ کی اہلیہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

اور جا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری بیوی نے مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس کے متعلق پوچھا تو میں نے اس سے چھپایا لیکن اس نے کہا کہ میں نے تو سن لیا ہے سارا قصہ اور اس نے ساری بات اسی طرح بیان کر دی۔

اب یارسول اللہ میں ڈرتا ہوں اس سے کہ اس میں سے کوئی چیز ظاہر ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگمانی ہو کہ میں نے آپ کے راز کا افشاء کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی چوٹیاں چھوڑ دو۔

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ یہ بہت زیادہ لنگڑے تھے اور لنگڑا کر چلتے تھے کہ انہیں

عرق النساء کی بیماری تھی اسلئے وہ سیدھے چل نہیں سکتے تھے۔شیر کی طرح ان کے چار بیٹے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہتے تھے۔

جنگ احد میں بیٹوں نے اپنے والد صاحب کو روکنا چاہا اور والد صاحب سے عرض کیا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو معذورین میں شمار فرمایا ہے یہ سن کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھے اس ارادہ سے روکنا چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ نکلنے سے مجھے روک رہے ہیں اور خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ میں اس لنگڑے پیر کے ساتھ لنگڑاتا ہوا جنت میں چلوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو اللہ نے معذورین میں قرار دیا ہے اور آپ پر جہاد نہیں ہے۔ اور ان کے بیٹوں سے ارشاد فرمایا تم انہیں مت روکو۔شاید اللہ تعالیٰ ان کے لئے شہادت مقدر فرمادے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ احد میں نکلے اور جنگ احد میں شہید ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر شہادت کے بعد میدان جنگ میں ان پر گذرے تو ارشاد فرمایا۔ اراک تمشی برجلک الصحیحة فی الجنة کہ اے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ! میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے صحت مند پیر کے ساتھ جنت میں چل رہے ہو۔

پھر انہیں عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کے ساتھ ایک قبر میں دونوں کو دفن کیا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور یہ دونوں حضرات آپس میں سالا بہنوئی تھے۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے جب کسی سے نکاح فرمایا تو حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے بخوشی، محبت میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام میں اپنی طرف سے ولیمہ فرمایا ہے۔

غزوہ احد میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا اور جتنے تیر گرتے تھے وہ ان کی پیٹھ پر گرتے تھے اور وہ ہر طرف جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے تیر کو جھیل لیتے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر آپ کی پیٹھ میں پیوست ہو گئے۔ یہی حال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے رکھ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ڈھال بنے ہوئے تھے اور بڑے تیر انداز تھے جب وہ تیر پھینکتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوشش فرماتے کہ ان کا تیر کہاں گر رہا ہے اس کو دیکھ سکیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے **بابی أنت وأمی یارسول الله** یا سیدی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، کہیں آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے۔ **نحری دون نحرک** آپ کے سینے کو بچانے کیلئے میرا سینہ حاضر ہے۔

جنگ احد میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کو اپنی ذات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی طرف سے دیوار بنا رکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے جاتے **انی جَلُدٌ یارسول الله**۔ یارسول اللہ! مجھے اللہ نے بہت قوت دے رکھی ہے مجھے جہاں بھی چاہیں آپ بھیج سکتے ہیں۔

شماس بن عثمان المخزومی رضی اللہ عنہ

یہی حال حضرت شماس بن عثمان المخزومی رضی اللہ عنہ کا تھا جن کا اسم گرامی عثمان بن عثمان بتایا گیا ہے اور شماس ان کا لقب تھا کہ وہ سورج کی طرح انتہائی حسین وجمیل تھے۔

جنگ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاروں طرف جدھر بھی نظر ڈالتے تو حضرت شماس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر آنے

والے حملوں کو اپنی تلوار کے ذریعے روک رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کیلئے وہ اپنے جسم کو ڈھال بنائے ہوئے ہیں۔ اس حد تک کہ بالآخر وہ شہید ہو گئے۔

جب وہ شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شماس کو میں کس چیز سے مشابہت دوں کہ ان کی مشابہت کیلئے یہ جُنۃ اور ڈھال کے سوا کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ میرے لئے یہ ڈھال بنے رہے۔

حضرت شماس کو آخری سانسوں میں نزع کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات شریفہ میں لایا گیا۔ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ کو لے جایا گیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں کہ یہ تو میرے چچازاد بھائی ہیں اور میں ان کی خدمت انجام دینے کی زیادہ لائق ہوں۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ان کو لے جاؤ۔ ایک دن رات وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رہے اور بالآخر شہید ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اٹھا کر احد لے جایا جائے اور جن کپڑوں میں وہ شہید ہوئے تھے انہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دفن فرمایا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خود جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہن رکھی تھی اس کا رنگ زرد تھا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مشرکین اپنے تیروں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر سیدھا آپ کی طرف پھینک رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کا رنگ معلوم ہے۔

چنانچہ حضرت کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی پیلی خود مجھے عطا فرمادیں اور میری

خود آپ رکھ لیں اور اس کا رنگ زرد کے علاوہ کوئی دوسرا تھا تاکہ مشرکین کے تیر میری طرف برستے رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے اور دعا دیتے ہوئے ان کی خود اپنے خود سے بدل دی۔ اس دن حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے گیارہ زخم آئے۔

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ ایک وقت جنگ احد میں ایسا بھی آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان فرمایا کہ من رجل یشری لنا نفسه؟ کون ہمارے لئے اپنی جان کی بازی لگاتا ہے۔ پانچ صحابہ کرام جن میں حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی تھے کھڑے ہوئے اور ایک ایک کرکے سارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہو گئے۔

زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ

یہاں تک کہ ان میں آخری زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ رہ گئے اور وہ انتہائی زخمی ہونے کی حالت میں تھے کہ پھر پانسہ پلٹا اور مسلمانوں نے جو کافر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف قریب پہنچ چکے تھے انہیں ہٹایا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ 'ادنه منی' ان کو ذرا میرے قریب کردو۔
جب صحابہ کرام نے حضرت زیاد کو قریب کیا تو انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو اپنا تکیہ بنایا، اس پر اپنا گال رکھا اور اسی حال میں وہ شہید ہو گئے کہ وخده علی قدم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ان کا گال تھا۔

جنگ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے والے دو رباعی دانت میں سے ایک کا ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیچے والا ہونٹ مبارک زخمی تھا اور آپ کی پیشانی مبارک میں بھی زخم آیا تھا اور آپ کے گال مبارک بھی زخمی ہو چکے تھے اور خود کی کڑیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گال مبارک میں گھس گئی تھیں۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دو میں سے ایک کڑی کو کھینچ لیا کہ جس میں ان کے سامنے والے ثنیہ علیا میں سے ایک دانت بھی گر گیا لیکن وہ ایک کو نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر انہوں نے اسی طرح دوسری مرتبہ دوسرا جھٹکا لگایا اور دوسری کڑی کو نکالا تو اس کے ساتھ آپ کے ثنایا علیا میں سے دوسرا بھی گر گیا۔

مالک بن سنان رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد محترم مالک بن سنان رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے جو خون ٹپک رہا تھا اسے چوس لیا۔تو ان سے کسی نے کہا کہ **أتشرب الدم** ؟تم خون پیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو تھوکوں گا نہیں۔ میں اسے پیوں گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی **من مس به دمه لم تصبه النار** ۔کہ جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اسے کبھی دوزخ کی آگ نہیں پہنچے گی۔

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی تلوار کے ذریعے کر رہے تھے اور دشمن سے مقابلہ کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف وہ گھوم رہے تھے اور اپنی ذات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کیلئے ڈھال بنائے ہوئے تھے۔

چاروں طرف سے تلواریں ان کو ڈھانپے ہوئے تھیں اور چاروں طرف سے تیر ان پر برس

رہے تھے اس حال میں بھی وہ اپنی جان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر رہے تھے اتنے میں ایک مشرک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیر پھینکا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچنے والے تیر کو اپنے ہاتھ پر جھیل لیا جس سے آپ کا ہاتھ شل ہو گیا۔

اس دوران ایک مشرک نے سامنے کی طرف سے آپ پر وار کیا اور دوسرے نے پیچھے کی طرف سے آپ پر وار کیا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے سر سے خون بہت زور سے بہنے لگا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آئے۔

اب سب سے پہلا ان کا کلام یہ تھا کہ **مافعل رسول اللہ** سرکار کا کیا حال ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ' **الحمدللہ ، کل مصیبة بعدہ جلل** '۔ جب سرکار زندہ ہیں اور سلامت ہیں تو ہمارے لئے ہر مصیبت آسان اور سہل اور شیریں معلوم ہوتی ہے۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے چند ساتھیوں کو دیکھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ تو وہ کہنے لگے کہ **قتل رسول اللہ** کہ اللہ کے پیغمبر تو شہید ہو گئے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ پھر آپ کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ تم بھی چلو مر جاؤ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی۔

پھر انہوں نے آگے بڑھ کر قتال کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گئے اور تلوار اور

تیر کے ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر تھے یہاں تک کہ ان کا جسم سارا چھلنی ہو چکا تھا وہ پہچانے بھی نہیں جاتے تھے کہ یہ کون ہیں۔ان کی بہن نے ان کی انگلی کے پوروں سے یا ان کی انگلی میں جو انگوٹھی تھی اس کے ذریعے پہچانا کہ یہ میرے بھائی انس بن نضر ہیں۔رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد کے تمام شہداء کے انتظام سے تجہیز و تکفین سے سب فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آئے کہ وہ کس حال میں ہیں۔زندہ ہیں یا شہید ہو چکے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آواز لگاتے رہے یا سعد بن ربیع یا سعد بن ربیع! یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے بعد ہلکی سی آواز آئی جب انہوں نے یہ کہا کہ یا سعد بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری خاطر بھیجا ہے تو بہت کمزور ہلکی سی آواز میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو دیکھا کہ آخری ان کے سانس چل رہے ہیں اور انتہائی زخمی حالت میں ہیں۔

جب ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کو دیکھنے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ زندہ ہیں یا شہید ہو چکے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ انا فی الاموات،مَیں شہداء میں ہوں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام عرض کر دیجئو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیجئے کہ سعد بن ربیع آپ سے عرض کرتے ہیں کہ جزاک اللہ عنا خیر ماجزی نبیا عن امتہ۔

اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا حال بتا دینا کہ مجھے بارہ تلوار کے وار لگے ہیں اور

میں نے مجھ سے تمام قتال کرنے والوں کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور بات کہی کہ میری قوم کو میرا اسلام کہنا اور ان سے کہنا کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ تمہیں یہ کہہ کر گئے ہیں کہ تمہارا اللہ کے یہاں کوئی عذر نہیں چلے گا اگر دشمن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے اور کوئی ایک شخص بھی تم میں سے زندہ ہو۔ پھر اتنا کہہ کر وہ شہید ہو گئے۔ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔

اسی لئے ایک دفعہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی چھوٹی سی بیٹی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے سینے پر اٹھائے ہوئے پیار فرما رہے تھے اور بوسے دے رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ آپ کی بیٹی ہے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایسے آدمی کی بیٹی ہے جو مجھ سے بھی بہتر ہے۔ یہ سعد بن ربیع کی بیٹی ہے جو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عقبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، جو بدریین میں سے تھے اور جو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے جنگ احد میں شہادت پائی تھی۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے فارغ ہوئے تو واپسی میں بنی عبد الاشہل سے گذر رہے تھے اور وہ اپنے شہداء پر افسوس کر رہے تھے اور بنو عبد الاشہل میں سے ام عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ان کے بھائی، ان کے باپ احد میں شہید ہو چکے تھے۔ ان تینوں کی شہادت کی خبر سن کر انہوں نے انا اللہ پڑھی اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ تو سب نے عرض کیا کہ ام عامر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے فضل سے جیسا تم چاہتی ہو بخیریت ہیں۔ تو حضرت ام عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں مجھے دکھاؤ تاکہ میں اپنی آنکھیں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ٹھنڈی کروں۔ تو انہیں اشارے سے بتایا گیا یہاں تک کہ جب انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ 'کل مصیبة بعدک جلل یارسول

الله‘۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

حضرت کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑتی ہوئی آرہی تھیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کبشہ بنت رافع کے صاحبزادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ میری ماں آئی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مرحبا فرمایا۔ام سعد رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئیں اور اچھی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتی رہیں اور اس کے بعد خوش ہوکر کہنے لگیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے صحیح سالم دیکھا تو تمام مصائب ہمارے لئے ہلکے ہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی ان کے ابا اور ان کے شوہر کے بارے میں ان کی تعزیت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب اکٹھے جنت میں ہیں اور ان کی شفاعت پیچھے والوں کے حق میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے قبول کر لی گئی ہے۔پھر ام سعد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا رضینا برسول الله ۔پھر جو پیچھے والوں کیلئے ام سعد رضی اللہ عنہا نے دعا کیلئے عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی ’اَللّٰھُمَّ أذْهِبْ حُزْنَ قُلُوْبِهِمْ، وَاجْدُ مُصِيْبَتَهُمْ وَاحْسِنْ خَلْفَ عَلٰى مَنْ خَلَّفَهُمْ‘.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ جمعہ کے دن تشریف لائے اور سینچر کا دن گذرا اور اتوار صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سارے صحابہ کرام زخمی تھے اور اسی لئے قبیلہ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے سردار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو نہیں گئے، مسجد ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر سعد بن عبادۃ، حباب بن المنذر، سعد بن معاذ، اوس بن خولد، قتادۃ بن النعمان اور خویب بن اوس رضی اللہ عنھم وغیرہ در اقدس کی چوکھٹ پر ہی سوئے۔

ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اعلان کردو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ دشمن کا پیچھا کرنے کیلئے قریش کا مکہ کے راستہ پر پیچھا کرنے کیلئے چلنا ہے اور ہمارے ساتھ جو کل کو ہمارے ساتھ جنگ میں شریک تھا صرف وہی جا سکتا ہے۔

یہ سنتے ہی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کی طرف نکلے۔ بنو عبد الاشھل میں جن سب کے زخم نظر آرہے تھے وہاں جا کر سعد رضی اللہ عنہ چلا کر فرمانے لگے کہ **یا بنی عبد الاشھل ان رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **یأمرکم ان تطلبوا عدوکم** ۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے خود سات زخم تھے ابھی علاج زخموں کا شروع نہیں کیا تھا کہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ **سمعاً وطاعةً لله ولرسوله** اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی قوم کو لے کر کھڑے ہو گئے جو سارے کے سارے زخمی حالت میں تھے۔

سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنی سعدہ میں پہنچے اور نکلنے کا اعلان کیا تو وہ بھی زخمی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں پہنچے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے انہوں نے اپنے زخموں کو چھوڑا اور ہتھیاروں کو لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے۔

لکھا ہے کہ بنو سلمہ میں سے چالیس حضرات نکل پڑے جو سب ہی زخمی تھے اور زخم بھی ایسے کہ صرف طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ کو تیرہ جگہ جسم پر زخم تھے۔

خراش بن صمّہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر دس جگہ زخم تھے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے جسم پر تیرہ جگہ زخم تھے۔

قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے نو زخم تھے۔

اسی لئے جب یہ ثنیۃ الوداع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلح پہنچے ہیں اور صف بندی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخموں کا یہ حال دیکھا کہ جن سے خون بہہ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی **اللھم ارحم بنی سلمہ** اے خدا بنی سلمہ پر رحمت نازل فرما۔

علامہ یوسف بن حسن ابن عبد الہادی المقدسی نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر وفات تک کے ہر سال کے وقائع کا ایک نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

بعثت کا پہلا سال:

☆ وحی کی ابتدا

☆ وحی کی تفاصیل ورقہ بن نوفل نے معلوم کیں۔

☆ سید نا ابوبکر صدیق، سیدنا علی بن طالب، حضرت زید بن حارثہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسلام

بعثت کا دوسرا سال:

☆ سیدنا عثمان بن عفان، حضرت زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص طلحۃ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اسلام

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اسلام کی دعوت کے بارے میں جدوجہد

بعثت کا تیسرا سال:

☆ حضرت عمرو بن عبسہ اور خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسلام

بعثت کا چوتھا سال:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام

☆ کھلم کھلا دعوت اسلام کا آغاز

☆ شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کا محصور ہو جانا

بعثت کا پانچواں سال:

☆ قریش کے مظالم کے نتیجے میں مسلمانوں کی حبشہ کی طرف پہلی ہجرت

☆ مہاجرین کو شاہ حبش سے واپس مکہ بھجوانے کیلئے قریش نے وفد بھیجا۔

☆ بنو ہاشم سے بائیکاٹ کا جو صحیفہ لکھا گیا تھا اس کا حکم چلتا رہا۔

بعثت کا چھٹا سال:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیفے کے متعلق وحی کے ذریعے خبر دی کہ دیمک نے اسے کھالیا ہے۔

بعثت کا ساتواں سال:

☆ اسراء اور معراج

☆ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے عقدِ نکاح

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبائل میں جا کر اپنے آپ کو مدد طلب کرنے کیلئے پیش کرنا

بعثت کا آٹھواں سال:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو انصار کے سامنے پیش کرنا

☆ عقبہ (یعنی گھاٹی) کی برکات کی ابتداء۔

بعثت کا نواں سال:

☆ معجزہ شق القمر

☆ انصار کے وفد کی عقبہ اور گھاٹی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری ملاقات اور انصار کا اسلام قبول کرنا۔

بعثت کا دسواں سال:

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت۔

ہجرت کا پہلا سال:

☆ مسجد نبوی اور مسجد قبا کی تعمیر

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

☆ حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کی ہجرت

☆ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت

- ☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا دے کر ایک مہم پر بھیجا۔
- ☆ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہم پر بھیجا۔
- ☆ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر جھنڈا دے کر مہم پر بھیجا۔
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبا کے میزبان کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہا کی وفات
- ☆ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی وفات
- ☆ ولید بن مغیرہ مر گیا اور عاص بن وائل بھی۔
- ☆ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام
- ☆ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات
- ☆ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات
- ☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کے ساتھ صلح نامہ۔

ہجرت کا دوسرا سال:

- ☆ غزوہ ابواء
- ☆ غزوہ عسیرہ
- ☆ غزوہ بواط
- ☆ کرز بن جابر جس نے مدینہ منورہ کے اطراف میں چرنے والے جانوروں پر لوٹ ڈالی تھی اس کا پیچھا کیا گیا۔
- ☆ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک مختصر جماعت پر امیر بنا کر بھیجا گیا۔
- ☆ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر ایک سریہ پر بھیجا گیا۔
- ☆ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف نماز میں رخ کرنے کا حکم آ گیا۔
- ☆ صدقہ فطر کا حکم

☆ عید کی نماز کا حکم

☆ غزوۃ بدر کبریٰ

☆ غزوہ بنی قینقاع

☆ غزوۃ قَرقَرَۃ الکُدر جسے غزوہ بحران بھی کہا جاتا ہے

☆ غزوۃ السویق

☆ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد نکاح

ہجرت کا تیسرا سال:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس بنو ثعلبہ کی طرف کوچ فرما کر تشریف لے گئے۔

☆ غزوہ بنو سُلیم

☆ کعب بن اشرف کا قتل

☆ سریہ قردہ

☆ ابو رافع کا قتل

☆ حفصہ بنت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نکاح

☆ غزوۂ احد

☆ غزوۂ حمراء الاسد

☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت

ہجرت کا چوتھا سال:

☆ غزوہ رجیع

☆ عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے قتل کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔

☆ غزوہ بئر معونہ

☆ بنونضیر کو جلاوطن کیا گیا

☆ غزوۂ ذات الرقاع

☆ غزوۃ بدر الصغریٰ ۲

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد نکاح

☆ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت

☆ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات

ہجرت کا پانچواں سال:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زینب بنت جحشؓ سے عقد نکاح

☆ غزوۃ دُومۃ الجندل

☆ غزوہ بنوقریظہ

☆ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات

☆ خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ امیہ بن ابی الصلت کی وفات

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خندق میں ضیافت

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا دشمن سے مقابلہ
☆ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلے کیلئے حضرت سعد کو حکم بنایا گیا۔
☆ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کی وفات
☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن سے مصالحت فرمائی

ہجرت کا چھٹا سال:

☆ غزوۃ بنی لحیان
☆ غزوۂ ذی قَرَد
☆ غزوۂ بنی المصطلق جسے غزوۃ مریسیع بھی کہا جاتا ہے۔
☆ واقعہ افک
☆ عمرۃ الحدیبیۃ
☆ سریہ عکاشہ
☆ سریہ محمد بن مسلمہ قُرطاء کی طرف
☆ سریہ ابو عبیدہ
☆ سریہ زید بن حارثہ بنو سُلیم کی طرف
☆ سریہ زید بن حارثہ حمص کی طرف
☆ سریہ زید بن حارثہ بنو ثعلبہ کی طرف
☆ سریہ زید بن حارثہ العیص کی طرف
☆ سریہ عبد الرحمٰن بن عوف دومۃ الجندل کی طرف
☆ زید بن حارثہؓ کو ام قِرفہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا۔

☆ سریہ کرز بن جابر عُرَنیین کی طرف
☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء یعنی طلب باراں اور طلب رحمت کیلئے دعا فرمائی۔

ہجرت کا ساتواں سال:

☆ غزوۃ خیبر
☆ سریہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تُرباء کی طرف
☆ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک فوجی دستے کے ساتھ بنوکلاب یا بنوفزارہ کی طرف بھیجا گیا جو ضریّہ کے اطرف میں ہے۔
☆ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو ایک فوجی دستے کے ساتھ بنومُرۃ کی طرف بھیجا گیا جو فدق میں ہے۔
☆ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو یُمن اور جبار کی طرف فوج دے کر بھیجا گیا۔
☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین اور ملوک کے نام گرامی نامے ارسال فرمائے۔
☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ بن ایہم کو گرامی نامہ بھیجا۔
☆ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ پرویز کو قتل کر دیا۔
☆ مُقوقس شاہ مصر کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پہنچا۔
☆ عمرۃ القضاء
☆ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نکاح
☆ سریہ ابن ابی العوجاء بنوسُلیم کی طرف

ہجرت کا آٹھواں سال:

☆ حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ عنہم کا اسلام قبول کرنا

☆ مسجد نبوی میں منبر بنایا گیا۔

☆ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج پر امیر مقرر فرما کر ذات السلاسل کی طرف بھیجا۔

☆ غزوۂ فتح مکہ

☆ ابوسفیان بن حرب کا اسلام

☆ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزّی کی طرف بھیجا جو نخلہ میں تھا۔

☆ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سُواع کی طرف بھیجا جو قبیلہ ہذیل کا بت تھا۔

☆ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جزیمہ کی طرف بھیجا گیا۔

☆ غزوۃ حنین

☆ غزوۃ طائف

☆ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جَیفر کی طرف ایک فوجی دستے کے ساتھ بھیجا گیا۔

☆ عروۃ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کا اسلام

ہجرت کا نواں سال:

☆ عیینہ بن حصن کو ایک فوج دے کر بنی تمیم کی طرف بھیجا گیا۔

☆ ولید بن عُقبہ بنی المصطلق کی طرف فوجی دستے کے ساتھ بھیجا گیا۔

☆ کعب بن زُہیر کا اسلام

☆ غزوۃ تبوک

- ☆ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چند ساتھیوں کے ساتھ اُکیدر کی طرف بھیجا گیا۔
- ☆ عبداللہ ذو البجادین رضی اللہ عنہ کی وفات
- ☆ قصہ لعان
- ☆ قبیلہ بنو ثقیف کا اسلام
- ☆ حِمیَر کے بادشاہوں کے نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ
- ☆ ایک عورت غامدیہ کو رجم کیا گیا۔
- ☆ نجاشی شاہ حبشہ کی وفات
- ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات
- ☆ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر الحج بنا کر بھیجا۔

ہجرت کا دسواں سال:

- ☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔
- ☆ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنوالحارث کی طرف جو نجران میں تھے بھیجا۔
- ☆ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا گیا۔
- ☆ جریر بن عبد اللہ البَجَلی رضی اللہ عنہ کو ذو الکلاع کی طرف چند ساتھیوں کے ساتھ بھیجا گیا۔
- ☆ ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر نجران والوں کی طرف بھیجا گیا۔
- ☆ بُدیل اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کا قصہ
- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات
- ☆ فیروز دیلمی کی مدینہ منورہ حاضری

☆ حجۃ الوداع

☆ یمن کے حاکم باذان کی وفات

☆ آیۃ الاستیذان کا نزول

ہجرت کا گیارھواں سال:

☆ وفد نخاعہ کی آمد

☆ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فوج پر امیر بنا کر اُبنیٰ پر حملہ کیلئے بھیجا گیا۔

☆ اسود عنسی کا فتنہ

☆ مسیلمۃ الکذاب مدعی نبوت کا فتنہ

☆ اسود عنسی کا قتل

☆ ایک عورت سجاح کا فتنہ

☆ طلیحۃ بن خویلد کا فتنہ

☆ ماہ سفر کے اواخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتدا

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا سے چپکے سے ارشاد گرامی کہ 'اَنَّهَا اَوَّلُ اَهْلِهٖ لُحُوْقًا بِهٖ صلى الله عليه وسلم' کہ تمام گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملو گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات:

گیارہویں سال ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ جب کہ عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں دفن کیا گیا اور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ مسلمانوں نے تنہا تنہا پڑھی۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔

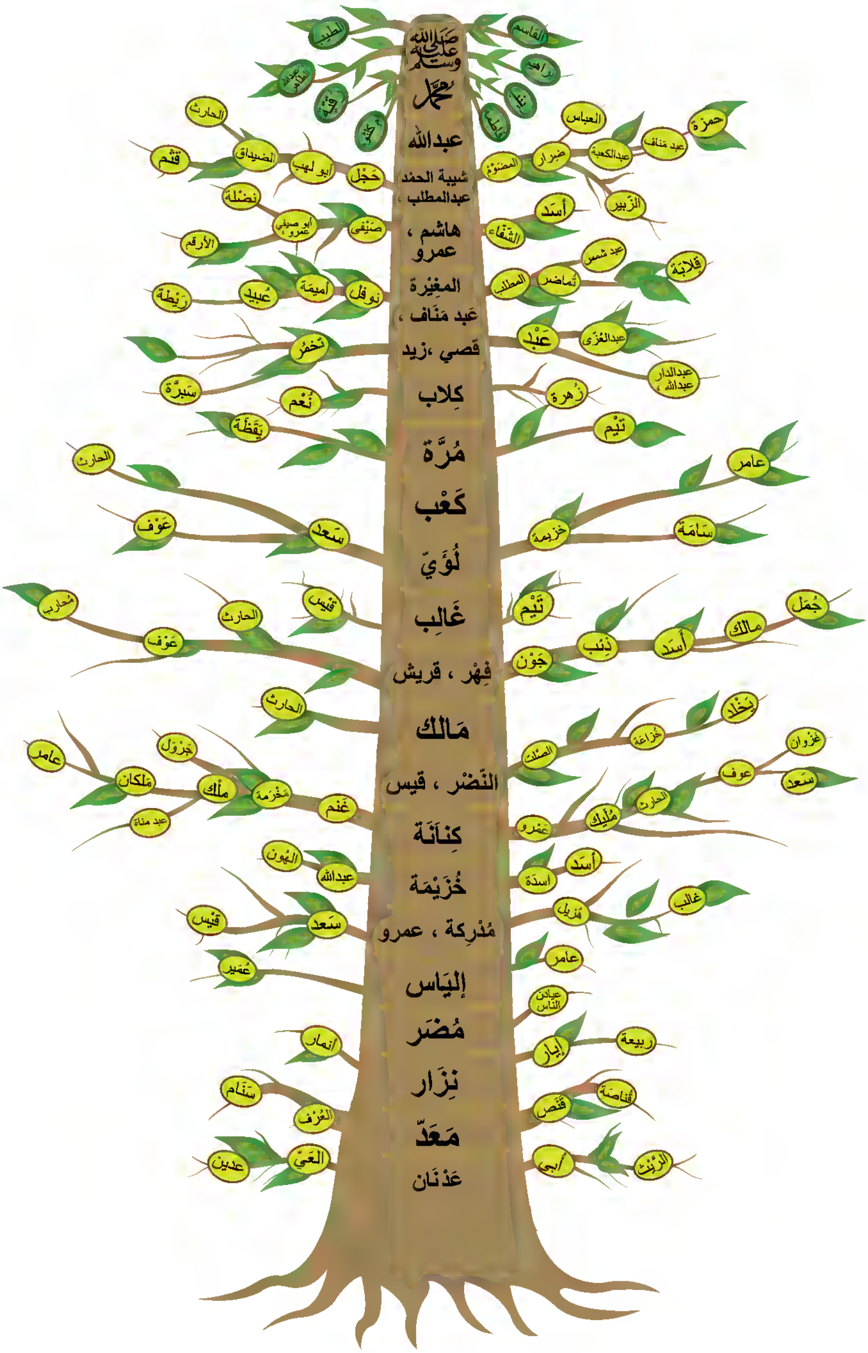
خلفاء اربعہ اوران کے بعد

	خلیفہ	مختصراحوال:
۱	حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت	ہجرت کے گیارہویں سال میں آپ خلیفہ بنے۔ اور آپ کی مدت خلافت ڈھائی برس ہے۔ ہجرت کے تیرہویں سال میں منگل کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ اسماء بنت عمیس آپ کی زوجہ نے آپ کو غسل دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تین کپڑوں میں کفن دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں دفن کیا گیا۔
۲	سیدنا امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت	۱۳ھ میں آپ خلیفہ بنائے گئے۔ آپ کی مدت خلافت دس برس ہے۔ ۲۳ھ میں ذی الحج کے مہینہ میں آپ کی وفات ہوئی جب کہ آپ کی عمر شریف ۶۲ برس تھی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کو تین کپڑوں میں کفن دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں دفن کیا گیا۔

۳	امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت	۲۴ھ میں آپ خلیفہ بنائے گئے۔ آپ کی خلافت کی مدت ۱۱ برس ہے۔۳۵ھ میں جمعہ کے دن آپ کی وفات ہے۔ آپ کے غسل کے بارے میں دو قول ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ آپ کو غسل دیا گیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ چونکہ آپ شہید ہیں اس لئے آپ کو غسل نہیں دیا گیااور آپ کو خون آلود کپڑوں ہی میں بقیع میں دفن کیا گیا۔
۴	امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت	۳۵ھ میں آپ خلیفہ بنے۔آپ کی مدت خلافت پانچ برس ہے۔۴۰ھ میں جمعہ کی رات آپ کی شہادت ہوئی جب کہ آپ کی عمر شریف ۵۸ برس تھی۔آپ کے صاجزادے حضرت حسن نے آپ کو غسل دیا۔تین کپڑوں میں کفن دے کر آپ کو کوفہ میں قصر امارہ میں دفن کیا گیا۔
۵	سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت	۴۰ھ میں آپ خلیفہ بنے۔آپ کی مدت خلافت ۷ مہینے ہے۔ ۴۹ھ میں نصف شعبان میں آپ کی وفات ہوئی۔ جب کہ آپ کی عمر شریف ۴۷ برس تھی۔آپ کے بھائیوں نے آپ کو غسل دیا۔تین کپڑوں میں آپ کو کفن اور بقیع میں دفن کیا گیا۔

۶	حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت	۴۰ھ میں خلیفہ بنے۔ آپ کی مدت خلافت بیس برس ہے۔ ۶۰ھ رجب میں آپ کی وفات ہے جب کہ آپ کی عمر شریف ۷۸ برس تھی۔ آپ کو غسل دیا گیا اور تین کپڑوں میں آپ کو کفن دے کر دمشق میں دفن کیا گیا۔
۷	یزید بن معاویہ کی خلافت	۶۰ھ میں خلیفہ بنایا گیا۔ مدت خلافت تین سال اور چند مہینے ہے۔ ۶۴ھ ربیع الاول کے مہینے کے نصف پر وفات ہے جب کہ عمر ۳۸ برس تھی۔ غسل وکفن کے بعد دمشق میں دفنایا گیا۔
۸	معاویہ بن یزید کی خلافت	۶۴ھ میں خلیفہ بنے۔ مدت خلافت چالیس دن ہے۔ ۶۴ھ میں وفات ہے۔ جب کہ عمر تیئیس برس تھی۔ آپ کے بھائیوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ دمشق میں دفن کیا گیا۔
۹	عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت	۶۴ھ میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی اور ۷۳ھ ربیع الاول میں آپ کو شہید کیا گیا اور مکہ میں آپ کو سولی دی گئی۔ اور ظلما حجاج نے آپ کو سولی دی اور مکہ مکرمہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

۱۰	مروان بن حکم کی خلافت	۶۴ھ میں ہے۔ ایک سال دس مہینے کے قریب مدت خلافت ہے۔ وفات ۶۵ھ میں ہے جب کہ عمر ۶۳ برس ہے۔ دمشق میں دفن کیا گیا۔
۱۱	عبد الملک بن مروان کی خلافت	۶۵ھ میں ہے اور ۸۶ھ میں وفات ہے۔ جب کہ عمر ساٹھ برس تھی۔ دمشق میں دفن کیا گیا۔
۱۲	ولید بن عبدالملک کی خلافت	۸۶ھ میں خلافت کو سنبھالا اور ۹۶ھ میں وفات پائی۔ مدت خلافت دس برس ہے۔ دمشق میں مدفون ہیں۔
۱۳	سلیمان بن عبد الملک کی خلافت	۹۶ھ میں خلیفہ بنے اور ۹۹ھ میں وفات پائی۔ دمشق میں مدفون ہیں۔
۱۴	عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت	۹۹ھ میں خلیفہ بنے۔ ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ مدت خلافت دو برس اور پانچ مہینے ہے۔ حمص میں مدفون ہیں۔



صلى الله عليه وسلم
محمد
عبدالله
شيبة الحمد عبدالمطلب
هاشم ، عمرو
المغيرة عبد مَناف ،
قصي ،زيد
كِلاب
مُرَّة
كَعْب
لُؤَيّ
غَالِب
فِهْر ، قريش
مَالك
النّضر ، قيس
كِنَانَة
خُزَيْمَة
مُدْرِكة ، عمرو
إلياس
مُضَر
نِزَار
مَعَدّ
عَدْنان
الطيب
القاسم
إبراهيم
زينب
فاطمة
أم كلثوم
رقية
عبدالله الطاهر
الحارث
قثم
الضيداق
أبو لهب
حَجْل
العباس
حمزة
عبد مناف
عبدالكعبة
ضِرار
المقوّم
الزّبير
نضلة
أسَد
الشّفاء
صَيْفي
أبو صيفي عمرو
الأرقم
عبد شمس
قِلابَة
تُماضر
المطلب
نوفل
أميمة
عُبيد
رَيْطة
عَبْد
عبدالعُزّى
عبدالدار عبدالله
تخمُر
سَبِرَة
نُعْم
زُهرة
يَقَظة
تَيْم
الحارث
عامر
سَعد
عَوْف
خزيمة
سَامَة
مُحارب
عَوْف
الحارث
قيس
تَيْم
جُمَل
مالك
أسَد
ذِئب
جَوْن
الحارث
بَخْلد
خُزاعة
الصّلت
غزوان
عوف
سَعد
عامر
جَرْوَل
مَلكان
مِلْك
مَخْرمة
غَنم
عبد مناة
الحارث
مُلَيك
عَمرو
الهُون
عبدالله
أسَد
أسدَة
قيس
سَعد
غالب
هُزيل
عُمَير
عامر
عيادن الناس
أنمار
إياد
ربيعة
سَنّام
العُرْف
قنَص
قناصة
عدين
العَيّ
أبي
الرّيْث

ہجرت نبوی

اور جب کہ آپ کے ساتھ کفار مکر کر رہے تھے تاکہ وہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو وطن سے نکال دیں۔ اور وہ مکر کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہے تھے۔ اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔

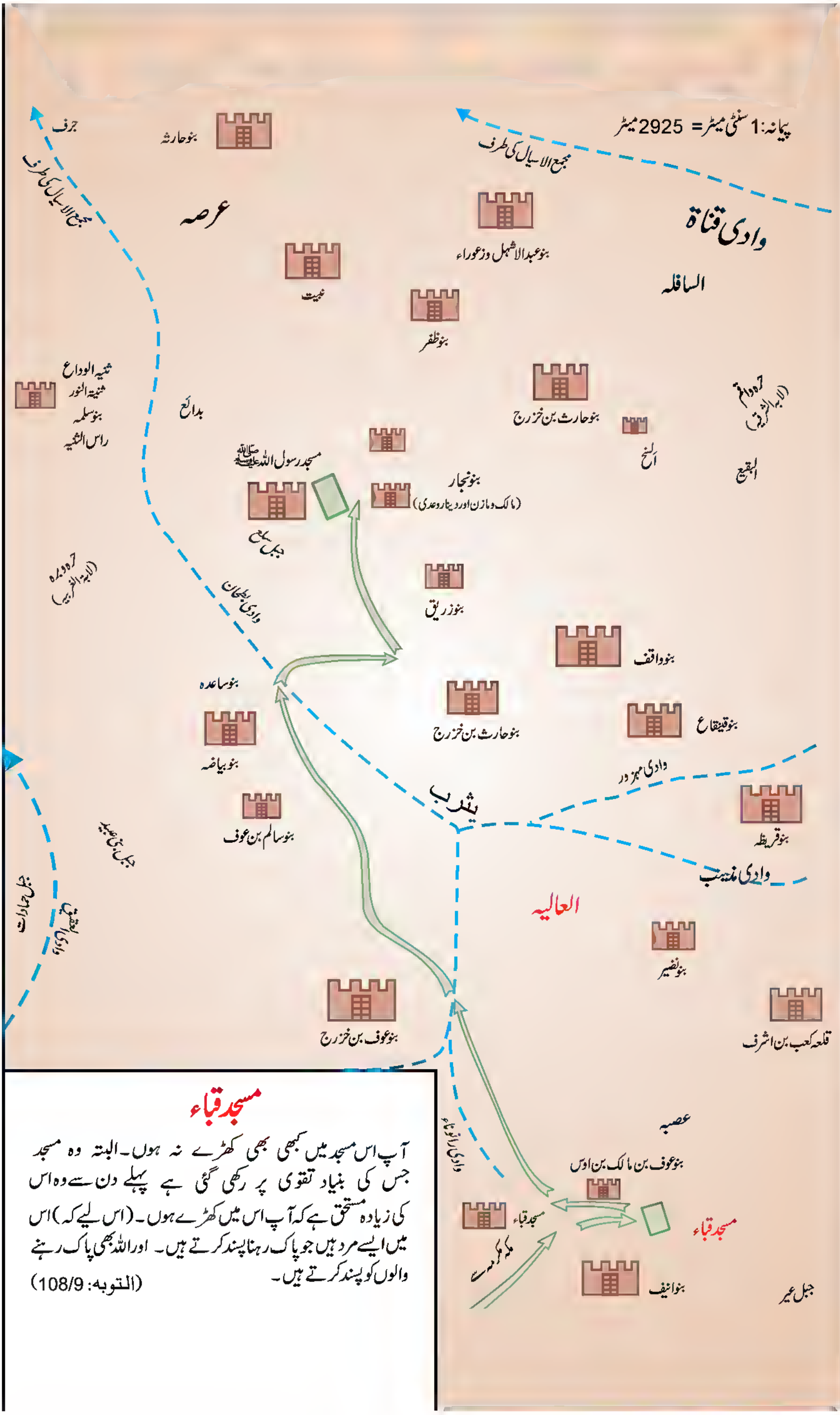
(الانفال:30/8)

اگر تم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت نہیں کرو گے تو یقیناً اللہ آپ کی نصرت کر چکا ہے جب آپ کو کافروں نے وطن سے نکالا اس حال میں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دو میں سے دوسرے تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے
جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اپنا سکینہ ان پر اتارا اور ان کی مدد کی ایسے لشکروں کے ذریعہ جن کو تم نے دیکھا نہیں

(التوبہ: 40/9)



* نبی ﷺ 12 ربیع الاول مطابق 24 ستمبر 622ء بروز پیر کو قباء پہنچے۔ یکم محرم 1ھ 16 جولائی 622ء کے مطابق ہے اور یہی ہجری تاریخ کی ابتدا ہے۔

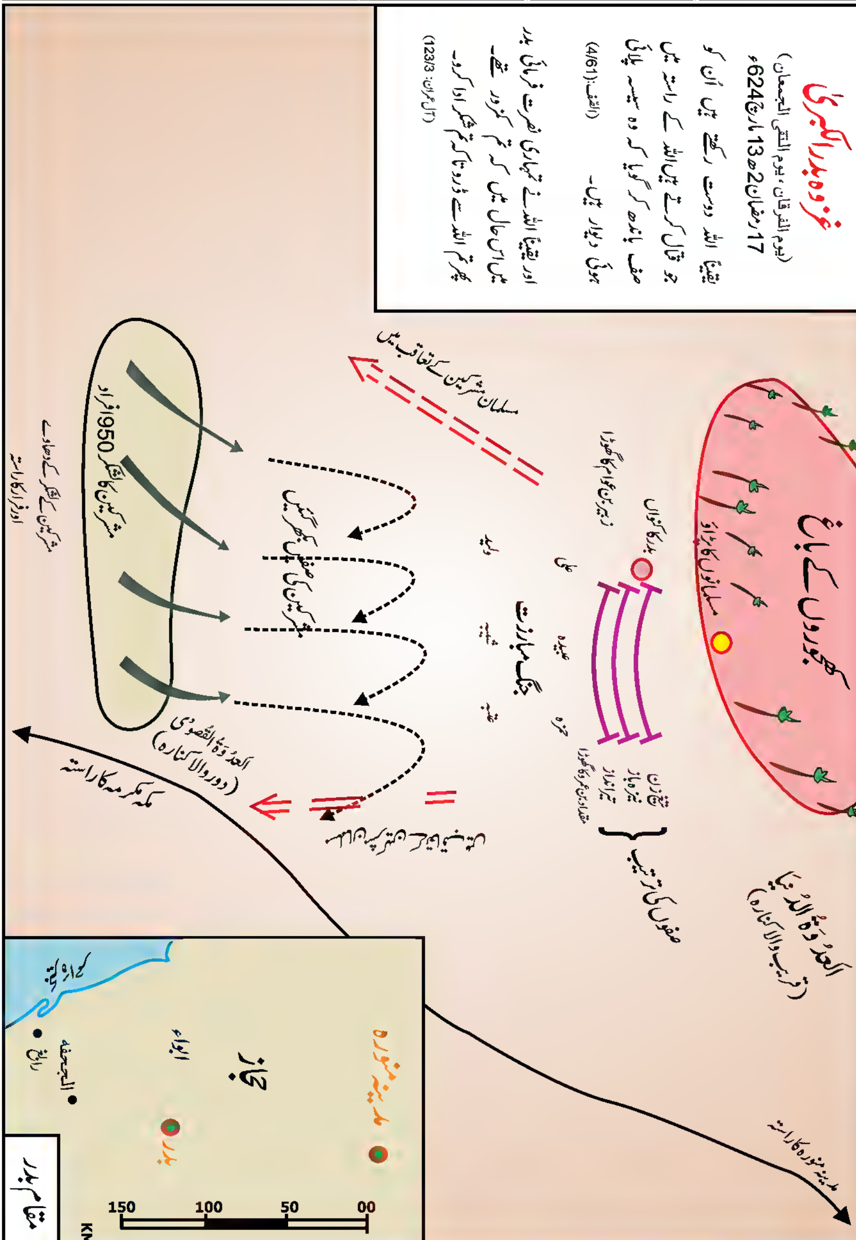


مسجد قباء

آپ اس مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ اس کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ (اس لیے کہ) اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

(التوبہ: 108/9)

تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
۱۷/ ۱۹/ ۲۰ رمضان ۲ھ	غزوۂ بدر کبریٰ	۸۴ مہاجرین اور ۲۲۹ انصار	ابو لبابہ بن عبد المنذر الانصاریؓ	جنگ میں کافروں کی تعداد ۱۰۰۰ تھی ۔ ۷۰ صنادید قریش قتل اور ۷۰ قید ہوئے۔



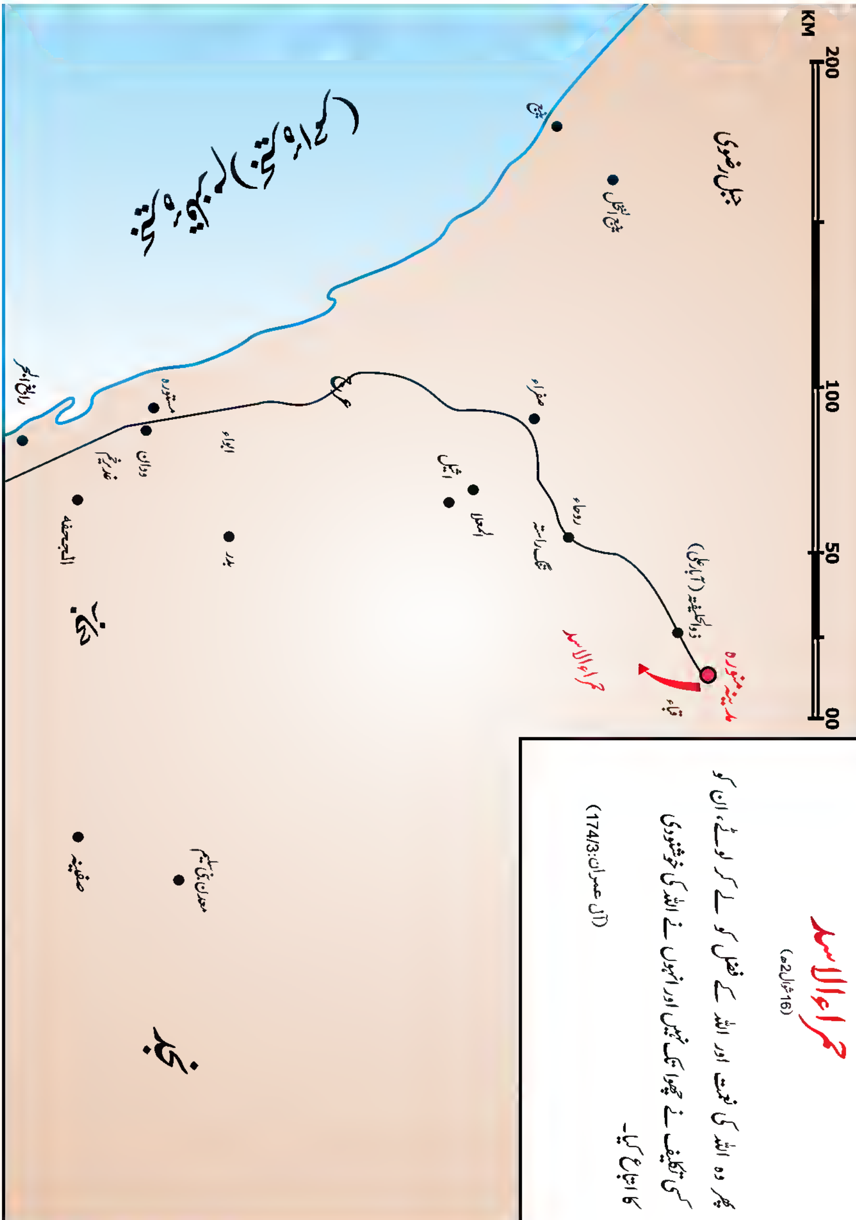
مقصد سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	شرکائے سفر	جہت سفر	تاریخ سفر
تمام غزوات میں سب سے زیادہ دشوار ثابت ہوا	عبد اللہ ابن ام مکتومؓ	۱۰۰۰ افراد۔ جن میں سے ۳۰۰ منافق پلٹ گئے	غزوۂ احد	ہفتہ ، ۱۵شوال ۳ھ



غزوہ احد (15 شوال 3ھ)

اور یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم ان کو اللہ کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم ہمت ہار بیٹھے اور تم نے اس معاملہ میں آپس میں جھگڑا کیا اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد کہ اللہ نے تمہیں دکھا دی وہ (فتح) جو تم پسند کرتے تھے۔ (آل عمران 3/152)

تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت	مقصد سفر
اتوار ۱۶ شوال ۳ھ	غزوۂ حمراء الاسد	۳۶۰ صحابہؓ		جنگ احد سے واپسی پر ابوسفیان اور کفار قریش یہاں جمع ہوگئے تھے۔ ان کے تعاقب میں روانگی ہوئی۔ لیکن وہ خبر لگنے پر بھاگ کھڑے ہوئے۔

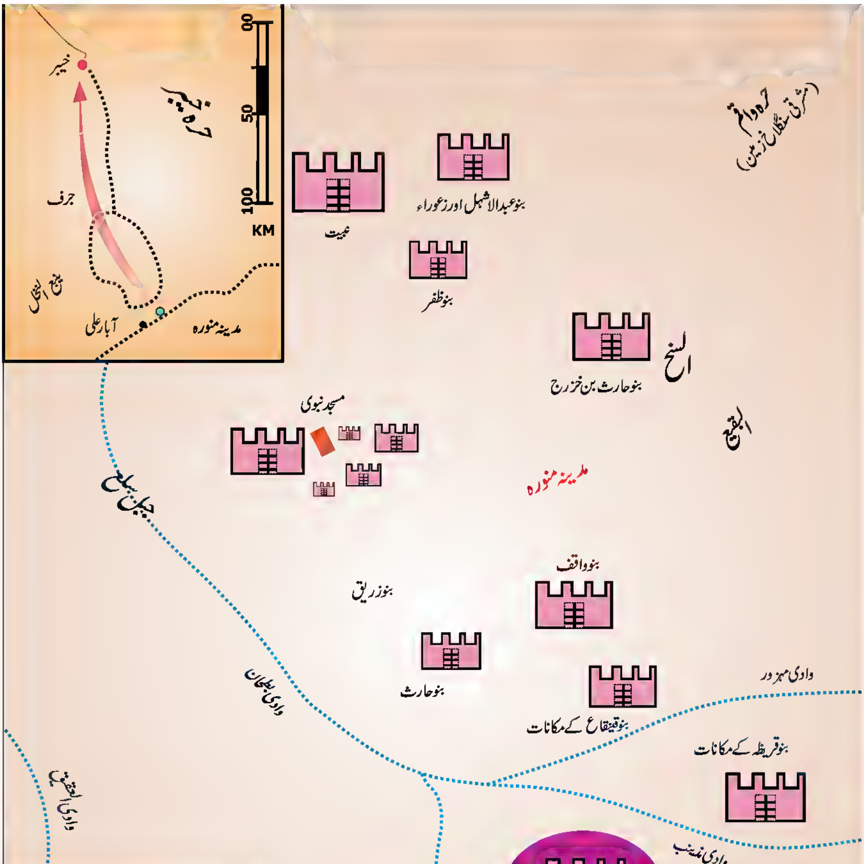


حمراء الاسد
(16شوال3ھ)

پھر وہ اللہ کی نعمت اور اللہ کے فضل کے ساتھ لوٹ کر آئے ان کو کسی تکلیف نے چھوا تک نہیں اور انہوں نے اللہ کی خوشنودی کا اتباع کیا۔

(آل عمران:174/3)

تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
ربیع الاول ۴ھ	غزوہ بنی نضیر		ابن ام مکتومؓ	بیس دن کے محاصرہ کے بعد وہ جلا وطنی پر راضی ہوگئے۔

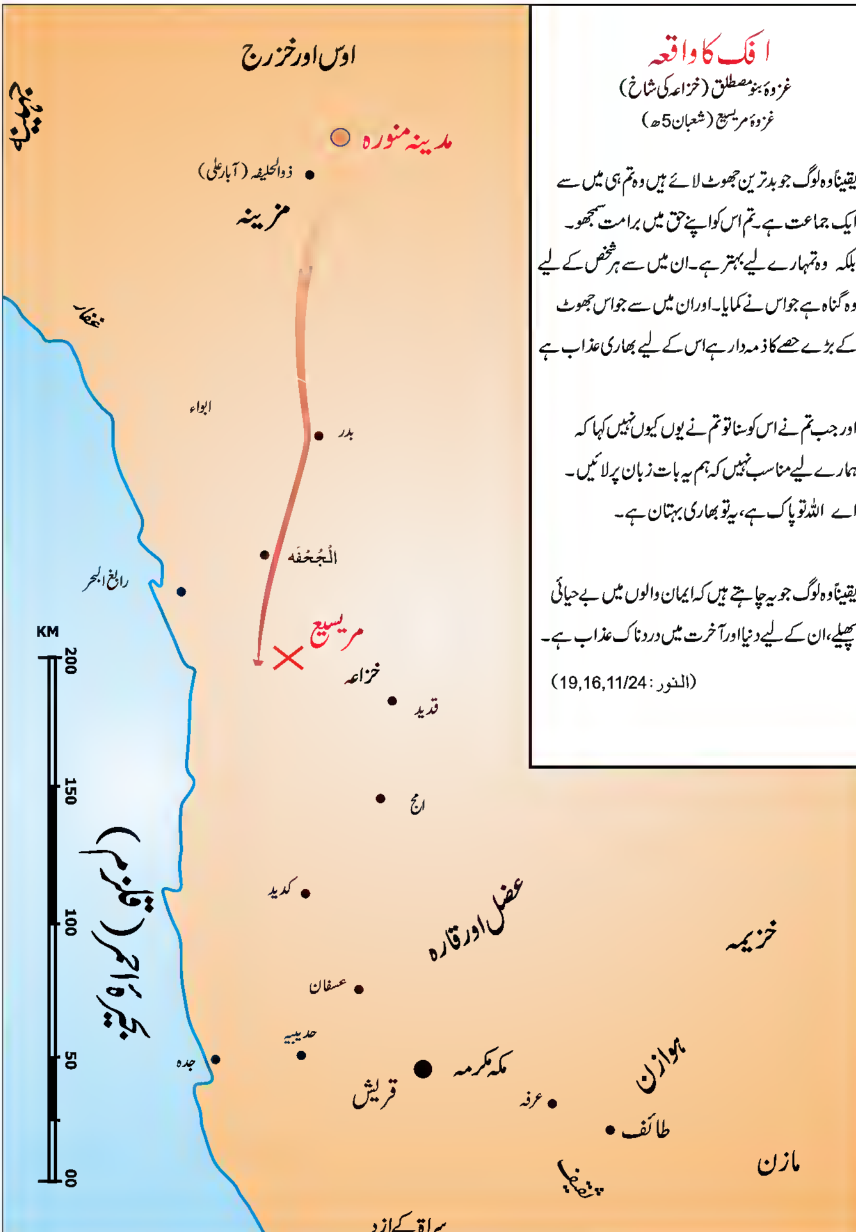


بنونضیر (4ھ)

جو کھجور کا درخت تم نے کاٹا یا اس کو اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو وہ اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے تا کہ اللہ نافرمانوں کو رُسوا کرے۔

(الحشر 5/59)

تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
شعبان ۵ھ	غزوہ بنو مصطلق / غزوہ مریسیع	۷۰۰ صحابہؓ	زید بن حارثہؓ یا ابوذر غفاریؓ	دشمنوں کو جنگ میں شکست ہوئی اور غنیمت حاصل ہوئی۔



افک کا واقعہ

غزوۂ بنو مصطلق (خزاعہ کی شاخ)

غزوۂ مریسیع (شعبان 5ھ)

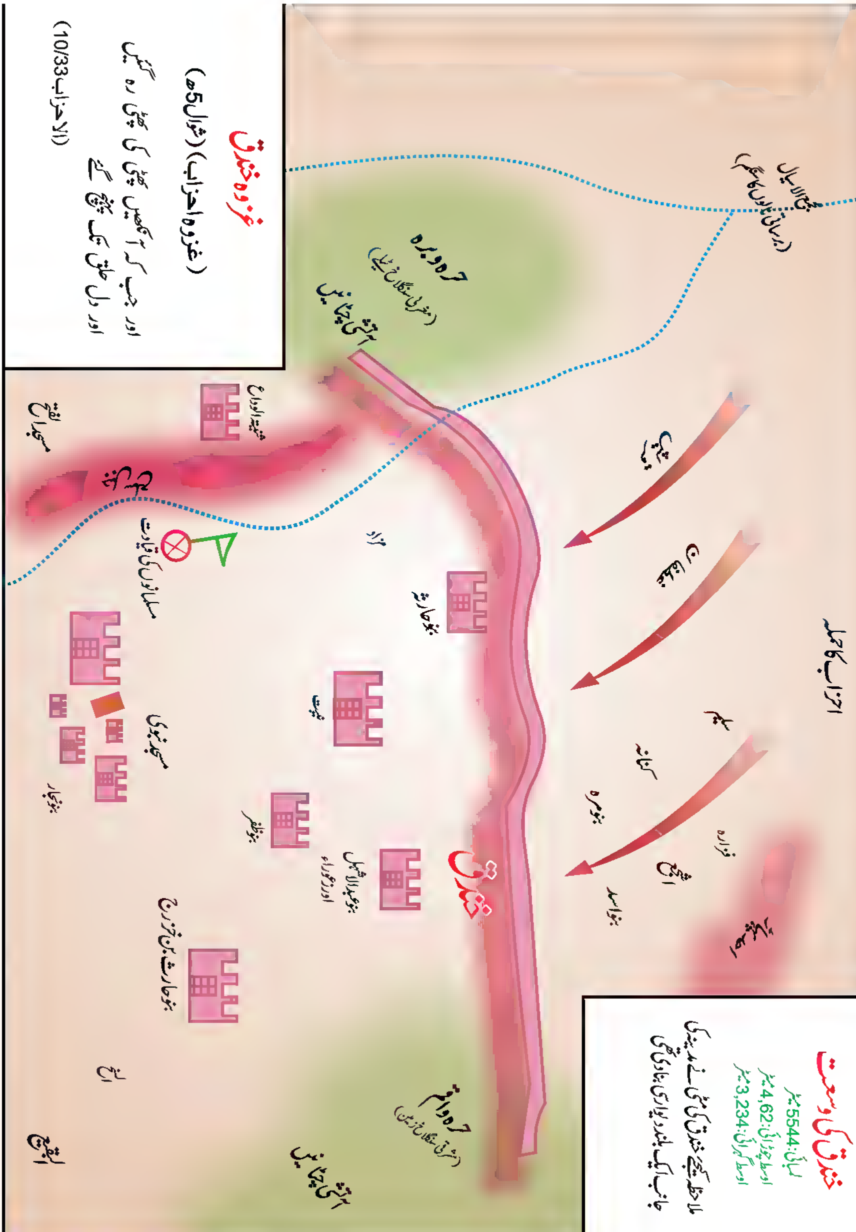
یقیناً وہ لوگ جو بدترین جھوٹ لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔تم اس کو اپنے حق میں برا مت سمجھو۔ بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ان میں سے ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا۔اوران میں سے جو اس جھوٹ کے بڑے حصے کا ذمہ دار ہے اس کے لیے بھاری عذاب ہے

اور جب تم نے اس کو سنا تو تم نے یوں کیوں نہیں کہا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم یہ بات زبان پر لائیں۔ اے اللہ تو پاک ہے، یہ تو بھاری بہتان ہے۔

یقیناً وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(النور : 19,16,11/24)

مقصد سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	شرکائے سفر	جہت سفر	تاریخ سفر
دس یا بارہ یا پندرہ ہزار مشرکین کے حملے کی اطلاع پر مدینہ سے باہر خندقیں کھود کر دشمنوں کو روکنے کیلئے تشریف لے گئے اور کامیاب واپسی ہوئی۔	عبد اللہ ابن ام مکتومؓ	۳۰۰۰ صحابہؓ	غزوۂ خندق / غزوۂ احزاب	شوال / ذیقعدہ ۵ھ

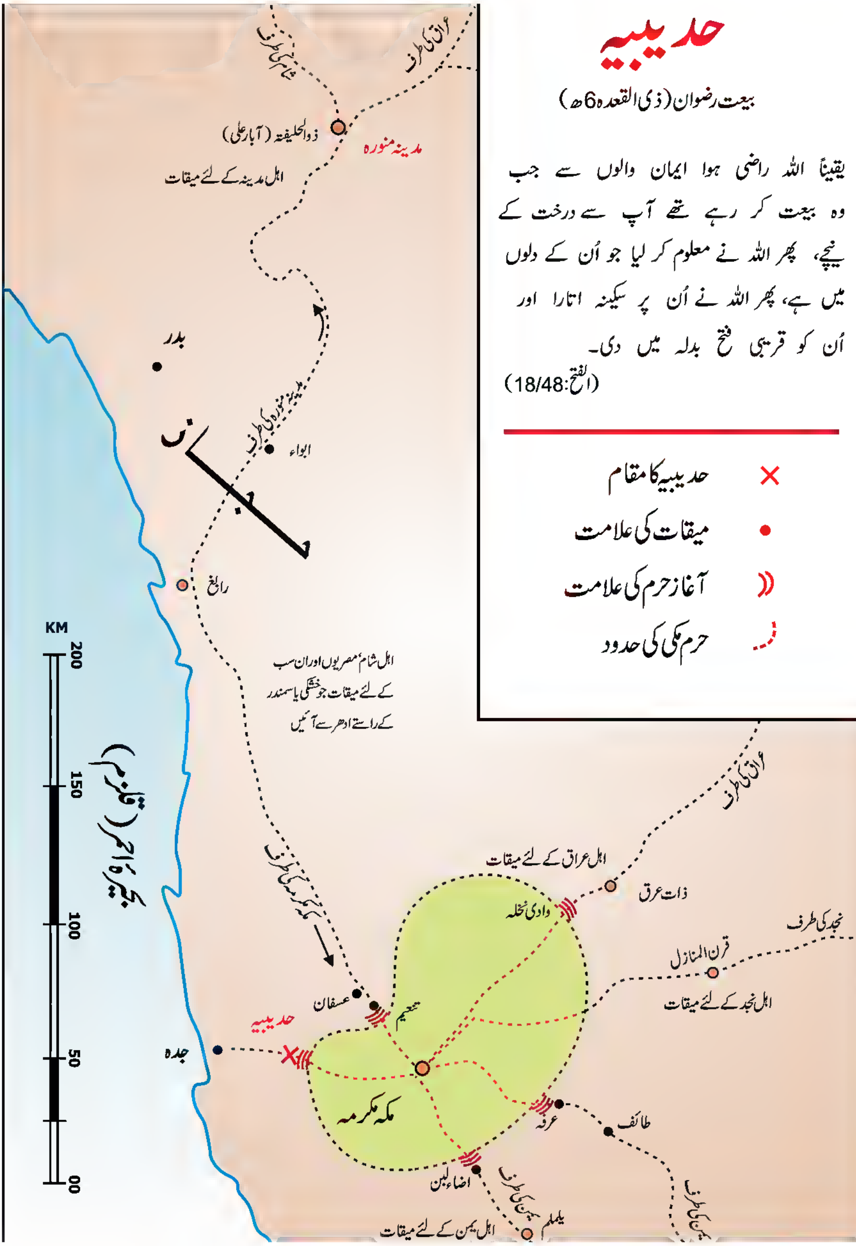


تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
یکم ذیقعدہ ۶ھ	غزوۂ حدیبیہ	۱۴۰۰/ ۱۵۰۰ صحابہؓ	عبد اللہ بن ام مکتومؓ / نُمیلہ بن عبد اللہ اللیثیؓ	عمرہ کا ارادہ تھا۔ مگر کفار کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سال نہ کرسکے۔ صلح ہو گئی۔

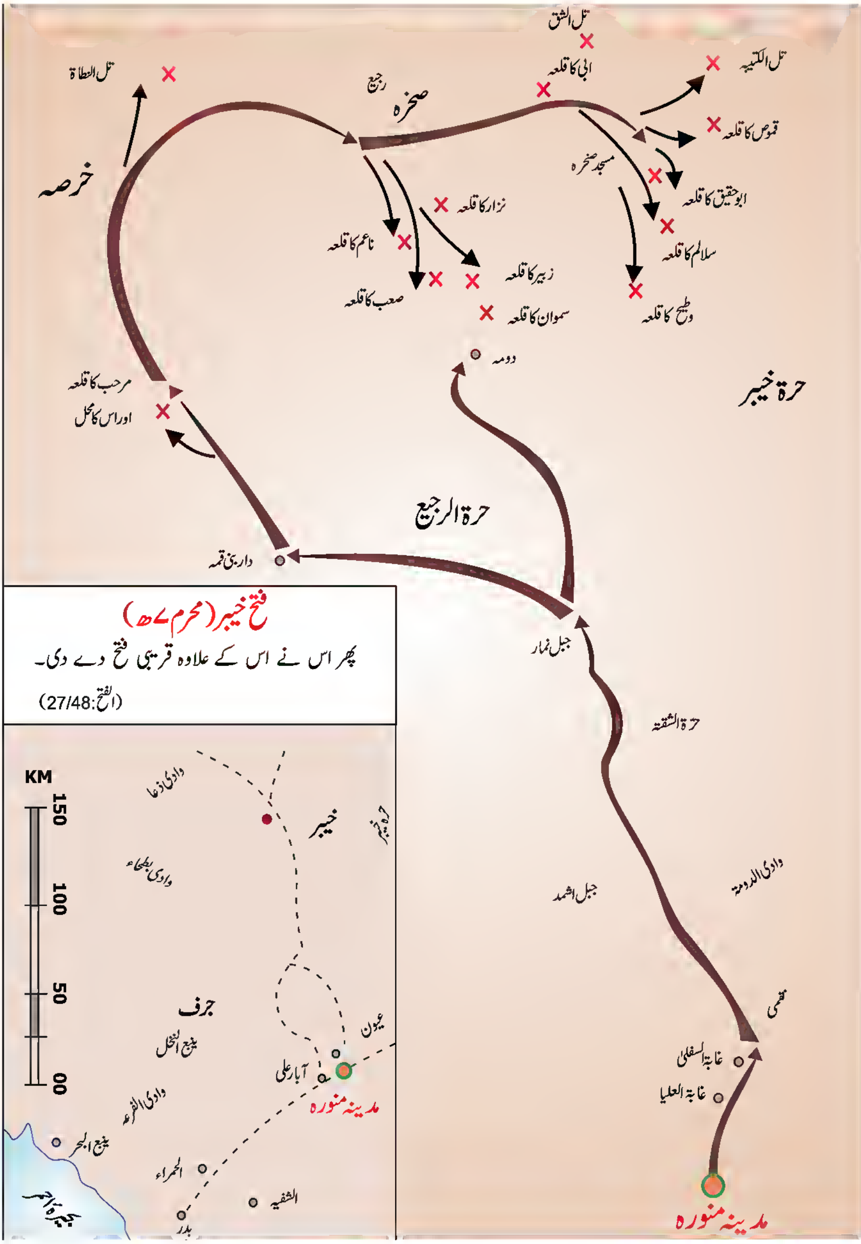
حدیبیہ

بیعت رضوان (ذی القعدہ 6ھ)

یقیناً اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ سے درخت کے نیچے، پھر اللہ نے معلوم کر لیا جو اُن کے دلوں میں ہے، پھر اللہ نے اُن پر سکینہ اتارا اور اُن کو قریبی فتح بدلہ میں دی۔
(الفتح:18/48)



تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
محرم ۷ھ	غزوۂ خیبر	۱۴۰۰ پیادے اور ۲۰۰ سوار	سباع بن عرفطہؓ	خیبر فتح ہوا۔



فتح خیبر (محرم ۷ھ)

پھر اس نے اس کے علاوہ قریبی فتح دے دی۔

(الفتح:27/48)

عمرۃ القضاء

(ذی قعدہ 7ھ)

یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا کہ واقع میں مسجدِ حرام میں ان شاء اللہ تم ضرور داخل ہوں گے امن سے، اپنے سروں کو منڈائے ہوئے اور قصر کرائے ہوئے بے خوف ہو کر۔

(الفتح:27/48)

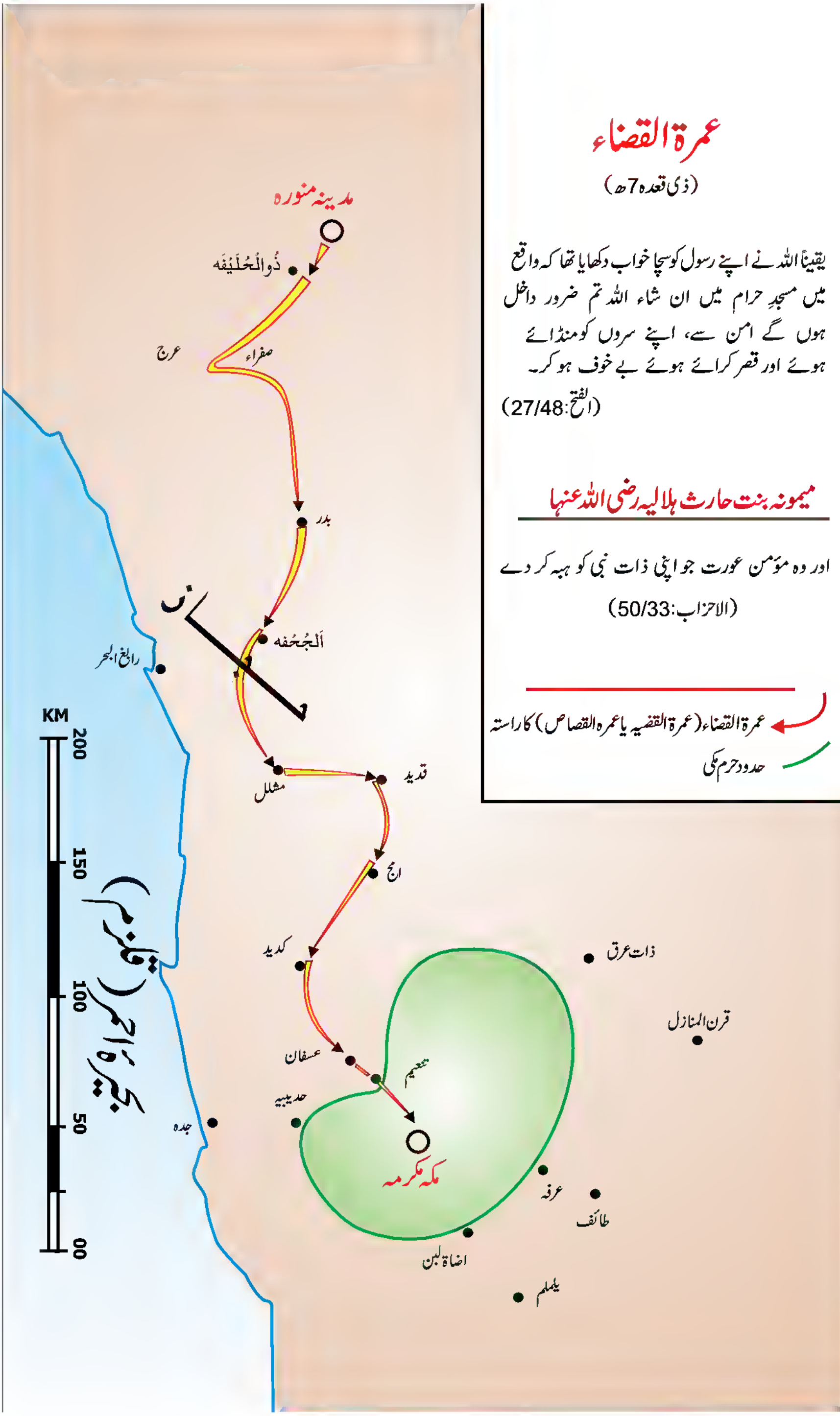
میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا

اور وہ مؤمن عورت جو اپنی ذات نبی کو ہبہ کر دے

(الاحزاب:50/33)

عمرۃ القضاء (عمرۃ القضیہ یا عمرہ القصاص) کا راستہ

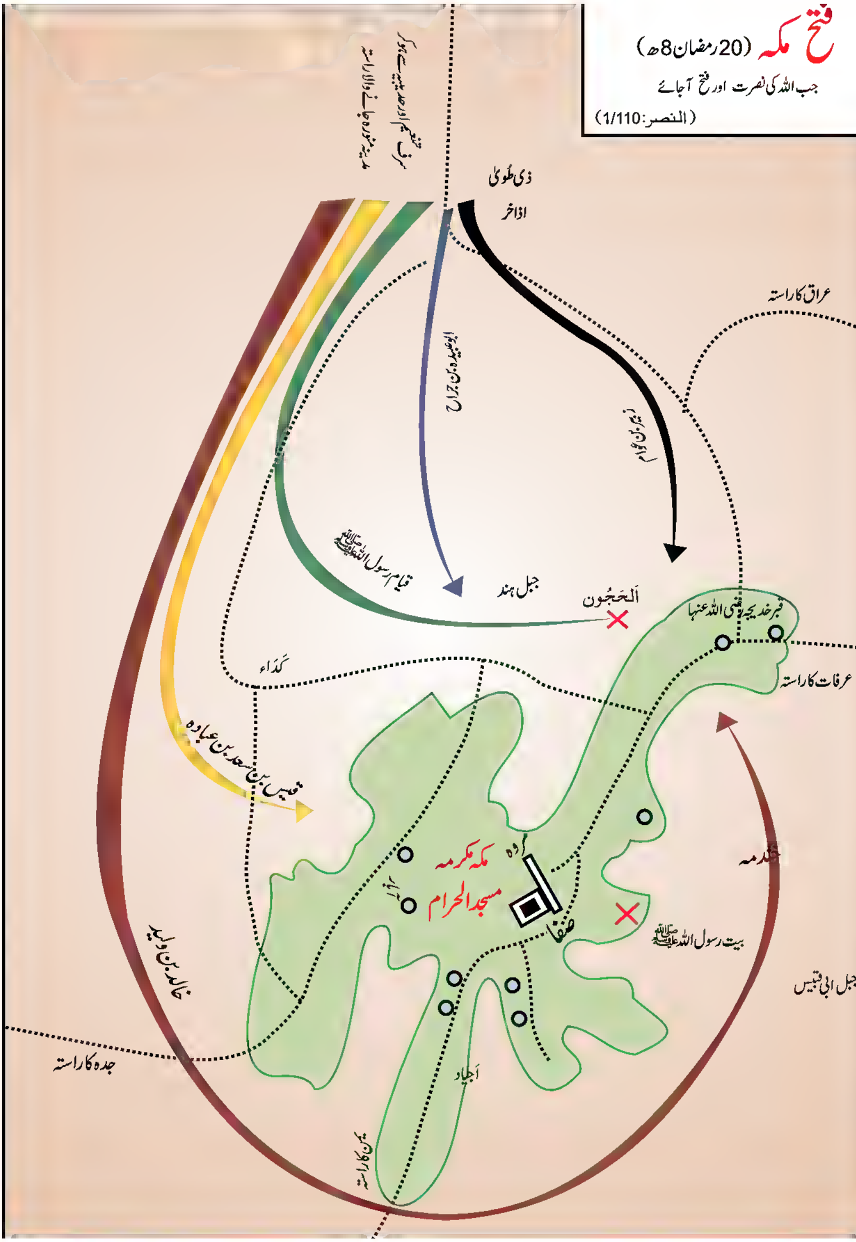
حدود حرم مکی



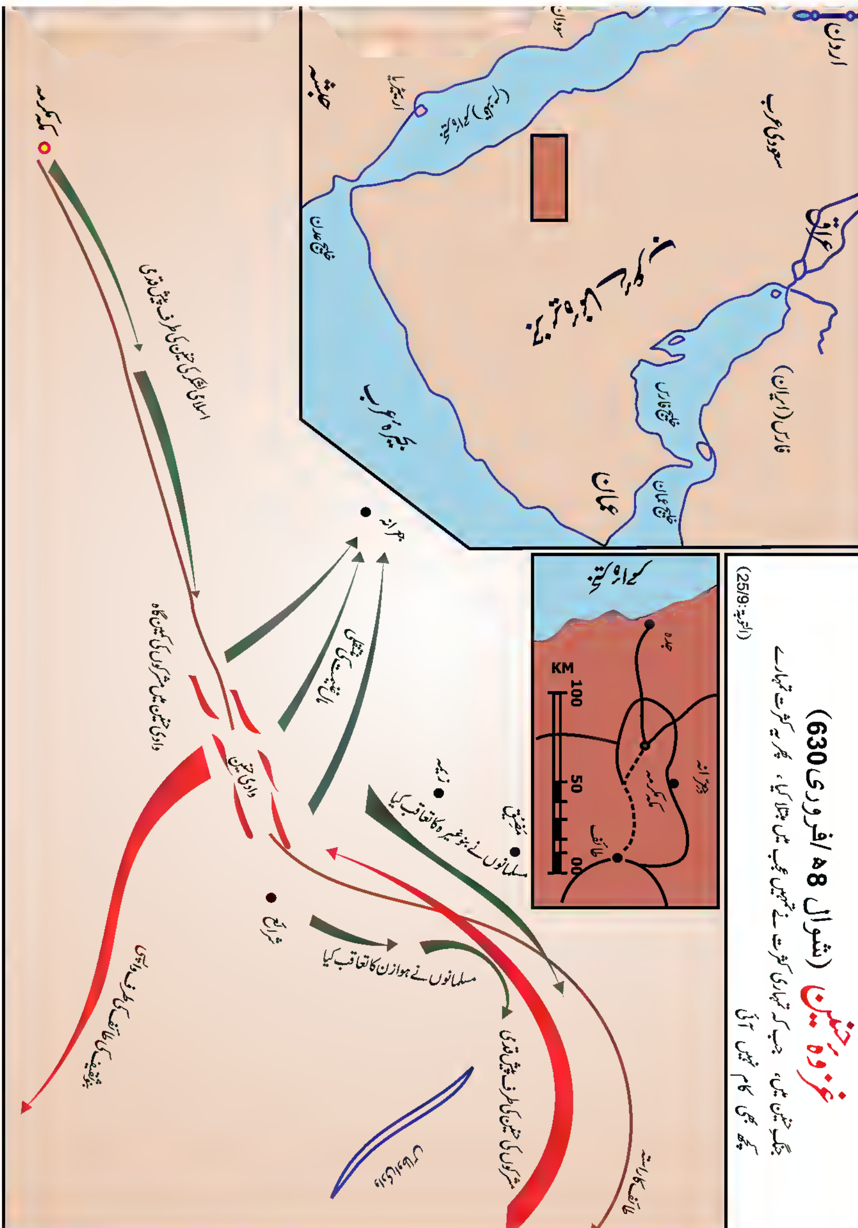
مقصد سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	شرکائے سفر	جہت سفر	تاریخ سفر
قریش کی عہد شکنی پر انہیں سزا دینے کیلئے سفر فرمایا اور مکہ فتح ہوا۔	عبد اللہ بن ام مکتومؓ (امامت نماز)/ ابورہم بن کلثوم بن حصینؓ (دیگر امور)	۱۰۰۰۰ قدسی صحابہؓ	فتح مکہ / غزوۃ الفتح	جمعۃ المبارک ۱۷/ ۱۹/ ۲۰ رمضان ۸ ھ

فتح مکہ (20 رمضان 8ھ)

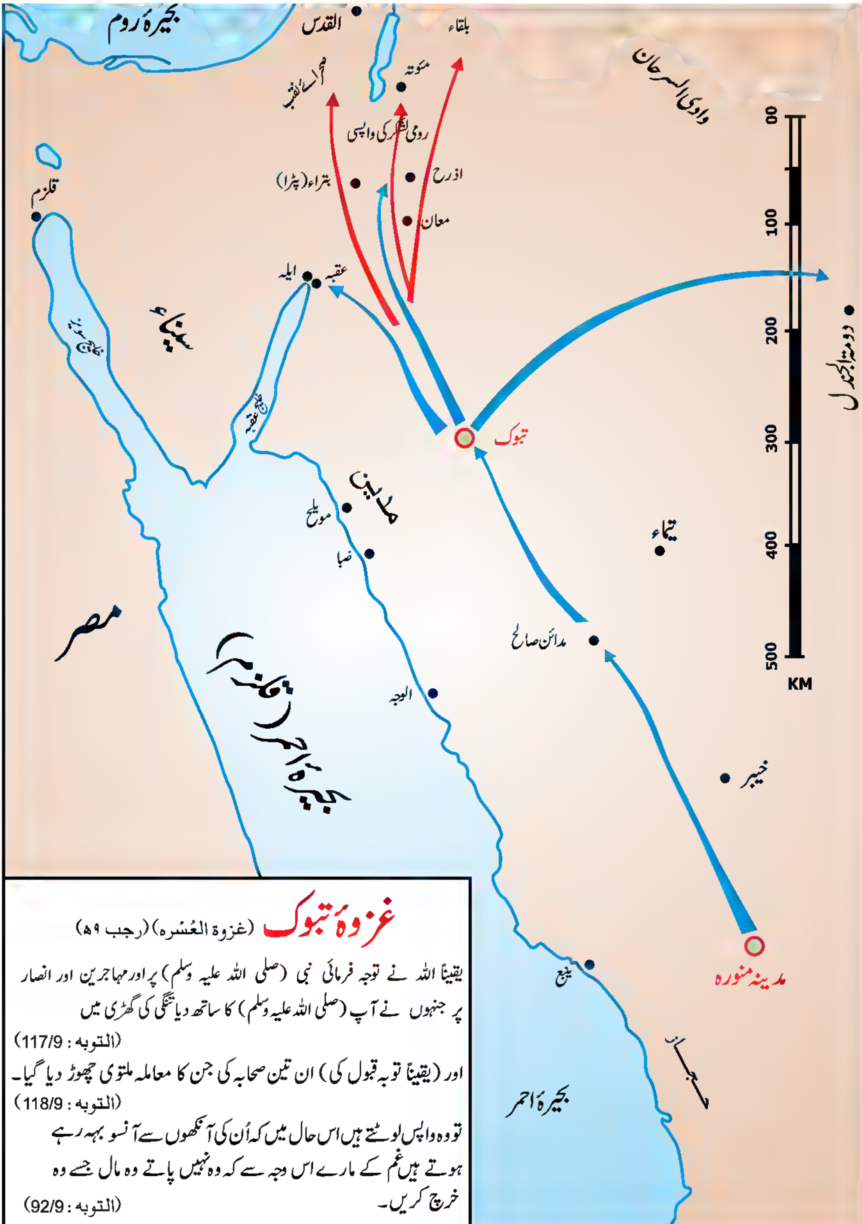
جب اللہ کی نصرت اور فتح آجائے
(النصر:1/110)



تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
۶ شوال ۸ھ	غزوۂ حنین / غزوۂ طائف	۱۰۰۰۰ قدسی صحابہ ۲۰۰۰ طلقائے مکہ	مکہ میں (عتاب بن اسیدؓ) غزوۂ الفتح کے بعد مکہ سے ہی سفر ہوا۔	دشمنوں کے اجتماع اور حملہ کی تیاری کی خبر سن کر ان کی سرکوبی کیلئے تشریف لے گئے۔ فتح اور بھاری غنیمت حاصل ہوئی



تاریخ سفر	جہت سفر	شرکائے سفر	امامت و امارت کس کے سپرد فرمائی	مقصد سفر
رجب ۹ھ	غزوۂ تبوک / غزوۃ العسرۃ / ساعۃ العسرۃ / الفاضحہ	۳۰۰۰۰ / (اور شاید خدام و اتباع کو ملا کر) ۷۰۰۰۰		نہایت تنگی اور سختی کے زمانے میں سفر ہوا۔ لڑائی نہیں ہوئی کہ دشمن مقابلے کو نہیں نکلے۔



غزوۂ تبوک (غزوۃ العُسرہ) (رجب ۹ھ)

یقیناً اللہ نے توجہ فرمائی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ دیا تنگی کی گھڑی میں
(التوبہ: 117/9)

اور (یقیناً توبہ قبول کی) ان تین صحابہ کی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔
(التوبہ: 118/9)

تو وہ واپس لوٹتے ہیں اس حال میں کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں غم کے مارے اس وجہ سے کہ وہ نہیں پاتے وہ مال جسے وہ خرچ کریں۔
(التوبہ: 92/9)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریفہ کا آخری غزوہ تھا۔ ابن ہشام نے اس سفر کی درج ذیل مساجد مبارکہ کے نام ذکر کیے ہیں:

- ☆ مسجدتبوک
- ☆ مسجدثنیةمدران
- ☆ مسجدذاتالزراب
- ☆ مسجدالأخضر
- ☆ مسجدذاتالخطمی
- ☆ مسجدألاء
- ☆ مسجدطرفالبتراء-منذنبكواكب
- ☆ مسجدالشق-شقتارا
- ☆ مسجدذيالجيفة
- ☆ مسجدصدرحوضی
- ☆ مسجدالحجر
- ☆ مسجدالصعيد
- ☆ مسجدالوادی-اليوموادیالقریم
- ☆ مسجدالرقعةمنالشقة-شقةبنیعذرة
- ☆ مسجدذيالمروة
- ☆ مسجدالفيفاء
- ☆ مسجدذيخشب

خدا کرے کہ یہ مساجد سلامت ہوں اور ان کے آثار باقی ہوں اور بخاری شریف میں مذکور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورۃ کے درمیان مساجد مبارکہ کی طرح ان کے نشانات بھی مٹا نہ دیئے گئے ہوں۔

غزوات وسرایا کی ترتیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل ۲۷ غزوات میں بہ نفس نفیس شرکت فرمائی۔ یہ درج ذیل ہیں:

☆ غزوۃ ودان (اسے غزوۃ الابواء بھی کہتے ہیں)

☆ غزوۃ بواط۔

☆ غزوۃ العشیرۃ (بطن ینبوع میں)

☆ غزوۃ بدر الاولیٰ (کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں)

☆ غزوۃ بدر الکبریٰ (جس میں ستر کفار مکہ قتل ہوئے)۔

☆ غزوۃ بنی سلیم۔

☆ غزوۃ السویق۔ (ابوسفیان کے تعاقب میں)

☆ غزوۃ غطفان (اسے غزوہ ذی اُمرّ بھی کہتے ہیں)

☆ غزوۃ بحران۔ (حجاز میں ایک معدن ہے)

☆ غزوۂ احد

☆ غزوۂ حمراء الاسد
☆ غزوۂ بنی نضیر
☆ غزوۂ ذات الرقاع
☆ غزوۂ بدر الآخرۃ
☆ غزوۃ دومۃ الجندل
☆ غزوۃ الخندق
☆ غزوۃ بنی قریظۃ
☆ غزوۃ بنی لحیان (من ھذیل)
☆ غزوۃ ذی قرد
☆ غزوۃ بنی المصطلق (من خزاعۃ)
☆ غزوۃ الحدیبیۃ (ارادہ عمرہ کا تھا۔ لیکن قریش حائل ہوگئے)
☆ غزوۃ خیبر
☆ عمرۃ القضاء
☆ غزوۃ الفتح
☆ غزوۃ حنین
☆ غزوۃ الطائف
☆ غزوۃ تبوک

ان میں سے صرف ۹ غزوات میں لڑائی ہوئی جو درج ذیل ہیں:
بدر، احد، خندق، بنوقریظہ، بنوالمصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

بکثرت سرایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ سریہ عبیدۃ بن الحارث (ثنیۃ ذی المرۃ)

☆ سریہ حمزۃ بن عبدالمطلب (ساحل البحر)

☆ سریہ سعد بن ابی وقاص (الخرار)

☆ سریہ عبداللہ بن جحش (نخلۃ)

☆ سریہ زید بن الحارثۃ (القردۃ)

☆ سریہ محمد بن مسلمہ (کعب بن اشرف)

☆ سریہ مرثد بن ابی مرثد الغنوی (الرجیع)

☆ سریہ منذر بن عمرو (بیر معونہ)

☆ سریہ ابی عبیدۃ بن الجراح (ذی القصہ بہ جانب عراق)

☆ سریہ عمر بن الخطاب (ارض بنی عامر)

☆ سریہ علی بن ابی طالب (یمن)

☆ سریہ غالب بن عبداللہ الکلبی

گھٹائیں رحمتوں کی چھا گئیں ابر کرم برسے

یہ عالم ہے کہ خارِ طیبہ خوشتر ہیں گلِ تر سے

یہ کس نے سازِ دل پر نغمہ نعتِ نبیؐ چھیڑا

صدائیں مرحبا کی آ رہی ہیں ہفتِ کشور سے

زمین پاک مرقد کی بلندی کوئی کیا جانے

کہ جس کی رفعتوں کے واسطے عرشِ بریں ترسے

خوشا صدق و جلال و حکم و تقویٰ شاہِ والا کا

کوئی پوچھے ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ سے

یہ ناممکن ہے مرجھائی ہوئی کلیاں نہ کھل جائیں

گھٹا رحمت کی دیکھو وہ اُٹھی اللہ کے گھر سے

ہلال و بدر میں آئی کہاں سے اتنی تابانی

کلس سے کچھ اڑائی ہے تو کچھ روئے پیمبرؐ سے

غسالہ سید کونین کا میری نگاہوں میں
ہزاروں درجہ بہتر قطرۂ تسنیم و کوثر سے

یہ کس نے زندگی کا صور پھونکا کوہِ فاراں پر
زمیں کیا آسماں تک گونج اُٹھا اللہ اکبر سے

وہ کیوں کر قصرِ جنت کی طرف ہو ملتفت عارفؔ
جگہ مرقد کی طیبہ میں ملے جس کو مقدر سے

(مولانا ابو الوفاء عارفؔ شاہجہانپوری)

سید و سرور و وقارِ حرم | عظمتِ کعبہ و دیارِ حرم
حُسنِ تخلیق و باعثِ تخلیق | نازشِ دو جہاں، قرارِ حرم
فقر سرمایہ، بوریہ بستر | بے زر و سیم، تاجدارِ حرم
ضامنِ عصمتِ بنائے خلیل | پاسبان و نگاہ دارِ حرم
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَق گفت | خاتمِ انبیاء، نگارِ حرم
فخرِ کونین، فخرِ موجودات | تیرا کوچہ ہے افتخارِ حرم
تیری تکبیر اور تری تہلیل | نغمۂ سازِ آبشارِ حرم
صاحبِ لطف و جود و خُلقِ عظیم | مجھ کو بھی بخش دے جوارِ حرم
دے جگہ اپنے آستاں کے قریب | کر عطا کوئی ریگ زارِ حرم
میں بھی ہوں گلشنِ محبت میں | گل نورستۂ بہارِ حرم
نغمہ خواں، نغمہ ساز، نغمہ سرا | بلبلِ گلشن بہارِ حرم
دست بکشاد و دست گیری کن | طے نہ یوں ہوگی رہگذارِ حرم
پا شکستہ بھی ہوں، ملول بھی ہوں | نظرِ لطف! شہریارِ حرم
المدد المدد شہِ کونین | وقتِ نصرت ہے، غمگسارِ حرم
الغیاث الغیاث میرِ عرب | آج خطرے میں ہے وقارِ حرم
متحد ہیں یہود بہر قتال | منتشر جملہ شہسوارِ حرم
ہیں کلیسا و دیر شیر و شکر | زہر آلود خلفشارِ حرم
اب دلوں میں نہیں وہ جوشِ عمل | ہو گیا سرد شعلہ زارِ حرم
ہائے! انجامِ کار کیا ہوگا | لے نہ ڈوبے یہ انتشارِ حرم
چارہ سازِ شکستگاں! فریاد | دیکھ پامالیِ بہارِ حرم

حافظ مظہر الدین المتوفی ۱۹۸۰ء

بسم الله الرحمن الرحیم

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم :

رحمۃ ورافۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے بڑے منصف اور سب سے زیادہ شفیق تھے۔اور تمام انسانوں میں سے زیادہ حلیم تھے اور تمام لوگوں میں سب زیادہ مہربان تھے۔

عصمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو چھویا تک بھی نہیں، جس باندی کے آپ مالک نہ ہوں یا جو آپ کے عقدِ نکاح میں نہ ہو یا وہ خاتون آپ کی محرم نہ ہو۔

جودوسخا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور تمام انسانوں میں سب سے زیادہ شریف تھے۔

زہد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک دینار، ایک درہم بھی، ایک رات بھی ٹھہرتا نہیں تھا۔ کوئی چیز بچ جاتی اور آپ ایسا شخص نہ پاتے جسے آپ عنایت فرمائیں اور رات آجاتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف نہیں لے جاتے تھے جب تک کہ محتاج تک اس چیز کو پہنچا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ نہ ہو جاتے۔

ترک تنعم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ شانہ جو اموال عطا فرماتے اس میں سے صرف سال بھر کے کھانے کا ذخیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے، وہ بھی عام میسر آنے والی چیزوں میں سے ہوتا یا کھجوریں ہوتیں اور جَو ہوتے۔ اور اس کے علاوہ جو بچ جاتا وہ اللہ کے راستہ میں خرچ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی چیز کا کبھی سوال نہیں کیا جاتا تھا جو آپ عطا نہ فرماتے ہوں۔

ترک تعریض

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص سے تکلیف دہ چیز کے ساتھ پیش نہ آتے اور نہ آپ کے وعظ میں کسی مُعَیَّن شخص پر ایسی چوٹ ہوتی کہ قرینہ سے معلوم کیا جا سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ شخص ہے۔

ہردلعزیزی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بشاشت سے پیش آتے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک یہ سمجھتا کہ وہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز

ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپل کو گانٹھتے اور کپڑے پر پیوند لگاتے اور اپنے گھر والوں کا گھریلو امور میں ہاتھ بٹاتے اور ان کے ساتھ گوشت کاٹتے گویا کہ آپ ان میں سے ایک ہیں۔

حیاء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ، بہت ہی باحیاء تھے۔اتنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ اقدس کسی کے چہرے پر کبھی جمتی نہیں تھی۔

ہدیہ وصدقہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آزاد اور غلام کی دعوت قبول فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ دودھ کا ایک گھونٹ ہو، یا خرگوش کی ایک ران ہو، اور اس پر بدلہ عطا فرماتے اور اسے نوش فرماتے، لیکن صدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوش نہیں فرماتے تھے۔

عیادت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں میں سے بیماروں کی عیادت فرماتے جن کی کوئی پوچھ لوگوں میں نہیں ہوتی تھی اور بذاتِ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمت انجام دیتے تھے۔

اصحاب کی خبر گیری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے دلوں کے حال پر مُطّلَع ہو کر لطیف انداز میں انہیں تنبیہ فرماتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے کوئی صحابی غائب رہتے، تو ملاقات پر ان سے فرماتے اے ہمارے بھائی! شاید کہ آپ ہم سے ناراض ہو گئے یا ہمارے بھائیوں میں سے کسی کی حرکت کی وجہ سے ناراض ہو گئے؟

شیرینی کلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ متواضع تھے اور تکبر کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے سب سے زیادہ سکوت فرمانے والے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام طوالت کے بغیر سب سے زیادہ بلیغ ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے زیادہ ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ان سے ملنے والے تھے۔ دنیوی امور میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین نہیں کر سکتی تھی۔

لباس میں سادگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو پاتے اسے پہن لیتے۔ کبھی شملہ، کبھی بردہ، حبرہِ یمانیہ، اور کبھی اون کا جبہ پہنتے۔ مباح لباس میں سے جو پاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے پہنتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے اپنے غلام کو یا اس کے علاوہ کو ردیف بناتے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور پیچھے بھی ردیف ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں ہوتے۔

معاشرت میں سادگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو سواری میسر ہوتی اس پر سوار ہوتے، کبھی گھوڑے پر، کبھی اونٹ پر، کبھی خچر پر، کبھی دراز گوش پر۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگے پیر پیدل چلتے، بغیر چادر اور بغیر ٹوپی کے بیماروں کی عیادت فرماتے۔ مدینہ منورہ کے دور دور علاقوں میں بھی اس انداز میں تشریف لے جاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو پسند تھی اور بد بو ناپسند تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء اور مساکین کے ساتھ کھانا نوش فرماتے اور ان کے ساتھ مجلس فرماتے اور ان کے کپڑوں کی جُوں وغیرہ صاف فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل فضیلت کا اکرام فرماتے، اور شرافت والوں کی طرف احسان فرما کر شفقت فرماتے۔

صلہ رحمی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کا اکرام فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے اس کے بغیر کہ انہیں ترجیح دیں ان پر جو ان میں سے افضل ہوں۔

وفا بر جفا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر جفا، خلافِ امید برتاؤ نہیں فرماتے تھے اگر چہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی حرکت کرے جو موجبِ جفا ہو۔

معافی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذر پیش کرنے والے کی معذرت کو قبول فرماتے اگر چہ اس نے کچھ بھی حرکت کی ہو۔

مزاح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین اور بچوں وغیرہ کے ساتھ مزاح فرماتے لیکن مزاح میں بھی حق بات ارشاد فرماتے۔

تبسم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی قہقہہ کے بغیر تبسم ہوتا۔

مباح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مباح کھیل کو ملاحظہ فرماتے، اس پر نکیر نہیں فرماتے تھے۔

صبر وضبط

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک سخت کلام کی آوازیں پہنچتیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر فرماتے اور مواخذہ نہیں فرماتے تھے۔

اہل خانہ کے لئے انتظام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں دودھ والی اونٹنیاں اور دودھ والی بکریاں تھیں جن کے دودھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے غذا حاصل کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے جن کے یہاں منیحہ کے طور پر ہدیہ کئے ہوئے جانور تھے جن کا دودھ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھاتے اور نوش فرماتے۔

دستر خوان پر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے اور کبھی خِــوَان پر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ولیمہ کی دعوت کو قبول فرماتے اور بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں میں تشریف لے جاتے، اپنے صحابہ کرام کا خیال رکھتے جب وہ آپ کی مجلس سے غائب ہوں، اور پوچھتے کہ فلاں کا کیا حال ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تولیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا تلُوَہ ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی اور جَو کی روٹی لگا تار تین دن سیر ہو کر کبھی نوش نہیں فرمائی یہاں تک کہ اللہ عز وجل کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔ یہ مجاہدہ اپنے نفس پر ایثار کی وجہ سے تھا، نہ پانے کی وجہ سے اور بخل کی وجہ سے نہیں تھا۔

مساوات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں غلام بھی تھے باندیاں بھی تھیں، کھانے میں اور لباس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے برتری نہیں فرماتے تھے۔

مصروفیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وقت اللہ عزوجل کے لئے عمل اور اپنی ذاتی مشغولی کے علاوہ میں نہیں گزرتا تھا۔

جنگل میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے باغات کی طرف نکلتے، وہاں سے کھاتے اور لکڑیاں اٹھا کر لاتے۔

سلطان وگدا برابر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسکین کو اس کے فقر کی وجہ سے اور اس کی معذوری کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے اور کسی بادشاہ سے اس کی سلطنت کی وجہ سے ڈرتے نہیں تھے، اِسے اور اُسے دونوں کو اللہ عزوجل کی طرف ایک ہی انداز میں دعوت دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین میں سے کسی کے لئے بُرا کلمہ نہیں فرماتے تھے مگر اللہ عزو جل اس کلمہ کو اس مؤمن کے لئے کفارہ اور رحمت بنا دیتے۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاتون پر اور نہ کبھی کسی خادم پر لعنت فرماتے۔

دعا ہی دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا جاتا کہ کسی پر آپ بددعا فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بددعا کے بجائے اس کے لئے دعا فرماتے۔ اور اپنے دست مبارک سے نہ

کسی خاتون کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹا اور نہ کبھی کسی خادم کو پیٹا۔

اعانت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آزاد یا غلام یا باندی میں سے کوئی نہ پہنچتا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

فرش زمین ہی بستر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بستر کو عیب دار نہیں بتایا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انہوں نے بستر بچھا دیا تو اس پر لیٹ گئے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بستر بچھا ہوا نہیں ہے، تو زمین پر بیٹھ جاتے اور زمین پر لیٹ جاتے۔

اوصاف جمیلہ تورات اور انجیل میں

اللہ نے تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف بیان فرمائے، پھر فرمایا کہ محمد رسول اللہ میرے مختار بندے ہیں، نہ وہ سخت ہیں، نہ سخت کلام کرنے والے ہیں، نہ بازار میں شور مچانے والے ہیں، اور برائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے بلکہ عفو و درگزر کا معاملہ فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش مکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ طابہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت شام میں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم کے درمیان پر لنگی باندھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی قرآن اور علم کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اطراف ہاتھ، پیر، منہ کو وضوء میں دھونے والے ہوں گے۔ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف انجیل میں بیان کئے گئے ہیں۔

دل جوئی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے ملتے، سلام میں ابتداء فرماتے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضرورت کی وجہ سے کھڑا ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کھڑے رہتے یہاں تک کہ وہی لوٹ جاتا۔

پیار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں سے جب کسی سے ملتے تو اس سے مصافحہ فرماتے، پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیتے، اپنی انگلیاں مبارک اس کی انگلیوں میں ڈالتے، پھر اپنی مٹھی سے اس کا ہاتھ زور سے پکڑتے۔

ذکر اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور قعود نہ ہوتا مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی ہوتا تھا۔

حاجت مندوں سے کتنا پیار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کبھی کوئی شخص آ کر بیٹھا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نماز پڑھ رہے ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کو مختصر فرما دیتے اور اس شخص کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ پھر جب وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوکر چلا جاتا تو دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں مشغول ہوجاتے۔

متواضعانہ ہیئت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر بیٹھنے کا انداز یہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں پنڈلیاں کھڑی کر دیتے اور ان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیتے، جس کو عربی میں 'حبوہ باندھنا' کہا جاتا ہے۔

مجلس میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھنے کی جگہ صحابہ کرام کی مجلس میں کوئی معروف نہیں تھی، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے، اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں پیر لمبے کئے ہوئے دیکھا نہیں گیا جس سے اپنے صحابہ کرام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنگی فرما رہے ہوں، سوائے اس کے کہ جگہ کشادہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر بیٹھنا قبلہ رو ہوتا تھا۔

آنے والے کا اکرام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنے والے کا اکرام فرماتے یہاں تک کہ اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دیتے، ایسے شخص کے لئے بھی کہ جس کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی قرابت نہ ہوتی، نہ رضاعت کی رشتہ داری ہوتی، اس کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنے والے پر تکیہ کا ایثار فرماتے جو آپ کے نیچے ہوتا تھا، پھر اگر وہ اس کو قبول کرنے سے انکار بھی کرتا تو آپ اس پر اصرار فرماتے یہاں تک کہ وہ اس کو قبول کر لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے میں سے ہر شخص کو پوری پوری بشاشت عطا فرماتے تھے یہاں تک کہ وہ سمجھتا کہ تمام لوگوں میں وہ سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں معزز ہے۔

بلانے کا انداز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو کنیت سے یاد فرماتے، اور ان کے اکرام کے لئے اور ان کے دل کھینچنے کے لئے کنیت کے ساتھ انہیں بلاتے۔ اور جن کی کنیت نہ ہوتی انہیں اپنی

طرف سے کنیت عطا فرماتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان خواتین کو بھی جن کی اولاد نہ ہوتی انہیں بھی اپنی طرف سے کنیت عطا فرماتے اور جن کی اولاد ہوتی انہیں کنیت سے یاد فرماتے اور بچوں بچیوں کی دل جوئی کے لئے اور ان کا دل لبھانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنیت کے ساتھ انہیں خطاب فرماتے۔

رضا وغضب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ غصہ سے دور، اور ان میں سب سے جلد راضی ہوجانے والے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ شفیق تھے اور سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والے تھے اور سب سے زیادہ خیر اور بھلائی کا برتاؤ فرمانے والے تھے۔

اختتام مجلس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے **سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک**، پھر فرماتے کہ یہ کلمات جبرئیل امین نے مجھے سکھلائے ہیں۔

انداز تخاطب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختصر کلام فرماتے، آسان کلام فرماتے، کلام کو دو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دہراتے تا کہ سننے والا سمجھ سکے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر برے کلام سے اعراض فرماتے، اور ان سے بھی جو عرف میں بری سمجھی جاتی ہیں، جب وہ اثنائے کلام میں آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ کے انداز میں اس کا ذکر فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام فرماتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔

روتے ہی رہتے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک بکثرت آنسوؤں سے تر رہتی اور بہتی رہتی۔

ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں روتے رہے،، ہچکیاں لیتے رہے، اور پڑھتے رہے یارب! تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا اس حال میں کہ میں ان میں ہوں اور اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں؟ اور یارب! ہم تجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی ہنسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تبسم ہوتی آواز کے بغیر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں۔ اور صحابہ کرام جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے تو گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

تبسم زیادہ سنجیدگی کم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ تبسم فرمانے والے تھے جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو رہا ہو، یا قیامت کا ذکر نہ فرما رہے ہوں یا وعظ اور نصیحت کا خطبہ نہ دے رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی حادثہ پیش آتا، تو اس امر کو اللہ عز وجل کے سپرد فرما دیتے اور لا حول و لا قوۃ الا باللہ سے براءت فرماتے اور اللہ تعالی سے ہدایت پر چلنے کا سوال فرماتے اور ضلالت اور گمراہی سے دور رہنے کا اللہ سے سوال فرماتے۔

بڑے طبق میں سب مل کر اکٹھے کھاؤ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب کھانا وہ ہوتا جس پر بہت سے ہاتھ پڑ رہے

ہوں۔

متواضعانہ جلوس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لئے بیٹھنے کا اکثر انداز یہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم اپنے دونوں گھٹنے مبارک اپنے دونوں قدم کے درمیان جمع فرما دیتے جس طرح کہ قعدہ میں مصلی بیٹھتا ہے، لیکن فرق یہ ہوتا کہ گھٹنا گھٹنے کے اوپر ہوتا اور قدم قدم کے اوپر ہوتا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں تو صرف اللہ کا عاجز بندہ ہوں، جیسا غلام کھاتا ہے اس طرح میں کھاتا ہوں۔

گرم کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرم کھانا نوش نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں برکت نہیں ،تم اسے ٹھنڈا کرلیا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالی آگ نہیں کھلا رہے ہیں۔

لقمہ کیسے لیتے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے سے کھاتے اور اپنی تین انگلیاں مبارک سے کھاتے اور کبھی چوتھی سے بھی مدد لیتے۔ دو انگلیوں سے کبھی کھانا نوش نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ یہ دو انگلیوں سے کھانا شیطانی حرکت ہے۔

جو کی روٹی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر چھنے ہوئے جو کی روٹی نوش فرماتے اور وہ کبھی حلق مبارک میں اٹک جاتی تو پانی کے ایک گھونٹ سے حلق سے نیچے اتارتے۔

ککڑی۔ کھجور۔ انگور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو رطب کے ساتھ نوش فرماتے اور ککڑی کو نمک کے ساتھ نوش

فرماتے اور تمام پھلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تازہ کھجوریں اور انگور تھا۔

روٹی اور خربوزہ یا تازہ کھجور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خِـربِـز خربوزہ کو روٹی کے ساتھ اور میٹھی چیز کے ساتھ نوش فرماتے اور کبھی اسے رطب تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے اور دونوں ہاتھ استعمال فرماتے۔

انگور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگور کا کنارہ توڑ کر پھر اسے نوش فرماتے جس سے اس کے پانی کے قطرے داڑھی مبارک پر گرتے جو موتی کی طرح چمکتے۔

اسودین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر کھانا کھجور اور پانی ہوتا۔

کھجور اور دودھ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو دودھ کے ساتھ جمع فرماتے اور ان دونوں کا نام 'اطیبـــان' رکھتے، دو عمدہ چیزیں۔

گوشت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پسندیدہ کھانا گوشت تھا اور فرماتے کہ یہ سماعت کو بڑھاتا ہے، اور یہ گوشت دنیا اور آخرت میں تمام کھانوں سے بڑھا ہوا ہے، سید الطعام ہے۔

غرباء کی دعوت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی باندی اور غریب کی دعوت قبول کرنے سے انکار نہیں فرماتے

تھے۔

كُلُّهُ لله

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے لئے غصہ فرماتے، اپنی ذات کے لئے غصہ نہیں فرماتے تھے۔

حق کا نفاذ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کو نافذ فرماتے اگر چہ اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو ضرر پہنچ رہا ہو۔

کدو اور گوشت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت اور آلکدو کا ثرید نوش فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آلکدو پسند فرماتے، اور فرماتے یہ یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اے عائشہ! جب تم دیگچی پکاؤ تو اس میں کدو زیادہ ڈال دیا کرو اس لئے کہ یہ پریشان دل کو قوت پہنچاتا ہے۔

فاقہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیٹ مبارک پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتے تھے اور اپنے صحابہ کرام سے اس کو چھپاتے تھے۔

جو آ گیا نوش فرمالیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماحضر کو نوش فرماتے اور جو ملتا، جو سامنے آتا، اسے رد نہیں فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حلال چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں فرماتے تھے۔ اگر کھجور

پاتے روٹی کے بغیر تو نوش فرماتے۔ اور اگر بھنا ہوا گوشت پاتے تو کھا لیتے۔ اور اگر گیہوں کی روٹی ملتی تو کھا لیتے یا جو ملتا اسے نوش فرماتے۔ اور اگر حلوہ یا کوئی میٹھی چیز یا شہد پاتے تو نوش فرماتے۔ اور اگر روٹی کے بغیر دودھ ملتا تو نوش فرما لیتے اور اسی پر اکتفاء فرماتے اور اگر خربزیا تازہ کھجور پاتے تو اسے نوش فرماتے۔

پرندے اور مرغی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کا گوشت کھاتے، اور شکار کئے ہوئے پرندے کا گوشت کھاتے، لیکن اسے خریدتے نہیں تھے اور خود شکار نہیں فرماتے تھے، لیکن یہ پسند فرماتے تھے کہ کوئی شکار کرے اور آپ کے پاس لایا جائے اور آپ نوش فرمائیں۔ اور جب گوشت کھاتے تو اپنے سر مبارک کو اس کی طرف نیچے جھکاتے نہیں تھے، بلکہ اس کو اپنے منہ کی طرف اونچا کرتے پھر اسے دانتوں سے توڑتے۔

گھی اور پنیر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنیر اور گھی نوش فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری میں سے اس کا شانہ اور دستہ پسند فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستہ کا گوشت تمام گوشتوں میں زیادہ محبوب تو نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کبھی کبھار میسر آتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ جلدی لایا جاتا تھا اس لئے کہ یہ آسانی سے پک جاتا تھا۔

عجوہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی دیگچی میں سے کدو پسند فرماتے اور کھجور میں سے عجوہ پسند فرماتے۔ اور عجوہ کے بارے میں برکت کی دعا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عجوہ جنت میں سے ہے اور یہ زہر اور جادو سے شفا دینے والا ہے۔

سبزیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبزیوں میں سے ہِندباء اور شُمرہ اور دِجلہ کو پسند فرماتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری میں سے سات چیزیں نوش نہیں فرماتے تھے۔ نر کا ذکر اور خصیے اور حیا یعنی مادہ کی شرمگاہ، اور خون اور مثانہ اور پِتّہ اور غدود۔ اور اپنے علاوہ کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کا کھانا ناپسند فرماتے تھے۔

بدبودار غذائیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہسن نہیں کھاتے تھے اور نہ پیاز اور گندنا کھاتے، لیکن کسی کھانے کی چیز کو برا نہیں بتلاتے تھے۔

متاع دنیا میں سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں 'غراء' نامی ایک بڑا پیالہ تھا جس کے چار کڑے تھے جس کو چار آدمی مل کر اٹھاتے تھے۔ اور اناج ناپنے کا صاع تھا، اور اسی کام کے لئے ایک مد تھا، اور چار پائی تھی جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک چوکور کھلا ہوا برتن تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ اور کنگھی اور دو قینچیاں اور مسواک رکھتے تھے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور بکریاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مِلک میں استعمال کے لئے دی ہوئی بکریاں تھیں جنہیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ چرایا کرتی تھیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلی اور گوہ ناپسند تھا لیکن اسے بھی حرام نہیں فرماتے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو اپنی انگلی مبارک سے چاٹ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ

کھانے میں سے جو آخری حصہ رہ جائے وہ سب سے زیادہ برکت والا ہوتا ہے۔

انگلیاں چاٹنا سنت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں مبارک اتنی چاٹتے کہ وہ سرخ ہو جاتیں۔

چاٹنے میں حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ تولیہ سے نہیں پونچھتے تھے جب تک کہ اپنی انگلیاں ایک ایک کر کے چاٹ نہ لیتے اور فرماتے کہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کونسی انگلی میں برکت ہے۔

گوشت کی بو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گوشت اور روٹی کھاتے تو اسی موقع پر اچھی طرح ہاتھ دھوتے، پھر بقیہ پانی سے اپنے چہرہ انور کو پونچھ لیتے۔

مفردات پسند تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں سانس نہیں لیتے تھے بلکہ اسے تھوڑا دور فرما دیتے، پھر سانس لیتے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد ملا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پینے سے انکار فرمایا اور فرمایا کہ دو پینے کی چیزیں ایک ہی پینے کی چیز میں ملا دیں اور دو سالن ایک ہی برتن میں ملا دئے؟ پھر فرمایا کہ میں اسے حرام نہیں کہتا لیکن مجھے فخر ناپسند ہے اور زائد دنیا کا حساب ناپسند ہے۔ اور میں میرے رب عز و جل کے سامنے تواضع کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ 'من تواضع للّٰہ رفعه' جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے، اللہ اسے بلند فرماتے ہیں۔

کس درجہ باحیاء!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوان لڑکی سے بھی زیادہ اپنے گھر میں حیاء کے ساتھ رہتے تھے، نہ ان سے کسی کھانے کی چیز کا سوال فرماتے، نہ ان کے سامنے کسی کھانے کی چیز کی اشتہاء جتاتے۔ وہ آپ کو کھلاتے تو آپ کھا لیتے، جو آپ کو دیتے آپ قبول فرماتے اگر چہ وہ معمولی سی چیز ہو۔

اپنی خدمت آپ

اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس خود کھڑے ہو کر کھانے اور پینے کی چیزیں لیتے۔

عمامہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اپنا عمامہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے، کبھی دونوں کناروں کو ملا کر جوڑ دیتے تھے، کبھی شملہ نہ چھوڑتے۔

جبہ و قبا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین پہنچے تک ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا بھی پہنی، اور اپنے سفر میں تنگ آستین والا جبہ بھی پہنا۔

چادر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کی لمبائی چھ ذراع، چھ ہاتھ لمبی، اور تین ذراع اور ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی۔

لنگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی مبارک چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی۔

سرخ لکیریں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چادر پہنی ہے کہ جس میں سرخ دھاری، سرخ خطوط، سرخ لکیر، سرخ دھاریاں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو خالص سرخ رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرماتے تھے۔

پائجامہ۔چپل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پائجامے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چپل پہنی ہے جس کا نام **'طاسومہ'** تھا۔

سبز چادریں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو سبز چادریں تھیں جن میں سرخ لکیریں تھیں۔

انگوٹھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے اور اس کا نگ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

طیلسان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی چادر کو سر پر ڈال لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے اور یہ وہی ہے جسے عرف میں طیلسان کہا جاتا ہے۔

سوتی لباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس اور آپ کے صحابہ کرام کا لباس اکثر قطن کا ہوتا تھا۔

عمامہ محنکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات عمامہ کو گردن کے نیچے سے اوپر لے جا کر باندھتے تھے۔

کالی کملی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی کالے رنگ کی کملی بھی اوڑھی ہے۔ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف کی چادر جسم پر ڈالی، لیکن بھیڑ کی بدبو محسوس فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے ہٹا دیا۔

خوشبو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدہ خوشبو پسند تھی۔

کلیجی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلیجی جو بھنی ہوئی ہوتی، اسے نوش فرماتے تھے۔

ایک سو بکریاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ کی بکریاں تھیں جس کا دودھ کھانے میں استعمال فرماتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں ایک سو سے زیادہ ہوں، اور ایک سو سے زائد ہو جاتیں تو زائد کو ذبح کروا لیتے۔

خرید و فروخت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچتے بھی تھے اور خریدتے بھی تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خریدنا زیادہ رہا۔

بکریاں چَرائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے بکریاں چَرانے کی مزدوری بھی فرمائی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے لئے اجرت پر سفر بھی فرمایا۔

قرض

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہن رکھ کر بھی قرض لیا اور رہن رکھے بغیر بھی قرض لیا۔

عاریۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاریۃً مانگی ہوئی چیزیں لے کر بھی استعمال فرماتے۔

ضمانت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے ضامن بھی ہوئے۔

وقف زمین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں جو زمین تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقف فرمائی۔

سفارش

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کے شوہر مغیث رضی اللہ عنہ کے قصہ میں حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا سے سفارش بھی فرمائی تاکہ وہ حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلی جائیں، لیکن حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول نہیں فرمائی، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ان پر ناراض ہوئے نہ ان پر عتاب فرمایا۔

قسم کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسّی (۸۰) سے زیادہ مواقع میں حلف اٹھائی اور قسم کھائی، اور تین آیتوں میں اللہ تبارک و تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم کھانے کا حکم فرمایا۔ ارشادِ باری تعالی ہے 'قل ای و ربی' ۔اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! یوں فرمادیجئے جی ہاں! میرے رب کی قسم۔ایک آیت میں ارشاد فرمایا 'قل بلیٰ و ربی لتأتینکم' میرے محبوب! فرمادیجئے کہ کیوں نہیں میرے رب کی قسم! وہ تم پر ضرور آئے گی۔ اور ایک آیت میں حق تعالی کا ارشاد ہے 'قل بلیٰ و ربی لتُبْعَثُنّ' فرمادیجئے کہ کیوں نہیں میرے رب کی قسم! تم ضرور قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔

قسم کا کفارہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم میں کبھی استثناء فرماتے، کبھی اس کا کفارہ اداء فرماتے، اور کبھی اس میں چلتے رہتے۔

شعراء کو انعام

بعض شعراء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس پر بدلہ عطا فرمایا، لیکن دوسروں کو بدلہ دینے سے ایسے موقعہ پر منع فرمایا، بلکہ حکم فرمایا کہ تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی مار دو۔

پہلوان سے مقابلہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکانہ پہلوان کو پچھاڑ دیا۔

جوؤں کی صفائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں میں بذات خود جوئیں تلاش فرماتے۔

چلنے کا انداز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے اچھی چال والے تھے اور ان میں سب سے زیادہ تیز چلنے والے تھے گویا کہ تیزی کئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر سے نیچے کی طرف اتر رہے ہوں۔

میرے ساتھ چلو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے چلتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان سے پیچھے رہتے اور فرماتے کہ میرے پیچھے کی جگہ ملائکہ کے لئے چھوڑ دو۔

ساقہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی ساقہ پر ہوتا، کسی وجہ سے سفر میں جو پیچھے رہ گئے ہوں، ان کو اپنا ردیف بنا کر لاتے۔

گورے بدن پر سبز لباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سندس اُخضر کی سبز قبا تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے، پھر اس کا سبز رنگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورے گورے رنگ کے ساتھ بڑا بھلا معلوم ہوتا تھا۔

لنگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لباس دونوں ٹخنوں سے اوپر رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی مبارک اس سے بھی اوپر نصف ساق پر رہتی۔

کرتہ کے بٹن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے بٹن بند رہتے اور کبھی نماز وغیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ و سلم اسے کھلا بھی رکھتے۔

چادر میں نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی۔کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا کبھی اس بڑی چادر میں نماز پڑھاتے اور کبھی کساءاونی چادر میں نماز پڑھاتے اس حال میں کہ اس کے علاوہ اور کوئی لباس آپ پر نہیں ہوتا تھا۔

چادر میں پیوند

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیوند لگی ہوئی اونی چادر تھی جسے آپ پہنتے اور فرماتے کہ میں تو صرف خدا کا عاجز بندہ ہوں۔

زائد جوڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جمعہ کی نماز کے لئے) دوسرے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے تھے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا لنگی پہنتے، اس لنگی کے علاوہ کوئی چیز آپ پر نہیں ہوتی تھی۔اس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم باندھ لیتے، گرہ لگا لیتے۔اسی انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازوں پر امامت فرمائی ہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لنگی میں نماز پڑھاتے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے مباشرت فرمائی ہو۔

چادر آدھی آدھی

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لمبی ازار میں رات کو نماز پڑھتے اس طرح کہ اس چادر کا کچھ

حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر ہوتا اور بقیہ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی پر اوڑھائے رکھتے۔

کالی کملی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کالی اونی چادر تھی۔ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عنایت فرمادی۔

مہر والی انگوٹھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کے ذریعہ خطوط پر مہر لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ 'الختم علی الکتاب خیر من التهمة' کہ کتاب پر مہر لگا کر بھیجنا یہ تہمت سے بہتر ہے۔

یاد دلانے والی گرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات نکلتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں کسی چیز کو یاد رکھنے کی نشانی کے طور پر دھاگہ بندھا ہوا ہوتا۔

ٹوپیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپیاں پہنتے، عمامہ کے نیچے اور عمامہ کے بغیر بھی، اور کبھی اپنے سر سے ٹوپی اتارتے، پھر اسے اپنے سامنے سترہ کے طور پر رکھ لیتے، پھر اس کی طرف نماز پڑھتے۔

عمامہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمامہ تھا جس کا نام 'سحاب' تھا، وہ عمامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمادیا تھا، تو کبھی کبھی وہ پہن کر حضرت علی کرم

اللہ وجہہ باہر نکلتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ **اتاکم علی فی السحاب** کہ علی سحاب عمامہ میں سج کر تمہارے سامنے آگئے۔

چمڑے کا بستر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چمڑے کا بستر تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، جس کی لمبائی دو ذراع یا اس کے قریب تھی اور اس کی چوڑائی ایک ہاتھ اور ایک بالشت یا اس کے مانند تھی۔

عباء ہی بستر بھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عباء تھی جو آپ کے نیچے بچھائی جاتی تھی، جہاں آپ تشریف لے جاتے اسے آپ کے نیچے دوہرا بچھا دیا جاتا تھا۔ اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چٹائی پر سو جاتے، چٹائی کے علاوہ کوئی چیز آپ کے نیچے نہیں ہوتی تھی۔

مٹی کا برتن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضوء کے پانی کے لئے مٹی کا ایک برتن تھا جس میں آپ وضوء فرماتے تھے اور جس سے پیتے تھے اور صحابۂ کرام اپنے سمجھدار چھوٹے بچوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے تھے، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچتے تو انہیں دھکا دے کر واپس نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر وہ بچے وضوء کے اس برتن میں پانی پاتے تو اس میں سے پی لیتے اور اپنے چہروں پر اور اپنے بدن پر برکت کے طور پر یہ پانی مَل دیتے۔

برکت والا پانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھتے تو مدینہ منورہ کے گھروں سے خادم، اپنے برتن میں پانی لے کر حاضر ہوتے، تو جو برتن بھی وہ لے کر آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا

دست مبارک اس میں ڈبوتے۔کبھی وہ سخت ٹھنڈی والی صبح میں آتے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک اس میں برکت کے لئے ڈبوتے۔

لعاب مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے نہیں تھے مگر وہ آپ کے صحابۂ کرام میں سے کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا، پھر اسے وہ اپنے چہرے اور اپنے بدن پر مل لیتا۔

وضوء کا پانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء فرماتے تو ایسا منظر ہوتا کہ شاید صحابہ کرام آپ کے وضوء کے پانی پرلڑ پڑیں گے،اور جب آپ بولتے تو آپ کے سامنے صحابۂ کرام اپنی آوازیں پست کردیتے، اور صحابۂ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نظر اٹھا کر دیکھتے نہیں تھے۔

موذی کے لئے دعاء رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ایذاء پہنچا تا تو آپ اس سے اعراض فرماتے اور فرماتے کہ میرے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) پر اللہ رحم فرمائے کہ اس سے زیادہ انہیں ایذاء پہنچائی گئی تھی، پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔

قلب نازک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات فرماتے کہ تم میرے صحابہ کے متعلق مجھ تک صرف اچھی باتیں پہنچاؤ، اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی طرف سے سلیم الصدر ہونے کی حالت میں نکلوں۔

عفو درگذر

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو دیکھتے کہ وہ کوئی نالائقی کی حرکت کر رہا ہے جو کسی کے بھی شایان شان نہیں ہے، تو فوراً اس پر نکیر فرماتے اور نہایت نرمی سے اسے ادب سکھاتے۔

ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوئے، مسجد میں پیشاب کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے اس کی طرف لپکنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پیشاب بند مت کرو، پھر اس اعرابی سے فرمایا کہ یہ مسجدیں گندگی اور پیشاب اور استنجاء میں سے کسی کے مناسب نہیں۔

بغیر زین کے سواری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زین لگے ہوئے دراز گوش پر سواری فرماتے، اس حال میں کہ اس پر گدڑی پڑی ہوئی ہوتی۔

بچوں کے ساتھ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر گزرتے انہیں سلام فرماتے، پھر ان کے ساتھ ہنسی مذاق فرماتے۔

آمنہ کا لال صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے ڈرنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اطمینان رکھو، میں کوئی بادشاہ نہیں، میں تو صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سکھایا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

چبوترہ پھر منبر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرماتے گویا کہ آپ ان میں سے ایک ہیں، پھر اجنبی آدمی آتا تو اسے معلوم نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کونسے ہیں جب تک وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال نہ کرتا۔

اسی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے درخواست کی کہ آپ ایسی جگہ پر تشریف فرما ہوں کہ اجنبی آپ کو پہچان سکے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو تم چاہو کرلو، پھر انہوں نے ایک مٹی کا چبوترا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

سادگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوان پر نہیں کھاتے تھے اور نہ چھوٹے چھوٹے خوشنما برتنوں میں کھاتے تھے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

صحابہ کے درمیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابۂ کرام میں سے کوئی بھی بلاتا تو آپ فرماتے لبّیک۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو ان میں سے ایک کی طرح ہوتے۔ پھر اگر وہ آخرت کے بارے میں کلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے شریک کلام ہوجاتے، اور اگر وہ کسی کھانے پینے کی چیز کے بارے میں گفتگو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ شریکِ گفتگو ہوتے، اور اگر وہ دنیوی امور کی باتیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر شفقت فرماتے ہوئے اور ان کے ساتھ تواضع فرماتے ہوئے ان کا ساتھ دیتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام اشعار گاتے

اور جاہلیت کے امور میں سے کسی چیز کا تذکرہ فرماتے اور وہ ہنستے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسّم فرماتے جب وہ ہنستے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سوائے حرام کے کسی چیز پر ڈانٹتے نہیں تھے۔

ازواج مطہرات کے درمیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ بہترین تھی، بہت اچھی معاشرت اور بہت اچھے عمدہ اخلاق سے بھرپور ہوتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کی خواہش کرتیں جس میں ممانعت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس خواہش کو پورا فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ساتھ دیتے تھے۔

برتن اور ہڈی میں ہونٹ کہاں رکھے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کسی برتن میں سے پیتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاں منہ رکھا ہوتا اسی جگہ پر اپنا منہ مبارک رکھ کر پیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی چوسی ہوئی ہڈّی کو لے کر اسی جگہ سے چوستے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ٹیک لگاتے اور قرآن پڑھتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ان کی گود میں ہوتا ایسے وقت میں کہ وہ حیض کے ایام میں ہوتیں۔

میں پہلے۔۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دروازہ سے باہر نکلنے کے لئے ایک مرتبہ ایک دوسرے کو دھکا دے رہے تھے۔

روزانہ زیارت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو اپنی ازواج مطہرات کے یہاں ایک چکر لگاتے، پھر انہیں چھوئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قریب ہو کر تشریف فرما ہوتے اور ان کے احوال معلوم فرماتے۔ پھر جب رات آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اُم المؤمنین کے یہاں جن کی باری ہوتی تشریف لے جاتے اور ان کے یہاں رات گزارتے۔

غسل کب؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج مطہرات سے شروع رات میں یا آخری رات میں جماع فرماتے تو کبھی غسل فرما کر پھر سوتے اور کبھی وضوء فرما کر سوتے۔ اور جب اپنی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے یہاں جماع کے لئے تشریف لے جاتے تو ان تمام سے جماع کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفاء فرماتے۔

واپسی از سفر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو اچانک اپنے گھر والوں کے پاس رات کے وقت نہ پہنچ جاتے۔

ردیف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسفار میں اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو اپنے پیچھے ردیف بناتے تھے۔

زعفرانی چادر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک زعفران سے رنگی ہوئی چادر تھی جو آپ کے ساتھ لے جائی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حجروں میں، پھر جن ام المؤمنین کی باری ہوتی وہ اس پر پانی چھڑکتیں جس سے زعفران کی خوشبو پھوٹنے لگتی، پھر اسی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ام المؤمنین کے ساتھ استراحت فرماتے۔

ازواج مطہرات کا فکر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارا معاملہ مجھے غمگین کرنے والی چیزوں میں سے ہے اور تم پر صبر کرنے والوں کے سوا ہرگز کوئی صبر نہیں کرے گا۔

ازواج مطہرات آپس میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کی تعریف فرماتے اس کی سوکنوں کی موجودگی میں، تو جب کوئی ام المؤمنین اپنی سوکن کو برائی کے ساتھ یاد فرماتیں، تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے غصہ ہوجاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے بال غصہ کی وجہ سے حرکت کرنے لگتے، اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوکن سے فرماتے کہ تم بھی جیسا اس نے تمہیں برا بھلا کہا ہے تم بھی بدلہ لے لو، اور بسا اوقات انہیں صبر کا حکم فرماتے۔

سبحان اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کی طرف سے بہت زیادہ غیرت محسوس فرماتے تو ارشاد فرماتے 'سبحان اللّٰہ! ان الغیرۃ لا تبصر اسفل الوادی

من أعلى، سبحان اللہ! غیرت وادی کا اونچ نیچ نہیں دیکھتی۔

ہنسی دل لگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے کے ساتھ دل لگی فرماتیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک دوسرے کے چہرے پر کھانا مل دیتی تھیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر مسکراتے۔

غیرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو ان کی غیرت کے بارے میں معذور قرار دیتے۔
(حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سے خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا لایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور برتن توڑ دیا جس کی وجہ سے کھانا فرش پر پھیل گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر برتن میں کھانا جمع فرمانے لگے اور فرمانے لگے کہ غارت أمکم تمہاری ماں کو غیرت آ گئی۔ دو مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کا برتن لے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں لے جانے کے لئے عنایت فرما دیا۔)

غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ لا تعد و لا تحصیٰ ہیں اور ہم اسی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حلیہ شریف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ بلند قامت تھے اور نہ بالکل پستہ قد تھے بلکہ اونچے ہونے کی طرف آپ کو منسوب کیا جاتا ہے جب آپ تنہا چلتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی اونچے آدمی کے ساتھ چلتے تھے تو اس کے برابر معلوم ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ساری خیر درمیانی قامت میں رکھی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشنما رنگ والے تھے، گندم گوں رنگ نہیں تھا، نہ بہت زیادہ سفید رنگ والے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوشنما رنگ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک پھوٹنے والے مشک سے بھی زیادہ، خالص مشک سے بھی زیادہ عمدہ خوشبو والا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں تک لٹکتے تھے اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کی لَو تک ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے سفید بال سر مبارک میں اور داڑھی مبارک میں سترہ یا اس کے قریب تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور ناراضگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی کی وجہ سے چہرۂ انور میں معلوم ہو جایا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر تین شکنیں تھیں، ان میں سے ایک کو لنگی مبارک ڈھانپ لیا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو ایسی تھی جیسا کے عطّار کے ہاتھ کی خوشبو ہو، چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔ مصافحہ کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست مبارک کی خوشبو سارا دن اپنے ہاتھ میں پاتا۔ اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بچے کے ہاتھ پر اپنا دست مبارک رکھتے یا اس کے سر پر رکھتے تو اس خوشبو کی وجہ سے وہ بچہ تمام بچوں میں پہچان لیا جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹاپے میں معتدل جسم والے تھے، لیکن آخر عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک تھوڑا سا بڑھ گیا تھا، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشت آپس

میں اچھی طرح گٹھا ہوا تھا، پہلی جسامت پر یہ موٹاپا مؤثر ہونے کے قریب بھی نہیں پہنچا تھا۔

صلی اللّٰہ علیہ و سلم و علی آلہ و اصحابہ و ذریتہ و التابعین لھم باحسان اِلی یوم الدین و الحمد للّٰہ رب العالمین۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات

اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ مطہرۃ اُم المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس برس کی عمر میں ان سے نکاح فرمایا اور ہجرت سے تین سال قبل آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آنے سے پہلے عتیق بن عابد بن عبداللہ کے نکاح میں تھیں جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت عبداللہ ہیں۔

عتیق بن عابد کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو ہالہ سے ہوا جن کا نام ہند بن زرارہ تھا۔ ان سے بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی، ایک بیٹے کا نام ہند اور دوسرے کا حارث اور بیٹی کا نام زینب تھا۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہ احد میں شریک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بصرہ میں سکونت پذیر تھے، جن سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ دوسرے بیٹے حارث کو رکن یمانی کے پاس کسی کافر نے قتل کردیا تھا۔

اُم المؤمنین حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اپنے چچا زاد بھائی سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں اور سکران کی وفات کے بعد حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح فرمایا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واحد زوجہ مطہرہ ہیں کہ جو کنواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی ہیں، ورنہ ان کے سوا بقیہ ازواج مطہرات میں کسی باکرہ کنواری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ان کی عمر چھ برس تھی اور ہجرت کے سات مہینے کے بعد شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی جب کہ ان کی عمر نو برس تھی۔

اور نو برس اور پانچ مہینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ رہ سکیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سن اٹھاون ہجری ۵۸ھ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہے۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دو سال اور چند ماہ

بعد نکاح فرمایا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں۔ جب سابق شوہر کی وفات ہوگئی اس کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن پینتالیس ہجری ۴۵ھ میں ہے۔ امیرِ مدینہ مروان نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبیدۃ بن حارث بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں، جو بدر میں شہید ہوئے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں شامل ہونے کے دو ماہ کے بعد ہی ہوگئی تھی۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا

آپ کا نام ہند بنت اُمیۃ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے ابو سلمہ عبد اللہ مخزومی کے نکاح میں تھیں، جن سے کئی ایک اولاد ان کو ہوئیں: عمر، سلمہ، درہ اور زینب۔

تمام ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سب سے آخر میں ہے۔ سن انسٹھ ہجری ۵۹ھ میں ام سلمہ کی وفات ہے۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے آپ کی وفات ہوئی،

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں وفات ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح خود حق تعالی نے عرش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اور قرآن کریم میں آیت اتاری 'فلما قضیٰ زید منھا وطرًا زوّجنا کھا'۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتوحات ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حصہ ان کے یہاں بھیجا، تو یہ مال دولت دیکھ کر رونے لگیں اور چیخ اور پکار کے ساتھ آہ و واویلا کر رہی تھیں، اور اسی آہ و بکا میں حق تعالی شانہ سے یہ دعا کی کہ اے خدا! تو مجھے اپنے پاس بلا لے کہ میں آئندہ سال تک زندہ نہ رہوں تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلیل دنیا پر جس طرح میں نے گزارہ کیا، اسی حال میں میں زندگی گزار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں۔ چنانچہ وہ سال پورا ہونے سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے وہ اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں۔ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی وفات ربیع الأول سن چھپن ہجری ۵٦ھ میں ہے اور مروان نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی ہے۔

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا

آپ کا اسم گرامی رملہ ہے۔ بعضوں نے ہند بتایا ہے۔ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں۔ وہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئے، پھر وہیں مرتد ہو کر مر گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ کے قیام

میں نجاشی کی وکالت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نجاشی نے مہر اپنی طرف سے چار سو دینار سونا ادا فرمایا، اور اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں سن چوالیس ہجری ۴۴ھ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہے۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

بنو النضیر میں سے ہیں اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آنے سے پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں۔اور سن پچاس ۵۰ھ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی ہے۔

ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو ہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ایک قول یہ ہے کہ حویطب بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں۔

امہات المؤمنین میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سب سے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔عمرۃ القضاء میں مکہ مکرمہ میں احرام سے حلال ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اور سَرِف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شبِ زفاف میں قیام فرمایا۔اور سَرف ہی میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں آپ کی وفات ہوئی اور وہیں آپ کی قبر ہے۔

الصّلٰوۃ اے صورت و معنیٰ طٰہٰ الصلٰوۃ　　　السّلام اے ظاہر و باطن مرادِ یاؤ سین

الصّلٰوۃ اے ناسخ توریت وانجیل وزبُور　　　السّلام اے حاملِ قرآن ھدًی لّلمتّقِین

الصّلٰوۃ اے آستانت قبلہ گاہِ جان ودل　　　السّلام اے ذاتِ پاکت کعبۂ ایمان ودین

الصّلٰوۃ اے فرشیان را آیہ رحمت تو ئ　　　السّلام اے عرشیان را نیز برہانِ مُبین

الصّلٰوۃ اے شرح ما اوحٰی لبِ ارشاد تو　　　السّلام اے حجرۂ تو مکتبِ روح الامین

الصّلٰوۃ اے جادۂ کُویت صراطِ مستقیم　　　السّلام اے خاکِ راہت سُرمۂ چشمِ یقین

الصّلٰوۃ اے گوہرِ گنجینۂ پیغمبری

السّلام اے شہر یار و تاجدارِ سروری

(مولانا عبد الباری اجمیری)

شہرِ مکہ بتوں کی بستی تھی چار سو تیرگی برستی تھی
دیکھنا اک یتیمِ بے ساماں اجنبی، کم سخن، تہی داماں
جس نے یوں سال و سِن گزارے ہیں بھوک میں اپنے دن گزارے ہیں
تپتی ریتوں پہ محوِ خواب کہیں تیز کانٹوں سے زخم یاب کہیں
چلتی تیغوں کے درمیان کبھی کنکروں سے لہو لہان کبھی
ذرّہ ذرّہ عدوّ جاں اس کا تشنۂ خوں ہے اک جہاں اس کا
ہاں مگر لب جب اس کے ہلتے ہیں دل کے مرجھائے پھول کھلتے ہیں
جب وہ پیغامِ حق سناتا ہے وجد میں دو جہاں کو لاتا ہے
جب وہ اونچی صدا سے کہتا ہے ہادیانہ ادا سے کہتا ہے
''گمرہو! تم یہ کیا سمجھتے ہو، پتھروں کو خدا سمجھتے ہو''
دل دہلتے ہیں قہرمانوں کے دیئے بجھتے ہیں کفرخانوں کے
بات یہ کیا زبان سے نکلی لاکھ تلوار میان سے نکلی

ظالموں کی اذیتیں ایک سمت
اور خدا کی مشیتّیں ایک سمت

مجیدامجد

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آغاز مرض

۲۹صفر بروز دوشنبہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس آرہے تھے، راہ ہی میں دردسر شروع ہو گیا پھر تپ شدید لاحق ہوئی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو رومال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر ڈال رکھا تھا، میں نے اسے ہاتھ لگایا تو سینک آتا تھا، بدن ایسا گرم تھا کہ میرے ہاتھ کو برداشت نہ ہوئی۔ میں نے تعجب کیا۔فرمایا انبیاء سے بڑھ کر کسی کو تکلیف نہیں ہوتی ،اسی لئے ان کا اجر سب سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

بیماری میں گیارہ یوم تک مسجد میں آکر خود نماز پڑھاتے رہے، بیماری کے کل دن تیرہ یا چودہ تھے۔

آخری ہفتہ

آخری ہفتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پورا فرمایا تھا۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار

ہوا کرتے تو یہ دعاء پڑھا کرتے اور اپنے جسم پر ہاتھ پھیر لیا کرتے۔

اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لاَ شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، اِشْفِ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سُقْمًا۔

ترجمہ: اے نسل انسانی کے پالنے والے! خطر کو دور فرما دے اور صحت عطا کر۔ شفا دینے والا تو ہی ہے اور اسی شفا کا نام شفا ہے، جو تو عنایت کرتا ہے، ایسی صحت دے کہ کوئی تکلیف باقی نہ چھوڑے۔

ان دنوں میں، میں نے یہ دعا پڑھی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کر کے چاہا کہ جسم اطہر پر مبارک ہاتھوں کو پھیر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ہٹا لئے اور فرمایا "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الأَعْلٰى" اے اللہ میری مغفرت فرمایئے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دیجئے۔ (بخاری عن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

پانچ یوم قبل از رحلت

بدھ کا دن تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخضب (پتھر کا تغار یا تانبے کا ٹب) میں بیٹھ کر سات کنوؤں کی سات مشکوں کا پانی سر پر ڈلوایا۔ اس تدبیر سے کچھ سکون ہوا، طبیعت ہلکی معلوم ہوئی تو نور افروز مسجد ہوئے اور فرمایا "تم سے پہلے ایک قوم پیدا ہوئی ہے، جو انبیاء وصلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتی تھی۔ تم ایسا نہ کرنا۔ (فرمایا) ان یہودیوں، ان نصرانیوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے، جنہوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا" (صحیحین عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

فرمایا "میری قبر کو میرے بعد مسجد نہ بنا دینا کہ اس کی پرستش ہوا کرے" (مؤطا امام مالک عن عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ)

فرمایا "اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہے، جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنایا۔ دیکھو میں

تمہیں اس سے منع کرتا رہا ہوں، دیکھو میں تبلیغ کر چکا، الٰہی تو اس کا گواہ رہنا، الٰہی تو اس پر گواہ رہنا۔"

اس روز آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آخری نشست تھی۔

پھر حمد وثناء کے بعد شرکائے احد کے لئے دعائے مغفرت کی اور فرمایا۔

"میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں، یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن اور زادراہ رہے ہیں، انہوں نے اپنے واجبات کو پورا کر دیا ہے اور اب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں، ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرنا۔ (زرقانی جلد ۸) اے گروہ مہاجرین تم تو بڑھتے جاتے ہو اور انصار ایسے ہو گئے ہیں کہ آج جس ہیئت پر ہیں اس سے زیادہ نہ ہوں گے۔"

فرمایا "ایک بندے کے سامنے دنیا ومافیہا کو پیش کیا گیا ہے، مگر اس نے آخرت ہی کو اختیار کیا ہے۔" اس امر کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سمجھے۔ انہوں نے کہا کہ "ہمارے ماں باپ، ہماری جانیں ہمارے زر ومال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں" یہ کہا اور رو پڑے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے ابوبکر! صبر کرو۔ پھر حکم دیا کہ مسجد کے جتنے دروازے کھلے ہیں، ابوبکر کے دروازے کے سوا سب کے سب بند کر دئے جائیں" (صحیح بخاری عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ودارمی ومسلم عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ)

چار یوم قبل از رحلت

پنجشنبہ (جمعرات) کا ذکر ہے کہ شدت مرض بڑھ گئی۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ "لاؤ تمہیں ایک تحریر لکھ دوں تا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ

ہو"۔

بعض نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شدت درد غالب ہے، قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔ اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا کہ سامان کتاب لے آؤ کہ ایسا نوشتہ لکھا جائے۔ کوئی کچھ اور کہتا تھا۔ یہ شور وشغب بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سب اٹھ جاؤ"۔

اس کے بعد اسی روز (پنجشنبہ کو) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتیں فرمائیں۔

(۱) یہود کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دیا جائے۔

(۲) وفود کی عزت ومہمانی ہمیشہ اسی طرح کی جائے، جیسا کہ معمول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا،

(۳) تیسری وصیت سلیمان الاحول کی روایت (صحیح البخاری، سلیمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) میں بیان نہیں ہوئی، مگر صحیح بخاری کی کتاب الوصایا میں عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے متعلق وصیت فرمائی تھی۔

پنجشنبہ مغرب

اس روز مغرب تک کی سب نمازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی تھیں، نماز مغرب میں سورۂ والمرسلات کی تلاوت فرمائی۔ اس سورت کی آخری آیت بھی قرآن پاک کی جلالت شان کو آشکارا کرتی ہے "فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُوْنَ" یعنی قرآن پاک کے بعد اور کس کلام پر ایمان لاؤ گے؟ (صحیح البخاری عن ام الفضل والدۃ ابن عباس رضی اللہ عنہم)

پنجشنبہ عشاء

نماز عشاء کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جانے کا تین بار عزم فرمایا۔ ہر دفعہ

جب وضو کے لئے بیٹھے، بیہوشی طاری ہوتی رہی۔ آخر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں (صحیحین عن عبید اللہ بن عبد اللہ، صحیح بخاری کی روایت عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ اس حکم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دہرایا) اس حکم سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حیات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔

دو یا ایک یوم قبل از رحلت

شنبہ (ہفتہ) یا یکشنبہ (اتوار) کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ظہر کھڑی ہو چکی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس وحضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں پر سہارا لئے ہوئے شرف افزائے جماعت ہوئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ پیچھے مت ہٹو۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ کر نماز میں داخل ہو گئے۔ اب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور باقی سب لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات پر نماز ادا کر رہے تھے۔ (صحیحین عن عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)

ایک یوم قبل از رحلت

یکشنبہ (اتوار) کے دن سب غلاموں کو آزاد فرمایا۔ ان کی تعداد بعض روایات میں چالیس بیان ہوئی ہے۔ گھر میں نقد سات دینار موجود تھے، وہ غرباء کو تقسیم کر دیئے۔ اس دن کی شام کو (آخری شب) صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کا تیل ایک پڑوسن سے عاریۃً منگوایا تھا۔ سلاحات (ہتھیار) مسلمانوں کو ہبہ فرمائے۔ (بخاری عن عمرو بن الحارث برادر ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰/ صاع جو میں رہن تھی۔ (بخاری عن اسود عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

آخری دن

دوشنبہ (پیر) کے دن نماز صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ اٹھایا، جو حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور مسجد نبوی کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ اس وقت نماز ہو رہی تھی، تھوڑی دیر تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پاک نظارہ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا (صحیح مسلم عن انس) ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس نظارہ سے رخ انور پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، اس وقت وجہِ مبارک ورق قرآن معلوم ہوتا تھا۔ (صحیحین عن انس رضی اللہ عنہ۔ چہرہ مبارک کو ورق قرآن سے تشبیہ روایت انس میں دی گئی ہے۔ یہ ایک عجیب اور پاک تشبیہ ہے، ورق قرآن پر طلائی کام ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ تاباں پر زردیٔ مرض چھائی ہوئی تھی، لہذا تابانی اور رنگ مرض میں طلاء سے اور تقدس میں قرآن پاک سے تشبیہ دی گئی ہے۔)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوق اور اضطراب سے یہ حال ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ نماز توڑ کر رخ پر نور ہی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نماز میں آنے کا ہے۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ یہی اشارہ سب کی تسکین کا موجب ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ چھوڑ دیا۔ یہ نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے مکمل فرمائی۔ (بخاری و مسلم) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔

اسی مرض وفات کے دوران ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جھک گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا۔ انہوں نے جو سر اٹھایا تو زار و قطار آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پھر قریب ہونے کا اشارہ کیا اور ان

کے کان میں کچھ کہا۔ اس مرتبہ جو انہوں نے سر اٹھایا تو مسکرا رہی تھیں لیکن زبان سے کچھ کہتی نہیں تھیں، بلکہ خاموش تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ماجرا دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا۔ بعد میں میں نے ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ''اول مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں فرمایا کہ آج میرا آخری دن ہے، شام سے پہلے میں اپنے رب سے جاملوں گا۔ یہ سن کر مجھے رونا آ گیا اور دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں ارشاد فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ تمہیں گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملائے اور میرے ہمراہ رکھے۔ اس پر میں ہنس پڑی'' (صحیح بخاری عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

بعد ازاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پیار کیا ور ان کے احترام کی وصیت فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

پھر ازواج مطہرات کو بلایا اور ان کو نصیحتیں فرمائیں۔ اسی روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو ''سیدۃ نساء العالمین'' ہونے کی بشارت دی۔ (بخاری عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخری روز کا نہیں بلکہ آخری ہفتہ کا ہے)

حالت نزع

جب نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے اور آپ پر ایک دھاری دار چادر اور گاڑھے کا تہہ بند تھا۔ اتنے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں مسواک لئے آ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھنے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں، اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے مسواک لے لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا، ہاں! انہوں نے عرض کیا اس کو نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے مسواک چبا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔

پانی کا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے رکھا ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہوتا، کبھی زرد پڑ جاتا تھا۔ حضرت فاطمہ سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر عرض کیا، ''آہ کتنا کرب ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تیرے باپ کو آج کے بعد کوئی کرب نہ ہوگا''۔ (بخاری عن انس، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس وقت زبان مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ''

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت میں تلخی ہوا کرتی ہے۔ (صحیح بخاری عن ذکوان)

جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو کی طاقت محسوس ہوتی تو فرماتے ،،نماز ؛نماز ،تم ہمیشہ جمے رہو گے جب تک اکھٹے نماز پڑھو گے۔ یہ وصیت آخری دم تک فرماتے رہے۔

پھر چھت کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا، فِي الرَّفِيْقِ الأَعْلٰى، (اے اللہ میں رفیق اعلی میں جانا چاہتا ہوں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکی تھی کہ کسی پیغمبر کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی کہ جب تک اسے اس کا مقام جنت میں دکھلا نہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے کہ دنیا اور آخرت میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے، تو میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہم سے رخصت ہونے والے ہیں اور آپ نے ملأ اعلی اور قرب خداوندی

کو اختیار کرلیا ہے۔ الغرض آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے أَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کرگئی اور دست مبارک نیچے گرگیا، "اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. أَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ"

یہ جان گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا کو نبوت ورسالت کے فیوض و برکات اور وحی ربانی کے انوارات اور تجلیات سے محروم کردیا بروز دوشنبہ (صحیح بخاری) چاشت اور دوپہر کے وقت کے درمیان بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری کو پیش آیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر چار دن زیادہ تھی۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے اس حادثہ پر کہا۔ يَا أَبَتَاه أَجَابَ رَبًّا دَعَاه، يَا أَبَتَاه اِلٰى جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأوَاه، يَا أَبَتَاه اِلٰى جِبْرِئيْلَ نَنْعَاه (پیارے ابا نے دعوت حق کو قبول کیا اور فردوس بریں میں نزول کیا۔ آہ جبرئیل کو خبر انتقال کون پہنچائے؟) پھر فرمایا،، الٰہی روح فاطمہ کو روح محمد کے پاس پہنچا دے۔ الٰہی مجھے دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسرور بنادے الٰہی مجھے اس مصیبت کے ثواب سے تو بے نصیب نہ رکھ اور بروز محشر شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم نہ فرما۔

مدینہ منورہ میں قیامت صغریٰ

اس قیامت خیز خبر کا کانوں میں پہونچنا تھا کہ قیامت آگئی۔ سنتے ہی صحابہ کے ہوش اڑ گئے، تمام مدینہ میں تہلکہ مچ گیا۔ جو اس جان گداز واقعہ کو سنتا تھا ششدر و حیران رہ جاتا تھا۔

ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک سکتہ کے عالم میں دیوار سے پشت لگائے بیٹھے تھے، شدت غم کی وجہ سے بات تک نہیں کرسکتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ حال تھا کہ زار و قطار روتے تھے، روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات پر جو صدمہ اور الم کا پہاڑ گرا، اس کا پوچھنا ہی کیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی پریشانی میں سخت بے حواس تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیرانی اور پریشانی سب سے بڑھی ہوئی تھی، وہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بآواز بلند یہ کہنے لگے کہ منافقین کا گمان ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز انتقال نہیں فرمایا، بلکہ آپ تو اپنے پروردگار کے پاس گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خدا کے پاس گئے اور پھر واپس آ گئے۔ خدا کی قسم! آپ بھی اسی طرح ضرور آئیں گے اور منافقوں کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش میں تھے، تلوار نیام سے نکالے ہوئے تھے، کسی کی مجال نہ تھی کہ یہ کہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال کے وقت موجود نہ تھے، دوشنبہ کی صبح کو جب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ہے، تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بحمد للہ اب آپ کو سکون ہے، اب اجازت ہو تو گھر ہو آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے جو مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب انہیں اس سانحہ کی خبر ملی تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے، اس حال میں کہ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ مسجد نبوی کے دروازہ کے سامنے گھوڑے سے اتر کر حجرۂ مبارکہ کی طرف بڑھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک پر تھے اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد کی وجہ سے سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے سب نے منہ ڈھانک لیا اور پردہ کر لیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چہرہ انور سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور رو

پڑے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بے قراری اور استقلال

آپ فرمارہے تھے۔وَا نَبِیَّاہ، وَا خَلِیْلاہ، وَاصَفِیَّاہ، تین مرتبہ یہ کہنے کے بعد آپ نے اس حال میں کہ آنسوؤں کی لڑیاں آپ کے رخساروں پر بہہ رہی تھیں فرمایا ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، خدا کی قسم! خدا تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ جو موت آپ کے لئے لکھی گئی تھی وہ آچکی ۔میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ موت وحیات دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے۔آپ کی وفات سے نبوت ووحی منقطع ہوگئی، جو کسی اور نبی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھی۔آپ توصیف سے بالا وبرتر ہیں، اور گریہ وزاری سے مستغنی ہیں۔آپ کی ذات بابرکات اس اعتبار سے خاص اور مخصوص ہے کہ آپ کی وفات سے لوگ تسلی حاصل کریں گے، (یعنی جب کبھی ان پر مصیبت ٹوٹے گی تو وہ آپ سے جدائی کے غم کو یاد کرلیا کریں گے، اس غم کی شدت انہیں ہر غم سے بے نیاز کردیا کرے گی) اور آپ عام بھی ہیں کہ ہم سب آپ کے رنج والم میں برابر ہیں، اگر آپ کی موت خود آپ کی اختیار کردہ نہ ہوتی (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو اختیار دیا تھا مگر آپ نے خود آخرت کو اختیار کیا) تو ہم آپ کی موت کے لئے اپنی جانیں قربان کردیتے اور اگر آپ ہم کو زیادہ رونے سے منع نہ فرماتے تو ہم آپ پر اپنی آنکھوں کا پانی ختم کرڈالتے۔

البتہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا ہٹانا اور مٹانا ہمارے اختیار میں نہیں، ایک غم فراق اور دوسرے غم میں جسم کا لاغر ونحیف ہو جانا، یہ دونوں چیزیں باہم ایک دوسرے کی حلیف ہیں، ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں۔

اے اللہ! ہمارا یہ حال ہمارے نبی کو پہنچا دے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عاشقوں کو بارگاہ خداوندی میں یاد رکھنا، امید ہے کہ ہم ملحوظ خاطر رہیں گے۔ اگر آپ اپنے فیض صحبت

سے ہمارے دلوں میں سکینت وطمانینت نہ چھوڑ کر جاتے، تو ہم اس وحشت وفراق کا کہ جو آپ ہم میں چھوڑ کر چلے گئے ہیں، ہرگز ہرگز تحمل نہ کر سکتے۔"

یہ کہہ کر آپ حجرہ شریفہ سے باہر آئے اور دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے۔اے عمر! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا، "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ" یعنی آپ کا انتقال ہونے والا ہے اور "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ" یعنی آپ سے پہلے کسی فرد بشر کے لئے ہم نے دوام طے نہیں کیا۔اب تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر کی جانب بڑھے اور با آواز بلند لوگوں سے کہا کہ "خاموش ہو کر بیٹھ جائیں"۔سب لوگ بیٹھ گئے، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حمد وثنا کے بعد یہ خطبہ پڑھا:

أَمَّا بعد! مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ، قال اللّٰه تعالیٰ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ،أَ فَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئاً وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشَّاکِرِیْنَ﴾

امابعد! جو شخص تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا، سو جان لے کہ یقیناً اللہ زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آسکتی۔اور اگر بالفرض کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے ایک رسول جن سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں، سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں، تو

کیا تم دین اسلام سے پھر جاؤ گے؟ جو شخص دین اسلام سے پھر جائے گا، تو وہ اللہ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، جو انہوں نے دل گرفتہ امت کو سہارا دینے کے لئے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت نازک موڑ پر ارشاد فرمایا۔

آپ نے فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ نے اپنے نبی سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔اس نے اپنے برگزیدہ بندہ کی مدد کی اور کافروں کی جماعتوں کو شکست دی۔ پس حمد اور شکر ہے اس وحدہ لاشریک لہ کے لئے، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول اور آخری نبی ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب الٰہی یعنی قرآن کریم اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ دین اسی طرح ہے جس طرح مشروع ہوا تھا۔ حدیث اسی طرح ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوئی تھی، اور قول اسی طرح سے ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ حق ہے اور حق کو واضح کرنے والا ہے۔

اے اللہ! پس تو اپنی خاص رحمتیں اور عنایتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے خاص برگزیدہ بندے، رسول، نبی حبیب، امین، بہترین خلائق اور خلاصہ عالم ہیں۔ ان پر ایسی بہترین صلوٰۃ وسلام نازل فرما کہ جو تو نے اپنے کسی خاص بندہ پر نازل فرمائی ہو۔

اے اللہ! اپنے صلوات، عافیت، رحمت اور برکت نازل فرما سید المرسلین خاتم النبیین، امام المتقین، قائد خیر، امام خیر اور رسول رحمت پر۔ اے اللہ! ان کے قرب کو اور زیادہ فرما، ان کی دلیل اور برہان کو عظیم فرما، ان کے مقام کو مکرم فرما، ان کو مقام محمود (مقام شفاعت) میں کھڑا کر کہ جس پر تمام اولین اور آخرین رشک کریں گے اور قیامت کے دن ہم کو ان کے مقام محمود سے نفع دے، دنیا اور آخرت میں ان کے عوض ہم پر اپنی رحمت نازل فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں درجات عالیہ نصیب فرما۔

اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی خاص الخاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرما، جیسے خاص رحمتیں اور برکتیں تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کیں، بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اے لوگو! جو تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا، سو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، سو اللہ تعالیٰ "حی لا یموت" ہے، اس پر موت نہیں آ سکتی، وہ زندہ ہے مرا نہیں، اور حق تعالیٰ نے آپ کی وفات کے متعلق پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا، لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے بجائے تمہارے اپنے قرب و جوار کو پسند کیا، چنانچہ دار کرامت کی طرف ان کو بلالیا اور ان کے بعد تمہاری ہدایت کے لئے اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو تم میں باقی چھوڑا۔ پس جس نے کتاب اور سنت دونوں کو مضبوط پکڑا، اس نے حق کو پہچانا اور جس نے کتاب و سنت میں تفریق کی (مثلاً قرآن کو تو مانا اور سنت کو نہ مانا) تو اس نے حق کو نہیں پہچانا۔

اے ایمان والو! حق اور انصاف کے قائم کرنے والے ہو جاؤ، اور شیطان لعین تم کو نبی کی موت کی وجہ سے دین سے نہ ہٹا دے، شیطان کے فتنہ میں ڈالنے سے پہلے خیر کو جلد لے لو اور خیر میں سبقت کر کے شیطان کو عاجز اور لاچار بنا دو اور شیطان کو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تم سے آ کر ملے اور تم کو کسی فتنہ میں مبتلا کر دے"۔

نیز آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب بنا کر یہ کہا ہے کہ بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں، سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں، صرف خداوند ذوالجلال والاکرام کی ذات بابرکات باقی رہے گی۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے، قیامت کے دن سب کو اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا"۔

آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عمر دراز کی اور ان کو باقی رکھا، یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کے دین کو قائم کر دیا، اللہ کے حکم کو ظاہر کر دیا، اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ایک سیدھے اور صاف راستہ پر چھوڑ کر دنیا سے گئے ہیں۔ اب جو ہلاک اور گمراہ ہوگا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہوگا، پس اللہ تعالیٰ جس کا رب ہو تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے، اس کو کبھی موت نہیں آ سکتی اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اور ان کو خدا جانتا تھا، تو جان لے کہ اس کا معبود تو ہلاک ہو گیا۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو۔ تحقیق اللہ کا دین قائم اور دائم رہے گا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا، اللہ اس شخص کا مددگار ہے جو اس کے دین کی مدد کرے اور اللہ اپنے دین کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے، اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے، وہی نور ہدایت اور شفائے دل ہے، اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ بتلایا اور اس میں اللہ کی حلال وحرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے۔

خدا کی قسم! ہمیں اس شخص کی ذرہ برابر پرواہ نہیں جو ہم پر فوج کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدین کی طرف اشارہ تھا)۔ تحقیق اللہ کی تلواریں جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں وہ اس کے دشمنوں پر سونتی ہوئی ہیں، وہ تلواریں ہم نے ابھی تک ہاتھ سے رکھی نہیں۔

خدا کی قسم! ہم اپنے مخالف سے اب بھی اسی طرح جہاد کریں گے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کیا کرتے تھے۔ پس مخالف خوب سمجھ لے اور اپنی جان پر ظلم نہ کرے۔ (سیرۃ المصطفیٰ از مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی بحوالہ البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۲۴۳۰ جلد ۵ - زرقانی صفحہ ۲۸۰ جلد ۸ - اتحاف شرح احیاء العلوم صفحہ ۳۰۲ - الروض الانف صفحہ ۳۷۶ جلد ۲)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ان آیات کی تلاوت کرنا تھا کہ یکلخت حیرت کا عالم دور ہو گیا اور غفلت کا پردہ آنکھوں سے اٹھ گیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں نے اس سے پہلے یہ آیت سنی ہی نہ تھی، جسے دیکھو وہ انہی آیتوں کی تلاوت کر رہا تھا۔ (زرقانی وطبقات ابن سعد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حالت بھی یہی ہوئی کہ گویا کہ میں نے آج ان آیتوں کو پڑھا ہے اور اپنے خیال سے رجوع کیا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۲۲۳ جلد ۴)

تجہیز وتکفین اور غسل

جب صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلانے کے لئے جمع ہوئے، تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہیں؟ ہنوز ابھی کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا کہ یکلخت سب پر ایک غنودگی طاری ہوگئی اور غیبی طور پر یہ آواز سنائی دی کہ ''اللہ کے رسول کو برہنہ نہ کرو، کپڑوں ہی میں غسل دو'' چنانچہ پیراہن مبارک ہی میں آپ کو نہلایا گیا اور بعد میں وہ نکال لیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دے رہے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہما کروٹیں بدلتے تھے اور حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی ڈال رہے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ص:۲۶۰، ج:۵)

غسل کے بعد سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا، جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور وہ پیراہن جس میں آپ کو غسل دیا گیا وہ اتار لیا گیا۔ (اتحاف ص۳۰۴، ج:۱۰)

تجہیز وتکفین کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ کہاں دفن ہوں؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

چنانچہ اسی جگہ آپ کا بستر ہٹا کر قبر کھودنا تجویز ہوا، لیکن اس میں باہم اختلاف ہوا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے۔ مہاجرین نے کہا کہ مکہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودی جائے۔ انصار نے کہا کہ مدینہ کے طریقہ پر لحد تیار کی جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بغلی قبر اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کھودنے میں ماہر تھے۔ یہ طے پایا کہ دونوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا جائے، جو ان میں سے پہلے آجائے وہ اپنا کام کرے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پہلے آپہنچے اور آپ کے لئے لحد تیار کی۔ (زرقانی ص:۲۸۹ تا ۲۹۲ ج:۸، طبقات ابن سعد ص: ۵۹ قسم ثانی تا ۶۸ جلد۲)

نماز جنازہ

جنازہ مبارک اسی جگہ رکھا رہا جہاں انتقال ہوا تھا۔ نماز جنازہ پہلے کنبہ والوں نے، پھر مہاجرین، پھر انصار نے، مردوں اور عورتوں نے، پھر بچوں نے ادا کی۔ اس نماز میں کوئی امام نہ تھا، حجرہ مبارک تنگ تھا اس لئے دس دس شخص اندر جاتے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے تب اور دس اندر جاتے۔

یہ سلسلہ لگاتار شب و روز جاری رہا، اس لئے تدفین مبارک شب چہار شنبہ (بدھ) کو یعنی رحلت سے تقریباً ۳۲ گھنٹہ بعد عمل میں آئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں فضل اور قثم رضی اللہ عنہما نے آپ کو قبر میں اتارا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے، تو کوہان کی شکل کی آپ کی تربت تیار کی اور پانی چھڑکا۔ (طبقات ابن سعد صفحہ ۷۶ جلد۲، زرقانی ص:۲۹۲ ج:۸) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جب صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو گئے، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں "اے انس! کیا تم نے خوشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال لی تھی؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں دیکھا تو مکان اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گیا اور میں ایک دیوانے عاشق کی طرح ہو گیا اور میری ہڈیاں کمزور ہو کر ٹوٹ رہی تھیں۔ اے عتیق تجھ پر افسوس! تیرا محبوب خاک میں چلا گیا اور اب تو اکیلا اور تھکا ہوا رہ گیا۔ اے میرے ساتھی افسوس، کاش! آپ کی وفات سے پہلے میں قبر میں چلا جاتا اور مجھ کو پتھروں سے ڈھانک دیا جاتا۔ (رحمۃ للعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری ص: ۲۵۵، سیرۃ المصطفیٰ ص: ۲۰۴ تا ۲۲۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ابھی صرف سوا دو برس ہوئے تھے اور اس قلیل عرصہ میں مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے بعد فتوحات کی ابتداء ہی ہوئی تھی کہ پیام اجل پہنچ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن جب کہ موسم نہایت سرد و خنک تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا، غسل کے بعد بخار آ گیا اور مسلسل پندرہ دن تک شدت کے ساتھ قائم رہا۔ اس اثناء میں مسجد تشریف لانے سے بھی معذور ہو گئے، چنانچہ آپ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت کی خدمت انجام دیتے تھے۔

جانشین کا تعین

مرض جب روز بروز بڑھتا گیا اور افاقہ سے مایوسی ہوتی گئی، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر جانشینی کے متعلق مشورہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''عمر کے اہل ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؟ لیکن وہ کسی قدر متشدد ہیں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میرے خیال میں عمر کا باطن ظاہر سے اچھا ہے'' لیکن بعض صحابہ کو حضرت عمر کے تشدد کے باعث پس و پیش تھا، چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے، تو شکایت کی کہ آپ عمر کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں، حالانکہ جب آپ کے سامنے وہ اس قدر متشدد تھے، تو خدا جانے آئندہ کیا کریں گے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب ان پر خلافت کا بار پڑے گا تو ان کو خود نرم ہونا پڑے گا۔ اسی طرح ایک اور صحابی نے کہا کہ آپ عمر کے تشدد سے واقف ہونے کے باوجود ان کو جانشین بنا رہے ہیں، ذرا سوچ لیجئے، آپ خدا کے یہاں جا رہے ہیں، وہاں کیا جواب دیں گے؟

فرمایا میں عرض کروں گا، خدایا! میں نے تیرے بندوں میں اس کو منتخب کیا ہے جو ان میں سب سے اچھا ہے۔ غرض سب کی تشفی کر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر عہد نامۂ خلافت لکھوانا شروع کیا۔ ابتدائی الفاظ لکھے جا چکے تھے کہ غش آ گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''پڑھ کر سناؤ'' انہوں نے پڑھا تو بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور فرمایا ''خدا تمہیں جزائے خیر دے، تم نے میرے دل کی بات لکھ دی۔''

غرض عہد نامہ مرتب ہو چکا تو اپنے غلام کو دیا کہ مجمع عام میں سنا دے اور خود بالا خانہ پر تشریف لے جا کر تمام حاضرین سے فرمایا کہ ''میں نے اپنے عزیز یا بھائی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے، بلکہ اس کو منتخب کیا ہے جو تم لوگوں میں سب سے بہتر ہے''

تمام حاضرین نے اس انتخاب پر سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا کہا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر نہایت مفید نصیحتیں کیں، جو ان کی کامیاب خلافت کے لئے عمدہ دستور العمل ثابت ہوئیں۔ (طبقات ابن سعد، قسم اول ج:۳، وصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ص:۴۲)

وصایا

ابوالملیح کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ''اگر آپ میری وصیت قبول کریں، تو میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ رات کے حق ہیں، جن کو وہ دن میں قبول نہیں کرتا اور کچھ دن کے حق ہیں، جن کو وہ رات کو قبول نہیں کرتا، اور جب تک فرائض ادا نہ کئے جائیں اللہ تعالیٰ نفل قبول نہیں کرتا۔ جن لوگوں کے آخرت میں وزن بھاری ہوں گے وہ حق کی اتباع کی وجہ سے بھاری ہوں گے اور یہ حق ان پر بھاری تھا اور ترازو کا حق ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے تو وہ بھاری ہو جائے اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے، وہ باطل کی اتباع کی وجہ سے ہلکے ہوں گے اور دنیا میں باطل ان پر ہلکا ہوگا اور ترازو کا حق یہ ہے کہ اگر اس میں باطل رکھا جائے تو وہ ہلکا ہو جائے۔

خدا تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے اعمال میں سے بہتر کے ساتھ کیا ہے اور ان کی برائی سے درگزر فرمایا ہے، تو کہنے والا یوں کہتا ہے کہ میں ان لوگوں سے کم ہوں اور ان کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور دوزخ والوں کا ذکر ان کے بدترین اعمال سے کیا ہے اور جو نیک عمل انہوں نے کیا ہے اس کو ان پر لوٹا دیا ہے (اور قبول نہیں کیا) تو کہنے والا یوں کہتا ہے کہ میں ان لوگوں سے کم ہوں اور ان کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔

کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سختی کی آیت کے ساتھ ہی امید کی آیت بھی نازل فرمائی ہے، اور امید کی آیت کے ساتھ ہی سختی کی آیت بھی ہوتی ہے تاکہ بندہ میں ڈر اور امید دونوں رہیں اور وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے اور نہ اللہ سے ناحق امید رکھے۔

اگر آپ میری یہ وصیت یاد رکھیں گے تو کوئی غائب چیز آپ کو موت سے بڑھ کر عزیز نہ ہوگی اور وہ لازماً آنے والی ہے اور اگر میری اس وصیت کو ضائع کر دیں گے تو کوئی غائب چیز موت سے بڑھ کر بری نہ لگے گی اور وہ لازماً آنے والی ہے، اور آپ اس سے بھاگ نہیں

سکیں گے۔ (منہاج القاصدین لابن الجوزی، ص:۳ ۵۷، اردو ترجمہ احیاء العلوم ص:۱۷۱ ج:۴)

اس فرض سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذاتی اور خانگی امور کی طرف توجہ کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انہوں نے مدینہ یا بحرین کے نواح میں اپنی ایک جاگیر دے دی تھی، لیکن خیال آیا کہ اس سے دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہوگی، اس لئے فرمایا ''جان پدر افلاس وامارت دونوں حالتوں میں تم مجھے سب سے زیادہ محبوب رہی ہو، لیکن جو جاگیر میں نے تمہیں دی ہے، کیا تم اس میں اپنے بھائی بہنوں کو بھی شریک کرلوگی؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حامی بھر لی تو آپ نے بیت المال کے قرض کی ادائیگی کے لئے وصیت فرمائی، اور کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹنیوں کے سوا کچھ نہیں، میرے مرتے ہی یہ حضرت عمر کے پاس بھیج دی جائیں''

چنانچہ یہ تمام چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ''میری تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر دیکھنا کوئی اور چیز تو نہیں رہ گئی ہے، اگر ہو تو اس کو بھی عمر کے پاس بھیج دینا''۔

تدفین کے بعد گھر کا جائزہ لیا گیا تو کوئی اور چیز کاشانۂ صدیقی سے برآمد نہیں ہوئی۔

الوداعی ملاقاتیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور کہا کہ اے ابوبکر! ہم کو کچھ وصیت کیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے، تو تم اس سے اسی قدر لینا کہ بسر اوقات کے موافق ہو۔ یاد رکھو کہ جو کوئی نماز صبح ادا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں ہو جاتا ہے، تو ایسا نہ ہو کہ تم خدا تعالیٰ سے عہد شکنی کرو اور یہ عہد شکنی تم کو منہ کے بل دوزخ

میں ڈال دے"

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا، تو آپ کے پاس کچھ لوگ صحابہ میں سے آئے اور کہا کہ اے نائب رسولِ خدا! ہم کو کچھ توشہ عنایت کر دیجئے کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا حال دگرگوں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ "جو کوئی ان کلمات کو کہہ کر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو افق مبین میں پہنچا دے گا۔"

لوگوں نے عرض کیا افق مبین کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا کہ "ایک میدان عرش کے سامنے ہے، اس میں باغ نہریں اور درخت ہیں، ہر روز اس کو خدا تعالیٰ کی سو رحمتیں ڈھانک لیتی ہیں، تو جو شخص ان کلمات کو کہے گا اللہ تعالیٰ اس کی روح کو اس مکان موصوفہ بالا میں رکھے گا"

وہ کلمات یہ ہیں۔

(ترجمہ) الٰہی! تو نے خلق کو شروع سے پیدا کیا اور تجھ کو کچھ حاجت اس کی نہیں تھی، پھر تو نے اس کے دو فریق کر دئے، ایک جنت کے لئے اور ایک دوزخ کے لئے، سو تو مجھ کو جنت والے فریق میں بنا، نہ کہ دوزخ والے میں۔

الٰہی! تو نے خلق کو کئی فرقے میں پیدا کیا اور پیدائش سے پہلے ان کو علیحدہ کر دیا کہ بعضوں کو بد بخت اور بعضوں کو نیک بخت، غوث اور راہ یافتہ بنایا، پس مجھ کو اپنی اطاعت سے سعید کر دے اور اپنی معصیت سے بد بخت نہ بنا۔

الٰہی! جو ہر ایک نفس کماتا ہے وہ تجھ کو اس کی پیدائش سے پہلے معلوم ہے، تو جس چیز کو وہ کرتا ہے اس سے گریز نہیں، پس مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے جن سے تو اپنی اطاعت کا کام لیتا ہے۔

الٰہی! بدون تیرے چاہے کوئی کچھ نہیں چاہتا، تو تو اپنی خواہش اس امر کی کر کہ میں ایسی

بات چاہنے لگوں کہ جو مجھ کو تجھ سے قریب کر دے۔

الٰہی! تو نے بندوں کی حرکات کا اندازہ کر رکھا ہے، کہ کوئی چیز بدون تیرے اذن کے حرکت نہیں کرتی، سو تو میری حرکات کو اپنے تقویٰ میں کر دے۔

الٰہی! تو نے خیر اور شر دونوں کو پیدا کیا اور ان دونوں کے کرنے والے بنائے، پس مجھے دونوں قسموں میں سے جو بہتر ہو اس میں کر دے۔

الٰہی! تو نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے رہنے والے بنائے، تو مجھ کو اپنی جنت کے باشندوں سے کر دے۔

الٰہی! تو نے ایک قوم کو راہ دکھانی چاہی اور ان کے سینوں کو کھول دیا اور ایک قوم کی تو نے گمراہی چاہی اور ان کے سینوں کو تنگ بنایا، تو خدایا! میرا سینہ ایمان کے لئے کھول دے، اور ایمان کو میرے دل میں اچھا کر دکھا۔ مجھ کو کفر، بدکاری اور نافرمانی سے نفرت دلا اور مجھ کو نیک چال والوں میں سے کر۔

الٰہی! تو نے امور تدبیر کئے اور ان کا ٹھکانا اپنی طرف کیا، پس بعد موت کے مجھ کو اچھی زندگی سے زندہ کر اور مرتبہ میں مجھ کو اپنے نزدیک فرما۔

الٰہی! جو شخص صبح اور شام کرتا ہے اس طرح کہ اس کا اعتماد اور توقع تیرے غیر پر ہو تو ہوا کرے مگر میرا اعتماد اور توقع تجھی پر ہے۔ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه''

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''یہ سب مضامین کتاب اللہ عزوجل میں ہیں'' (اردو ترجمہ احیاء العلوم ص:۲۷۶، ج:۴)

تجہیز و تکفین کے متعلق فرمایا ''اس وقت جو کپڑا بدن پر ہے اس کو دھو کر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن دینا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا ہے، کفن کے لئے نیا ہونا چاہئے۔ فرمایا ''زندے مردوں کی بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں، میرے لئے یہ پھٹا پرانا

ہی کافی ہے''۔

وصال

انتقال کا وقت قریب تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے یہ شعر پڑھا ''تیری زندگی کی قسم! جب لمبے سانس آنے لگیں اور سینہ تنگ ہو جائے، تو دولت آدمی کے کسی کام نہیں آتی''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا ''یوں مت کہو، بلکہ اس طرح کہو لَقَدْ جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ، ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔ سورۂ ق : آیت ۱۹- یعنی حق کے ساتھ موت کی بے ہوشی آگئی، یہ وہی موت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (منہاج القاصدین)

جب انتقال ہونے لگا تو صاحبزادی رونے لگیں فرمایا ''بیٹی رو نہیں'' بیٹی نے کہا اگر آپ کے انتقال پر بھی رونا نہ آئے تو کس کے انتقال پر آئے گا؟ فرمایا کہ ''اس وقت مجھے اپنی جان نکلنے سے زیادہ محبوب کسی کی جان نکلنا بھی نہیں ہے، حتی کہ کسی مکھی کی جان نکلنا بھی اپنی جان نکلنے سے زیادہ محبوب نہیں'' (تو جب موت مجھے اتنی محبوب ہو رہی ہے تو تو اس پر روتی ہے؟)

اس کے بعد فرمایا ''ہاں البتہ اس کا ڈر ضرور ہے کہ کہیں مرتے وقت اسلام نہ میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے'' اس کے بعد پوچھا آج دن کون سا ہے؟ عرض کیا گیا دوشنبہ (یعنی پیر)۔ پھر پوچھا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کس روز ہوا تھا؟'' کہا گیا دوشنبہ کے روز۔ فرمایا ''تو پھر میری آرزو ہے کہ آج ہی رات تک اس عالم فانی سے رحلت کر جاؤں۔''

چنانچہ یہ آخری آرزو بھی پوری ہوئی، یعنی دوشنبہ کا دن ختم کر کے منگل کی رات کو تریسٹھ برس کی عمر میں اواخر جمادی الآخر ۱۳ھ کو رہ گزیں عالم جاودان ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

تجہیز و تکفین

وصیت کے مطابق رات ہی کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قبر میں اتارا، اور اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ رفیق زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہو کر دائمی رفاقت کے لئے جنت میں پہنچ گئے۔ (طبقات ابن سعد، خلفائے راشدین ص: ۵۳ تا ۵۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاتلانہ حملہ

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آخری حج سے واپس ہوئے، تو وادیٔ محصب میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ چاند کی طرف جو نظر کی، تو اس کی روشنی اور چاندنی آپ کو اچھی معلوم ہوئی، فرمایا کہ "دیکھو ابتداء میں یہ کمزور تھا، پھر بڑھتے بڑھتے یہ پورا ہوا اور اب پھر گھٹنا شروع ہوگا، یہی حال دنیا میں تمام چیزوں کا ہے۔"

پھر دعا مانگی کہ "اے اللہ! میری رعیت بہت بڑھ گئی ہے، اور میں بہت کمزور ہو گیا ہوں، خداوند قبل اس کے کہ مجھ سے فرائض خلافت میں کچھ قصور ہو مجھے دنیا سے اٹھا لے"۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک درہ آپ کے ہاتھ میں تھا کہ آپ سونے والوں کو اپنے درہ سے جگاتے تھے۔ مسجد پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے تھے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے۔

اس روز بھی آپ نے ایسا ہی کیا، نماز ویسے ہی آپ نے شروع کی تھی، صرف تکبیر تحریمہ

ہی کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولؤلؤ جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور ایک زہر آلود خنجر لئے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا، اس نے اپنے خنجر سے آپ کی شکم مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر کے لگائے۔ آپ بے ہوش ہوکر گر گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بجائے آپ کے امامت کی اور مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔

ابولؤلؤ نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے، مگر نمازیوں کی صفیں مثل دیوار کے حائل تھیں، ان سے نکل جانا آسان نہ تھا، لہذا اس نے اور صحابیوں کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا۔ تیرہ صحابی زخمی ہوئے، جن میں سے سات جان بر نہ ہو سکے، اتنے میں نماز ختم ہوگئی۔ ابولؤلؤ پکڑ لیا گیا، لیکن جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں، تو اسی خنجر سے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔

اتنا بڑا اعظیم الشان واقعہ ہوا مگر کسی نے نماز نہیں توڑی، نماز پورے اطمینان کے ساتھ ختم کی گئی۔ نماز کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگ اٹھا کر ان کے مکان پر لے گئے، تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا اور آپ نے فجر کی نماز اسی حالت میں ادا کی۔

قاتل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ''دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا؟'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کچھ دیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور پھر آ کر فرمایا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے یہ حرکت کی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ''خدا اس کو قتل کرے میں نے تو اس پر احسان کرنے کے لئے امر کیا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہ کی، اور تم اور تمہارے والد ہی بہت چاہتے ہو کہ مدینہ منورہ میں کفار عجم کی کثرت ہو'' (یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام بہت تھے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو سب کو مار ڈالیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''اب قتل کرتے ہو، جب تمہاری بولی بولنے لگے، تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے، تمہارے ساتھ حج کرنے لگے''۔

ادھر لوگوں کا یہ حال تھا کہ گویا اس دن سے پہلے ان پر کبھی کوئی مصیبت آئی ہی نہ تھی، سب اپنی اپنی کہہ رہے تھے، کوئی کہتا تھا کہ مجھے آپ کے اوپر موت کا خوف ہے، کوئی کہتا تھا کہ کچھ خوف نہیں، اتنے میں آپ کے لئے عرق انگور لایا گیا، آپ نے جونہی اسے پیا تو وہ پیٹ سے باہر نکل گیا، اب سب گھبرا گئے اور کسی کو آپ کے جانبر ہونے کی توقع نہ رہی۔

یہ ابولؤ لؤ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت لے کر گیا کہ میرے مالک نے مجھ پر محصول زیادہ مقرر کیا ہے، آپ اس میں کمی کر دیجئے۔ آپ نے محصول کی مقدار دریافت کی اور پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ چکی بناتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ''اس کام کا کرنے والا عرب میں تیرے سوا کوئی نہیں ہے، لہٰذا یہ محصول کام کے لحاظ سے زائد نہیں ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا کہ ''ایک چکی ہمارے لئے بھی بنا دے۔'' اس نے کہا کہ بہت اچھا، آپ کے لئے ایسی عمدہ چکی بناؤں گا کہ تمام دنیا میں اس کی شہرت ہوگی۔

آپ نے فرمایا ''دیکھو یہ غلام مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے''، کسی نے کہا امیر المؤمنین آپ حکم دیں تو ابھی اسے گرفتار کر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ''کیا جرم سے پہلے سزا دے دی جائے؟'' اسی وقت سے ابولؤ لؤ نے ایک خنجر بنایا اور اس کو زہر میں بجھانا شروع کر دیا اور اسی فکر میں رہا۔

اہل مدینہ کی بے قراری

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کی خبر نے تمام مدینہ میں کہرام برپا کر دیا، تمام مہاجرین وانصار آپ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے کہ کاش ہماری عمریں آپ کو دے دی جائیں اور آپ ابھی اسلام کی خدمت کے لئے زندہ رہیں۔

دوا وعلاج کی بھی کوشش کی گئی، مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب صحابہ کرام کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے جانبر ہونے کی توقع نہیں، اس وقت سب کی عجیب حالت تھی۔ سب نے آپ سے جا کر کہا کہ ''امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے کتاب اللہ کی پیروی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا''۔

اسی دوران ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور آ کر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہو کہ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قدامت اسلام میں وہ مرتبہ میسر ہوا جو آپ کو معلوم ہی ہے۔ پھر آپ حاکم ہوئے اور عدل فرمایا، پھر شہادت ملی۔

آپ نے فرمایا کہ ''میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں میرے گزارہ ہی کے لائق ہو جائیں، نہ ان سے میرا نقصان ہو نہ فائدہ ہو''

جب وہ شخص جانے لگا تو اس کا پائجامہ زمین کو لگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ''اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ'' جب وہ لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ''بھتیجے اپنا کپڑا اونچا کر اس سے گرد وغیرہ سے بچا رہے گا اور یہ خدا تعالیٰ سے تقویٰ کے بھی زیادہ قریب ہے''۔

آخری خواہش

پھر آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے سلام کے بعد عرض کرو کہ میری دلی

خواہش ہے کہ میں اپنے صاحبین کے ساتھ دفن کیا جاؤں۔ اگر اس میں آپ کو کچھ تکلیف یا نقصان ہو تو پھر جنت البقیع میرے لئے بہتر ہے''۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور ام المؤمنین کو پیغام پہنچایا۔ انہوں نے فرمایا کہ ''وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی، مگر میں ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں''

جس وقت یہ خوشخبری حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو پہنچائی تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ''اللہ کا شکر ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی وہ بھی اس نے پوری کر دی''۔

پھر فرمایا ''سنو جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کو لے جانا اور ام المؤمنین کے حجرہ کے دروازے پر پہنچ کر سلام کرنا اور کہنا کہ عمر اجازت چاہتے ہیں، اور اگر وہ اجازت دیں تو مجھ کو اندر لے جانا اور اگر مجھ کو منع کر دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا''۔

جانشین کا تعین

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چند عورتوں کے ہمراہ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائیں، دیگر لوگ انہیں آتا دیکھ کر باہر چلے گئے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، اور کچھ دیر ان کے پاس ٹھہری رہیں، پھر مردوں نے اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندر چلی گئیں، ان کے رونے کی آواز باہر سنی گئی۔

لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین، ہم کو وصیت کیجئے اور اپنا خلیفہ کسی کو متعین کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ''میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں سمجھتا ہوں، ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہی اس جہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام لئے، اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر بھی تمہارے پاس آئیں گے، مگر خلافت سے انہیں کچھ سروکار نہیں۔ (یہ اس لئے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کی دل شکنی نہ ہو) پھر فرمایا کہ ''اگر سعد کو خلیفہ نامزد کیا جائے تو فبہا ورنہ جو کوئی امیر ہو ان سے استعانت کرے، اس لئے کہ میں نے انہیں عاجزی اور خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا''۔

اس کے بعد آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر امام نماز بنا دیا اور فرمایا ''میرے بعد تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب کر لینا''۔

وصایا

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جو لوگ اول ہجرت کر کے آئے ہیں ان کی فضیلت کو پہچانے، ان کی حرمت کی حفاظت کیا کرے اور تعظیم کیا کرے اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ خیر کیا کرے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اس جگہ میں اور ایمان میں انہوں نے سبقت کی ہے، ان کے محسن کی طرف سے قبول کیا کرے اور برائی کرنے والے سے درگزر کیا کرے اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اطراف کے شہر والوں سے حسن سلوک کرے اس لئے کہ وہ لوگ اسلام کے حامی، مالوں کے جمع کرنے والے اور دشمنوں کے جلنے کا موجب ہیں، ان سے کچھ نہ لے بجز اس کے جو ان کے مال سے زائد ہو اور جو وہ بخوشی دے دیں اور دیہات والوں سے خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں بایں وجہ کہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کی جڑ ہیں، ان کے زائد مال سے لے کر انہیں کے مفلسوں کو دے دے، نیز میں اسے عرب والوں سے خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو ملحوظ رکھے، ذمی لوگوں سے عہد پورا کیا کرے اور ان کی حمایت کے لئے اوروں سے لڑا کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لے''۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادہ کو بلا کر فرمایا کہ ''عبد اللہ دیکھو تحقیق کرو کہ میرے ذمہ کتنا قرض ہے؟'' انہوں نے حساب لگا کر چھیاسی ہزار کے قریب بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ ''ہمارے خاندان کے مال سے اگر یہ قرض ادا ہو جائے تب تو اس میں سے ادا کر دینا ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے مدد مانگنا اور اگر ان کا مال بھی کافی نہ ہو تو قریش سے لے کر ادا کر دینا، قریش کے علاوہ کسی اور کے پاس مت جانا''۔

وصال

اس کے بعد نزع کی حالت شروع ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت اور خدا کے خوف کا عالم کیا تھا، اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت مسور بن مخرمہ راوی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ ''خدا کی قسم اگر میرے پاس اتنا سونا ہو کہ زمین بھر جائے تو میں بن دیکھے اللہ کے عذاب کے فدیہ میں دے دوں''

ایک اور روایت کے مطابق آپ فرما رہے تھے کہ ''خدا کی قسم اگر میرے پاس ساری دنیا ہو تو میں اپنے فدیہ میں دے دوں'' (منہاج القاصدین ص: ۵۷۵)

۲۷/ذی الحجہ، بروز بدھ کو آپ زخمی ہوئے تھے اور پانچویں دن یکم محرم الحرام بروز اتوار کو تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نماز جنازہ

جب آپ کا جنازہ نماز کے لئے لایا گیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے پہلے سے یہی خیال تھا کہ آپ دونوں کا مدفن بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا، کیوں کہ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ دونوں کا ذکر کیا کرتے تھے''، نیز آپ نے فرمایا کہ ''میں خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ یا اللہ میرا نامۂ اعمال بھی ویسا ہی ہو جیسا عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہے''۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاص روضہ نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کی قبر بنائی گئی۔ اس روضہ مقدسہ کے اندر صرف تین قبریں ہیں، ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی، دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور تیسری حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پائنتی کی جانب ہے۔ (خلفائے راشدین ص:۱۵۸ تا ۱۶۲)

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عمر کی موت پر اسلام روئے گا''۔ (احیاء العلوم ص:۴/۷۶ ج:۴)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھوں۔ آخر میں نے آپ کی شہادت کے تقریباً ایک سال بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ ''اب میں فارغ ہوا ہوں، معلوم ہو رہا تھا کہ میری چھت دھما کہ سے گر جائے گی اگر مجھے انتہائی شفیق اور مہربان اللہ نہ سنبھالتا، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رحم وکرم سے بچ گیا ورنہ ہلاک ہو جاتا''۔ (کتاب الروح)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ مشہور ہے۔ شہادت سے قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ سمجھانے کی کوشش کی، ان کے سامنے مؤثر تقریریں کیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی تقریر کی مگر ان لوگوں پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا۔ ثمامہ بن حزن قشیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (باغی) لوگوں کو سمجھانے کے لئے اپنے مکان کی چھت پر تشریف لائے اور مجمع

سے مخاطب ہوئے تو میں بھی موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ''تم میرے پاس ان دونوں شخصوں کو لاؤ، جنہوں نے تمہیں یہاں لاکر جمایا ہے''۔ وہ دونوں بلائے گئے تو ایسے آئے جیسے دو اونٹ یا گدھے آتے ہیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا۔

''میں تمہیں خدا تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو یہ مسجد تنگ تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا، اس کے صلہ میں اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی؟ تو میں نے آپ کے حکم تعمیل کی، تو کیا اسی مسجد میں تم مجھے نماز پڑھنے نہیں دیتے؟

میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ، کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے، تو اس میں رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کون خرید کر عام مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اور اس سے بہتر اس کو جنت میں ملے گا؟ تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی، تو کیا اس کا پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو؟

کیا تم جانتے ہو کہ عسرت کے لشکر کو میں نے ہی ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا؟

سب نے جواب دیا کہ ''بخدا یہ سب باتیں سچ ہیں''۔

مگر سنگ دلوں پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر آپ نے مجمع کو خطاب کر کے فرمایا ''میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا ''اے حرا! ٹھہر جا، تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید ہے''۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے کہا یاد ہے۔ پھر فرمایا ''خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا تھا، تو کیا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست مبارک کو میرا ہاتھ نہیں قرار دیا تھا؟ اور میری طرف سے خود بیعت نہیں

کی تھی؟ "سب نے کہا سچ ہے"۔ (ابن حنبل ص:۵۹، ج:۱)

آخر میں باغی یہ دیکھ کر کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہوا جاتا ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ منورہ کا رخ کریں گے اور موقع نکل جائے گا، آپ کے قتل کے مشورے کرنے لگے جس کو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے سنا اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "لوگو آخر کس جرم پر تم میرے خون کے پیاسے ہو؟ اسلام کی شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین ہی صورتیں ہیں، یا تو اس نے بدکاری کی ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے، یا اس نے بالارادہ کسی کو قتل کیا ہو تو قصاص میں مارا جائے گا، یا وہ مرتد ہو گیا ہو تو قتل کیا جائے گا۔ میں نے نہ تو جاہلیت میں اور نہ اسلام میں بدکاری کی، نہ کسی کو قتل کیا، نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا، اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (ابن حنبل ص:۶۲)

لیکن باغیوں پر ان میں سے کوئی تقریر کارگر نہ ہوئی۔

جان نثاروں کے مشورے اور اجازت طلبی

بعض جان نثاروں نے مختلف مشورے دیئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا "امیر المؤمنین! تین باتیں ہیں، ان میں سے ایک قبول کر لیجئے، آپ کے طرفداروں اور جان نثاروں کی ایک طاقتور جماعت یہاں موجود ہے، ان کو لے کر نکلئے، اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے ان کو نکال دیجئے، آپ حق پر ہیں، وہ باطل پر، لوگ حق کا ساتھ دیں گے۔ اگر یہ منظور نہیں تو پھر صدر دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار توڑ کر اس محاصرہ سے نکلئے اور سواریوں پر بیٹھ کر مکہ معظّمہ چلے جائیے، وہ حرم ہے وہاں یہ لوگ نہ لڑ سکیں گے، یا پھر یہ کہ شام چلے جائیے، وہاں کے لوگ وفادار ہیں اور معاویہ موجود ہیں"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو میں وہ پہلا

خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خونریزی کرے۔ اگر مکہ معظّمہ چلا جاؤں تو بھی اس کی امید نہیں کہ یہ لوگ حرم الٰہی کی توہین نہ کریں گے اور جنگ سے باز آجائیں گے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق وہ شخص نہیں بننا چاہتا، جو مکہ مکرمہ جا کر اس کی بے حرمتی کا باعث ہوگا اور شام بھی نہیں جا سکتا کہ اپنے ہجرت کے گھر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (ابن حنبل ص:٦٧)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر بہت بڑا اور وسیع تھا، دروازہ اور گھر میں صحابہ اور عام مسلمانوں کی خاصی جمعیت موجود تھی، جس کی تعداد سات سو تھی، اور جس کے سردار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بہادر صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین! اس وقت گھر کے اندر ہماری خاصی تعداد ہے، اجازت ہو تو میں ان باغیوں سے لڑوں۔ فرمایا ''اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے لئے اپنا خون نہ بہائے''۔ (ابن سعد ج:۳)

گھر میں اس وقت بیس غلام تھے، ان کو بھی بلا کر آزاد کر دیا، (ابن حنبل ص:۷۲)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا ''امیر المؤمنین! انصار دروازہ پر کھڑے اجازت کے منتظر ہیں، کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں''

فرمایا اگر لڑائی مقصود ہے تو اجازت نہ دوں گا، اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تلوار نہ اٹھائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو فرمایا ''ابوہریرہ کیا تمہیں پسند آئے گا کہ تم تمام دنیا کو اور ساتھ ہی مجھ کو بھی قتل کر دو؟'' انہوں نے عرض کیا ''نہیں'' فرمایا کہ'' تم نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب قتل ہو گئے'' (یہ سورہ مائدہ کی آیت ۳۲ رکوع ۵/ کی طرف اشارہ ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر لوٹ آئے۔ (ابن سعد)

شہادت کی تیاری

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ (ابن حنبل، ص: ٦٦) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ ان کو اس سانحہ سے خبر دار کیا تھا اور صبر واستقامت کی تاکید فرمائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وصیت پر پوری طرح قائم اور ہر لمحہ ہونے والے واقعہ کے منتظر تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب محصور تھے تو میں آپ سے ملنے کے لئے گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''بھائی خوب ہوا تم آئے، آج رات میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اے عثمان تجھے لوگوں نے گھیر لیا؟'' میں نے عرض کیا کہ ''ہاں''۔ پھر فرمایا کہ ''تجھے پیاسا رکھا؟ ''میں نے عرض کیا کہ ''ہاں'' پھر آپ نے ایک ڈول پانی کا لٹکا دیا، میں نے اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پیا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتیوں اور مونڈھوں میں پاتا ہوں اور فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو مدد ملے اور تو ان پر غالب ہو اور چاہے تو ہمارے پاس افطار کر۔ میں نے آپ ہی کے پاس افطار کرنا پسند کیا۔ (احیاء العلوم ص: ۴۷ ٦، ج: ۴)

جس دن شہادت ہونے والی تھی آپ روزہ سے تھے، جمعہ کا دن تھا، خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ ''عثمان جلدی کرو تمہارے افطار کے ہم منتظر ہیں'' بیدار ہوئے تو حاضرین سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ ''میری شہادت کا وقت آ گیا، باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے'' انہوں نے کہا ''امیر المؤمنین ایسا نہیں ہوسکتا'' فرمایا کہ ''میں یہ خواب دیکھ چکا ہوں''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ''عثمان آج جمعہ

میرے ساتھ پڑھنا''۔ (ابن سعد ص:۵۳، ج:۳ - حاکم ص:۹۹ /۱۰۳ ج:۳ میں یہ دونوں خواب مذکور ہیں اور ابن حنبل میں صرف پہلے خواب کا تذکرہ ہے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس سے پہلے دن آپ روزہ سے تھے۔ جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو آپ نے بلوائیوں سے پانی مانگا۔انہوں نے پانی نہ دیا تو آپ نے روزہ افطار نہ کیا اور سو گئے۔ جب سحری کا وقت ہوا تو میں پڑوسنوں کے پاس آئی اور اس سے پینے کو پانی مانگا، انہوں نے مجھے ایک لوٹا پانی دیا۔ میں آپ کے پاس آئی اور آپ کو ہلایا تو جاگ اٹھے۔ میں نے کہا یہ پینے کا میٹھا پانی ہے۔آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا ''میں روزے کی حالت میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس مکان کی چھت سے جھانکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میٹھا پانی تھا۔فرمایا ''اے عثمان پانی پی لے'' میں نے سیر ہو کر پیا، پھر فرمایا ''اور پیو'' تو میں نے پھر پوری طرح پیٹ بھر کے پیا، پھر فرمایا ''قوم عنقریب تیرا انکار کر دے گی، اگر تو ان سے لڑے تو کامیاب ہوگا اور اگر ان کو چھوڑ دے گا تو روزہ ہمارے پاس آ کر افطار کرے گا'' (منہاج القاصدین لابن الجوزی ص:۵۷۵)

پھر پائجامہ جس کو کبھی نہیں پہنا تھا، منگا کر پہنا۔ (ابن حنبل ص:۱۷) اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کیا اور قرآن کھول کر تلاوت میں مصروف ہو گئے۔

شہادت

باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جو دروازہ پر متعین تھے، مدافعت میں زخمی ہوئے، چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے، آگے آگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادہ محمد بن ابوبکر تھے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش تربیت میں پلے تھے، یہ کسی بڑے عہدے کے طلب گار تھے، جس کے نہ ملنے سے حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن بن گئے تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پکڑ لی اور زور سے کھینچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرما کر پیچھے ہٹ گئے اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی لاٹ اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے، اس وقت بھی زبان سے ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰه'' نکلا۔ سودان بن حرمان مرادی نے دوسری ضرب لگائی، جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا، ایک اور سنگ دل عمرو بن الحمق سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں کے نو زخم لگائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جس وقت زخمی کیا گیا تو اس حال میں کہ خون آپ کی ریش مبارک پر بہہ رہا تھا، آپ فرما رہے تھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْن'' الٰہی ان لوگوں سے انتقام میں تیرے ہی حوالے کرتا ہوں اور اپنے سب کاموں میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں، اور جس امر میں تو نے مجھے کو مبتلا کیا ہے اس پر تجھ ہی سے صبر کی درخواست کرتا ہوں۔ اتنے میں کسی شقی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، وفادار بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے جو پاس بیٹھی تھیں، وار ہاتھ پر روکا، تین انگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں، وار نے ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شمع حیات بجھا دی۔

اس بے کسی کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا، کائنات ارضی وسماوی نے خون ناحق پر آنسو بہائے، کارکنان قضا وقدر نے کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے، وہ قیامت تک بے نیام رہے گی اور فتنہ وفساد کا دروازہ جو آج کھلا ہے وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن میں اس کا اشارہ ہے)

شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے، قرآن مجید سامنے کھلا تھا، اس خون ناحق نے جس آیت کو خون ناب کیا وہ یہ ہے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْم تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اللہ تعالیٰ، اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں، جانتے ہیں"۔(البقرۃ ۱۳۷)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے پوچھا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے پر خون میں تڑپتے دیکھا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے خون میں لوٹنے کے وقت کیا فرمایا تھا۔لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ یوں فرماتے تھے ''الٰہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر یعنی ان میں اتفاق عطا فرما'' یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ اگر وہ دعا مانگتے کہ کبھی ان میں اتفاق نہ ہوتو قیامت تک اتفاق نہ ہوتا۔(احیاء العلوم)

علاء بن فضیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو آپ کے خزانہ کی تلاش شروع ہوئی، مکان میں ایک مقفل صندوق پایا گیا، اسے کھولا تو اس میں ایک ڈبیا تھی، اسے کھولا تو ایک کاغذ برآمد ہوا جس میں لکھا تھا ''یہ عثمان کی وصیت ہے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عثمان بن عفان شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، اور اللہ قیامت کے روز تمام قبر والوں کو اٹھائے گا اس میں کوئی شک نہیں، اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، ہم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر مریں گے، اور اسی پر اٹھیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ (منہاج القاصدین)

نماز جنازہ

جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا۔دو دن تک لاش بے گور و کفن پڑی رہی، حرم رسول میں قیامت برپا تھی، باغیوں کی حکومت تھی، ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔سنیچر کا دن گزار کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان رکھ کر

تجہیز و تکفین کی ہمت کی اور غسل دیئے بغیر اسی طرح خون آلود پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا اور کل سترہ نے کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

مسند ابن حنبل میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس حلم و بردباری کے مجسمہ اور بیکسی اور مظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا۔ بعد کو یہ مقام دیوار توڑ کر جنت البقیع میں داخل کرلیا گیا، آج بھی جنت البقیع کے سب سے آخر میں مزار مبارک موجود ہے۔

صحابہ کرام کا اظہار غم

صحابہ کرام اور عام مسلمانوں میں سے کوئی اس سانحہ عظمیٰ کے سننے کے لئے تیار نہ تھا اور کسی کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ باغی اس حد تک جرأت کریں گے کہ امام وقت کے قتل کے مرتکب ہوں گے اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کریں گے، اس لئے جس نے اس کو سنا، انگشت بدنداں رہ گیا۔

جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرز حکومت کے کسی قدر شاکی تھے، انہوں نے بھی اس بے کسی اور مظلومی کی موت پر آنسو بہائے۔ تمام لوگوں میں سناٹا چھا گیا، خود باغی بھی جن کی پیاس اس خون سے بجھ چکی تھی۔ اب مآل کار کو سوچ کر اپنی حرکت پر نادم تھے، لیکن دشمنوں نے اسلام کے لئے سازش کا جو جال بچھایا تھا، اس میں وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ متحدہ اسلام، سنی، شیعہ، خارجی اور عثمانی مختلف حصوں میں بٹ گیا اور ایسا تفرقہ پڑا جو قیامت تک کے لئے قائم رہ گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف آرہے تھے کہ راہ میں شہادت کی اطلاع ملی۔ یہ خبر سنتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا ''خداوندا!

میں عثمان کے خون سے بری ہوں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا ''لوگو! اگر کوہ احد تمہاری اس بداعمالی کے سبب پھٹ کر تم پر گر پڑے تو بھی بجا ہے''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو صحابہ میں فتنہ وفساد کی پیشین گوئی کے سب سے بڑے حافظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم اسرار تھے، فرمایا ''آہ! عثمان کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جو اب قیامت تک بند نہ ہوگا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر تمام خلقت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح آسمان سے اس پر پتھر برستے''

ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ صحابی کو جو صنعائے یمن کے والی تھے، اس کی خبر پہنچی تو رو پڑے اور فرمایا ''افسوس! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی جاتی رہی''۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی نے قسم کھائی کہ جب تک جیوں گا، ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا''۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی نے کہا ''آہ! آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا''۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''عثمان مظلوم مارے گئے، خدا کی قسم ان کا نامۂ اعمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہو گیا''۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آجاتا تو دھاڑیں مار مار کر روتے۔ (یہ تمام الفاظ ابن سعد ج:۳، قسم اول ص:۵۵، ۵۶ میں مذکور ہیں، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا فقرہ صحیح بخاری باب اسلام سعید بن زید میں مذکور ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فقرہ مستدرک حاکم میں بسند صحیح نقل کیا ہے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون سے رنگین کرتہ اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں۔ جب وہ کرتہ مجمع عام میں کھولا گیا اور انگلیاں لٹکائی گئیں تو ماتم برپا ہو گیا اور انتقام انتقام کی آوازیں آنے لگیں۔ (خلفائے راشدین ص:۲۱۱ تا ۲۱۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قتل کی سازش کے مرکزی کردار

واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقع پر مجتمع ہو کر مسائل حاضرہ پر گفتگو شروع کی اور بحث و مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جب تک تین آدمی علی، معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم صفحہ ہستی پر موجود ہیں، دنیائے اسلام کو خانہ جنگیوں سے نجات نصیب نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ تین آدمی ان تینوں کے قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے، عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی (رضی اللہ عنہ) کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں، اسی طرح نزال نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور تینوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔

کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کے ارادہ کو قطام نامی ایک خوبصورت خارجی عورت نے اور زیادہ مستحکم کر دیا، اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے شادی کا وعدہ کیا اور جناب مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا خون اس کا مہر قرار دیا۔

غرض رمضان ۴۰ھ میں تینوں نے ایک ہی روز صبح کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اتفاقی طور پر بچ گئے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وار اوچھا پڑا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس دن امامت کے لئے نہیں آئے، ایک اور شخص ان کا قائم مقام ہوا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دھوکہ میں مارا گیا، لیکن جناب مرتضٰی رضی

اللہ عنہ کا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا، آپ اس سازش کا شکار ہو گئے۔

قاتلانہ حملہ

اصبغ حنظلی کہتے ہیں کہ جس صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ زخمی ہوئے اس روز آپ لیٹے ہوئے تھے۔ ابن تیاح فجر کے وقت آپ کے پاس آئے اور نماز فجر کے لئے عرض کیا، آپ نے تاخیر کی اور لیٹے رہے۔ دوبارہ وہ پھر آئے، پھر آپ نے دیر کی۔ جب وہ تیسری بار آئے تو آپ اٹھ کر چلے اور ایک قطعہ آپ کی زبان پر تھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ (احیاء)

موت کی تیاری کر آئے گی وہ بے گمان
موت سے گھبرانا مت، جب ہو وہ تیری مہمان

چنانچہ آپ مسجد میں تشریف لائے اور ابن ملجم کو جگایا جو مسجد میں آ کر سو رہا تھا۔ جب آپ نے نماز شروع کی اور سر سجدہ میں اور دل راز و نیاز الٰہی میں مصروف تھا کہ اسی حالت میں شقی ابن ملجم نے تلوار کا نہایت کاری وار کیا۔ سر پر زخم آیا اور ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا۔ (طبری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنے سخت زخمی ہوئے تھے کہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی، اس لئے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر نہایت مفید نصائح کئے اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ لطف و مدارات کی تائید کی۔

جندب بن عبد اللہ نے عرض کیا ''امیر المؤمنین آپ کے بعد ہم لوگ حسن کے ہاتھ پر بیعت کریں؟ فرمایا کہ ''اس کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا، تم لوگ خود اس کو طے کرو''۔

اس کے بعد مختلف وصیتیں کیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے غسل کی وصیت کی اور فرمایا ''کفن قیمتی نہ ہو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ''کفن مہنگا نہ لیا کرو، کہ وہ جلدی ہی گل سڑ جائے گا، مجھے درمیانی چال لے کر چلنا، نہ تو بہت

جلدی اور نہ دیر کر کے، اگر بھلائی ہوگی تو مجھے اس کی طرف جلدی لے چلو گے، اور اگر برائی ہوگی تو اپنے کندھوں سے مجھے جلدی اتار دو گے۔" (طبری)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تلوار کی ضرب لگی تو آپ نے پوچھا کہ "میرے قاتل کا کیا بنا؟" لوگوں نے کہا اسے پکڑ لیا ہے، تو فرمایا "اسے میرا کھانا کھلاؤ، میرا پانی پلاؤ، اگر میں زندہ رہا تو خود فیصلہ کرلوں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اسے تلوار کی صرف ایک ضرب لگانا، زیادہ نہ لگانا"۔ (منہاج القاصدین)

تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی اس لئے نہایت تیزی کے ساتھ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی روز یعنی ۲۰ / رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو یہ فضل وکمال اور رشد وہدایت کا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خود اپنے ہاتھ سے تجہیز وتکفین کی، نماز جنازہ میں چار تکبیروں کے بجائے پانچ تکبیریں کہیں اور غریٰ نامی کوفہ کے ایک قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ (خلفائے راشدین ص: ۲۹۰ تا ۲۹۱)

کب تک رہے سینے میں تمنّائے مدینہ
کب تک دلِ بے تاب کہے ہائے مدینہ

مر جاؤں مدینے میں مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں، میں تمنّائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرشِ بریں ہے
تم چاہو تو سینہ میرا بن جائے مدینہ

یا رب! مرے دل میں رہے یثرب کی تمنّا
یا رب! مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشمِ تصوّر تجھے اتنا ہی بہت ہے
گھر بیٹھے نظر میں میرے آجائے مدینہ

سآئل کی تمنّا ہے شب و روز الٰہی
ہر دم میرے دل میں رہے سودائے مدینہ

(سائل دہلوی)

اب عمادِ قصرِ دیں خم صورتِ محراب ہے
کشتیِ امّت ہے اور طوفانِ باد و آب ہے

تھی سیہ خانوں میں کل تک جس کے باعث روشنی
ظلمتوں میں اب وہی خورشید عالمتاب ہے

تھا کبھی عالم میں جس کی گرم بازاری کا شور
آج اُسی بازار میں جنسِ عمل نایاب ہے

جس کی ہمت سے کئی بیڑے کنارے لگ گئے
اب وہی بیڑا اسیر حلقہ گرداب ہے

آج دنیا میں نہیں کوئی کسی کا غم شریک
غیر کا شکوہ نہیں یہ شکوۂ احباب ہے

کل جو فتنے سو رہے تھے آج وہ بیدار ہیں
وائے بر غفلت کہ مسلم اب بھی محوِ خواب ہے

اب کہاں وہ نغمۂ وحدت کی دلآویزیاں

یعنی جو تارِ نفس ہے تشنۂ مضراب ہے

یا رسول اللہ! بنگر اُمّتا نت عاجز اند

جان نزار و سینہ چاک و دلفگار و دردمند

(مولانا عبدالباری اجمیری)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا نسب نامہ یہ ہے، محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

(کنیت آپ کی) ابو القاسم، (اور آپ) سردار اولاد آدم (ہیں)، اللہ آپ پر درود اور سلام بھیجے۔ مگر بعد عدنان کے اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تک آپ کے باپ دادا میں سخت اختلاف ہے، شمار میں بھی اور ناموں میں بھی، کہ وہ مضبوط نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے کوئی غرض حاصل ہوتی ہے، لہذا ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

اور مضر اور ربیعہ یقیناً باتفاق جمع اہل نسب حضرت اسماعیل کی اولاد میں ہیں اور ان کے ماسوا میں لوگوں نے بہت اختلاف کیا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشیہ زہریہ ہیں۔ آمنہ اور عبد اللہ دونوں کلاب میں جا کے مل جاتے ہیں (فرق صرف اس قدر ہے کہ کلاب عبد اللہ کے پر دادا کے دادا ہیں اور آمنہ کے پر دادا کے باپ ہیں)۔

(عبد اللہ اور آمنہ کا نکاح اس طرح پر ہوا کہ) عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ کو وہب بن عبد مناف کے پاس لے گئے، پھر وہب نے اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبد اللہ کے ساتھ کر دیا۔

اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آمنہ اپنے چچا وہب بن عبد مناف کے زیر تربیت تھیں، عبد المطلب ان کے پاس گئے اور ان سے ان کی بیٹی ہالہ بنت وہب کی درخواست اپنے لئے کی اور ان کی بھتیجی آمنہ بنت وہب کی اپنے بیٹے عبد اللہ کے لئے۔ اور دونوں کا نکاح ایک ہی مجلس میں ہوا۔ پھر ہالہ سے عبد المطلب کے ہاں حمزہ پیدا ہوئے۔

ہم سے عبید اللہ بن احمد بن علی بن جعفر نے اپنی اسناد سے بواسطہ یونس بن بکیر کے ابن

اسحاق سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے حضرت آمنہ بت وہب کہتی تھیں کہ جب ان کے شکم (مبارک) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے پاس کوئی آیا اور اس نے کہا کہ اس امت کے سردار تمہارے شکم میں آئے ہیں، تم ان کا نام محمد رکھنا۔

پھر جب انہیں وضع حمل ہوا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اسے (آکے) دیکھیے۔ چنانچہ جب عبد المطلب ان کے پاس آئے تو جو جو (عجائب و غرائب کے قسم سے) انہوں نے دیکھا تھا عبد المطلب سے بیان کیا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کی جب وفات ہوئی اس وقت آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھے، اور بعض لوگ کہتے ہیں جب ان کی وفات ہوئی اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ مہینے کے تھے۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ (اس وقت) سات مہینے کے تھے، مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

اور حضرت عبد اللہ کی وفات ان کے ماموں بنی عدی بن نجار کے ہاں مدینہ میں ہوئی تھی، ان کے والد عبد المطلب نے انہیں کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ بھیجا تھا۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ کو تجارت کی غرض سے شام بھیجا تھا کہ واپسی پر مدینہ میں بیمار ہوگئے، وہیں انہیں موت آگئی۔ اور ان کی عمر اس وقت پچیس برس کی تھی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔

اور (قبیلہ) بنی عدی (کے لوگوں) کو حضرت عبد اللہ کا ماموں اس سبب سے کہتے ہیں کہ عبد المطلب کی والدہ سلمٰی بنت زید اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (ان کا نام) سلمٰی بنت عمرو بن زید (تھا) وہ قبیلہ بن عدی بن نجار سے تھیں۔

اور (جب عبد اللہ مکہ سے مدینہ جا چکے تو) عبد المطلب نے اپنے بیٹے زبیر بن عبد المطلب کو بھی ان کے بھائی عبد اللہ کے پاس مدینہ بھیج دیا تھا وہ ان کی وفات کے وقت پہنچ گئے تھے

اور حضرت عبد اللہ دار النابغہ میں دفن کئے گئے تھے۔

اور عبد اللہ اور زبیر اور ابو طالب ان تینوں بھائیوں کے باپ ماں ایک تھے۔ ماں ان کی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن مخزوم تھیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد سے ایک لونڈی ام ایمن (نام) اور پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں اور ایک تلوار جو نسلاً بعد نسل چلی آتی تھی اور کچھ چاندی میراث میں پائی تھی۔ ام ایمن آپ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

احمد کہتے ہیں کہ ہم سے ابن اسحاق نے بیان کیا، وہ کہتے تھے مجھ سے مطلب بن عبد اللہ بن قیس نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا قیس بن مخرمہ سے نقل کیا، وہ کہتے تھے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عام فیل میں پیدا ہوئے تھے، ہم دونوں کی پیدائش ایک ہی سال کی ہے۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دو شنبے کے دن ۱۰ ربیع الاول کو ہوئی تھی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسری ربیع الاول کو، بعض کہتے ہیں کہ ۸ ربیع الاول کو سال فیل میں۔

اور آپ کی ولادت نوشیرواں بن قباذ کی بادشاہت کے چالیسویں سال ہوئی تھی اور نوشیرواں کی بادشاہت کل سینتالیس برس آٹھ مہینے رہی۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبد المطلب نے ساتویں دن آپ کا ختنہ کیا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ مختون اور ناف بدیدہ پیدا ہوئے تھے۔

اور ہم نے آپ کے باپ دادا کا ذکر اور ان کے نام اور ان کے حالات تاریخ کامل میں پورے طور پر ذکر کئے ہیں لہٰذا ہم یہاں ان کے ذکر سے طول نہیں دیتے کیونکہ ہمیں اجمالی حالات کا ذکر منظور ہے نہ تفصیلی کا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو لوگوں نے آپ کے لئے دودھ پلانے والیاں تلاش کیں تو (قبیلہ) بنی سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور کی ایک خاتون جن کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا ان کے باپ کا نام حارث تھا آپ کو دودھ پلوایا گیا۔

حلیمہ کا ذکر ان کے بیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما کے بیان میں تلاش کر لیا جائے ہم نے ان دونوں کو ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حلیمہ کہتی تھیں کہ اللہ ہمیں برابر برکت دکھاتا رہا اور ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے جانتے تھے یہاں تک کہ آپ دو برس کے ہوئے تو ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے گئے اور ہمیں آپ کے دینے میں بہت بخل تھا بوجہ اس برکت کے جو ہم نے آپ کے سبب سے دیکھی تھی۔

پس جب آپ کی والدہ آپ کو دیکھ چکیں تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم اس سال اور ان کو اپنے یہاں لے جائے ہمیں ان پر مکہ کی وبہ کا اندیشہ ہے (ان دنوں میں مکہ میں وبا بکثرت تھی)۔

چنانچہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے ہمراہ رخصت کر دیا پس دو مہینے یا تین مہینے ہم اپنے گھر میں رہے تھے کہ ایک دن اس حال میں کہ آپ ہمارے گھروں کے پیچھے اپنے (رضاعی) بھائی کے ہمراہ تھے کہ وہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ میرے قریشی بھائی (محمد) کے پاس دو مرد آئے اور ان دونوں نے ان کو لٹا کر ان کا شکم چاک کر دیا تو میں آپ کے رضاعی باپ یعنی شوہر کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑتی ہوئی باہر نکلی۔

ہم لوگوں نے آپ کو کھڑا ہوا پایا آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا آپ کے رضاعی باپ نے آپ کو لپٹا لیا اور پوچھا کہ اے میرے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرد سفید پوش آئے اور انہوں نے میرا شکم چاک کر ڈالا اور اس میں کوئی چیز نکال ڈالی پھر میرے شکم کو ویسا کر دیا۔

آپ کے رضاعی باپ نے مجھ سے تنہائی میں کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے لہٰذا مناسب ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی ایسی بات جس کا ہم خوف رکھتے ہیں ظاہر ہو ہم ان کو ان کے گھر پہنچا دیں۔

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر ہم نے آپ کو سوار کیا اور مکہ کی طرف چلے جب ہم آپ

کے گھر پہنچے تو آپ کی والدہ نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے واپس کیا تم دونوں تو اس بچے کے بڑے خواہش مند تھے۔

ہم لوگوں نے کہا کہ اللہ نے ہمارا کام پورا کرادیا ہے اور ہم وہ حق ادا کر چکے جو ہم پر تھا اور اب ہمیں ان پر حوادث کا خوف ہے لہذا ہم واپس لے آئے۔

حضرت آمنہ نے فرمایا مجھ سے تم اپنا واقعہ سچ سچ بیان کرو، چنانچہ ہم نے آپ کی کیفیت ان سے بیان کی۔

حضرت آمنہ نے فرمایا کیا تم اس بچے پر شیطان کا خوف کرتی ہو؟ (یہ) ہر گز نہیں (ہو سکتا) اللہ کی قسم جب یہ بچہ میرے شکم میں آیا تو میں نے یہ دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا جس کی وجہ سے (ملک) شام کے محل دیکھائی دینے لگے۔ اچھا تم بچے کو چھوڑ دو۔

حضرت حلیمہ سے پہلے چند روز ابو لہب کی لونڈی ثویبیہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اپنے اس بیٹے کے دودھ سے جس کا نام مسروح تھا اور وہ آپ سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلا چکی تھی اور بعد آپ کے ابو سلمہ بن عبد الاسد کو دودھ پلایا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو آپ ثویبیہ کو کچھ تحفہ از قسم نقد ولباس بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ آپ کی واپسی خیبر کے وقت سنہ ۷ میں انتقال کر گئیں۔

آپ نے ان کے بیٹے مسروح کا حال پوچھا لوگوں نے بیان کیا کہ وہ ثویبیہ سے بھی پہلے مر چکا ہے، آپ نے پوچھا کیا اس نے کوئی عزیز چھوڑا؟ لوگوں نے بیان کیا کہ اس کا کوئی عزیز باقی نہیں ہے۔

آپ کی والدہ اور دادا کی وفات اور آپ کے چچا ابو طالب کا آپ کی کفالت کرنا

اور باسناد (سابق) ابن اسحاق سے منقول ہے، انہوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابو بکر

بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے آپ کے ماموں یعنی بنی عدی بن نجار کے پاس مدینہ آئیں، پھر لوٹتے وقت مقام ابواء میں انہوں نے وفات پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت چھ برس کے تھے۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی وفات مکے میں ہوئی اور شعب ابی دب میں مدفون ہوئیں، مگر قول اول زیادہ صحیح ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا حضرت عبد المطلب کے ہمراہ رہنے لگے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض لوگوں سے نقل کر کے بیان کیا کہ عبد المطلب کے لئے کعبے کے سائے میں فرش بچھایا جاتا تھا کہ اس پر ان کے بیٹوں میں سے کوئی نہ بیٹھتا تھا محض ان کی تعظیم کی غرض سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تو اس پر بیٹھتے۔

پس آپ کے چچا آپ کو ہٹانا چاہتے تو حضرت عبد المطلب فرماتے کہ میرے بیٹے کو یہیں بیٹھا رہنے دو اور فرماتے کہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔

پھر عبد المطلب کی بھی وفات ہوگئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آٹھ برس کے تھے اور وفات سے پہلے ان کی بنائی جاتی رہی تھی اور حضرت عبد المطلب (دنیا میں) پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے وسمہ سے خضاب کیا۔

اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کے لئے وصیت کی پس زبیر اور ابو طالب نے باہم قرعہ ڈالا کہ ان میں سے کون رسول اللہ کی کفالت کرے قرعہ ابو طالب کے نام نکلا لہذا ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھ لیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ قرعہ میں ابو طالب کا نام نہیں نکلا بلکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر پر ترجیح دی کیونکہ ابو طالب بنسبت زبیر کے آپ سے زیادہ محبت رکھتے

تھے۔

اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عبد المطلب نے خاص ابو طالب کو آپ کے لئے وصیت کی تھی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو طالب نے پہلے آپ کی کفالت نہیں کی بلکہ زبیر نے آپ کی کفالت کی یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئ تو ان کے بعد ابو طالب نے آپ کی کفالت کی اور یہ غلط ہے اس لئے کہ زبیر عبد المطلب کے بعد حلف فضول میں حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت بیس سال سے کچھ اوپر تھی اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قسم ہوئی تھی اس کا نام حلف فضول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ عبد المطلب کی وفات کے بعد پانچ برس کے اندر اندر شام تشریف لے گئے تھے پس واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابو طالب نے آپ کی کفالت کی تھی۔

بعد اس کے ابو طالب شام گئے اور اپنے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے اور آپ کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نو برس مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

پھر اسی سفر شام میں بحیراء راہب نے آپ کو دیکھا اور نبوت کی علامتیں معلوم کیں اور یہ لوگ یعنی علمائے یہود و نصاریٰ قریش کے خاندان سے ایک نبی کے ظاہر ہونے کے امید وار تھے۔

پس بحیراء نے آپ کے چچا ابو طالب سے پوچھا یہ بچہ تمہارا کون ہے؟ ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے، بحیرا نے کہا اس بچے کے باپ کو زندہ ہونا نہ چاہئے، ابو طالب نے کہا کہ اصل میں تو یہ میرا بھتیجا ہے۔

بحیراء بے ساختہ کہہ اٹھا کہ اس بچے کو وہی نبی سمجھتا ہوں جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی کیونکہ ان کا زمانہ قریب آگیا ہے لہذا تم اس بچے کی حفاظت کرو۔

پھر بحیراء نے یہود شام کی عداوت نبی آخر الزماں کے ساتھ بیان کر کے آپ کو مکہ واپس کر دیا۔

بعد اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ہمراہ جنگ فجار میں نخلہ والے دن شریک ہوئے اور نخلہ کا دن جنگ فجار کے تمام دنوں میں زیادہ سخت تھا اور فجار ایک جنگ (کا نام) ہے (قبیلہ) قریش اور (قبیلہ) قیس کے درمیان میں ہوئی تھی، قبیلہ کنانہ قریش کی طرف تھا۔

ہم نے تاریخ کامل میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے اور یہ جنگ واقعات عرب میں بہت نامور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خود لڑتے نہ تھے بلکہ) لڑنے والوں کو تیر دیتے جاتے تھے اور ان کے اسباب کی حفاظت فرماتے تھے۔ آپ کی عمر اس وقت بیس سال یا اس کے قریب تھی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس جنگ کا شمطہ (اس جنگ فجار کے ایک دن کا نام شمطہ ہے جس طرح اس کے ایک دوسرے دن کا نام نخلہ ہے) والے دن میں بھی شریک ہوئے تھے اور یہی دن اس جنگ کے دنوں میں زیادہ سخت تھا اور اس دن قریش اور کنانہ کو شکست ہو گئی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز شریک نہیں ہوئے اور اگر آپ اس دن شریک ہوتے تو قریش کو شکست نہ ہوتی حالانکہ یہ کوئی بات نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو خود احد کے دن شکست ہو گئی تھی اور بہت لوگ شہید ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے نکاح کرنا اور آپ کی اولاد کا ذکر

مصنف کہتا ہے (یہ عبارت حضرت مصنف کے کسی شاگرد نے بڑھادی ہے یا خود مصنف

نے لکھی ہے روایت کا یہ بھی دستور تھا کہ اپنے آپ کو غائب کے الفاظ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے) کہ ہمیں یونس نے ابن اسحاق سے نقل کر کے خبر دی کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا بڑی شریف اور مالدار خاتون تھیں تجارت میں مردوں سے کام لیتی تھیں یا کسی چیز میں ان سے مضاربت کر لیتی تھیں۔

مضاربت میں کچھ حصہ مال کا ان لوگوں کے لئے معین کر دیا کرتی تھیں (مضاربت اس شرکت کا نام ہے جس میں ایک شریک کا صرف مال ہو دوسرے کی صرف محنت ہو اور نفع میں حسب معاہدہ دونوں حصہ دار ہوں)۔

پس انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات راست گفتاری اور نہایت امانت داری اور کریمانہ عادات کے متعلق معلوم ہوا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا ان کا مال لے کے (بغرض تجارت ملک) شام تشریف لے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور ان کا مال لے کے آپ (ملک) شام کی طرف لے چلے (اثناء راہ میں) آپ کو ایک راہب نے جس کا نام نسطور تھا آپ کو دیکھا اس نے میسرہ سے بیان کیا کہ آپ اس امت کے نبی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ چاہا بیچا اور جو چاہا مول لیا بعد اس کے آپ لوٹ چلے۔

پھر جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا مال لے کے مکہ پہنچ گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس مال کو بیچا تو وہ دگنا ہو گیا یا قریب اس کے اور ان سے میسرہ نے راہب کا وہ قول بیان کیا۔

پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوا بھیجا کہ مجھے آپ کی خادمہ بننے کی آرزو ہے بوجہ اس قرابت کے جو آپ کو مجھ سے ہے اور بوجہ آپ کی شرافت اور امانت اور حسن خلق اور راست گوئی کے۔ اور یہ کہہ کے انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام نکاح دیا اور آپ نے ان سے بارہ اوقیہ (حضرت مصنف کے خلاف اور محققین نے ساڑھے بارہ اوقیے لکھا ہے جس کے ۱۹ تولہ ایک ماشہ رتی طلا ہوا۔ ہم نے حلم الفقہ صفحہ ۷۷ میں اور ملا محمد معین فرنگی محلی نے کنز الحسنات) چاندی مہر مقرر کر کے نکاح کر لیا اور اوقیہ چالیس درہم ہوتا ہے اور ہم نے اس کا ذکر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ترجمے میں کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختری اولاد سب انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی اور نرینہ اولاد میں بھی سوائے حضرت ابراہیم کے سب انہیں سے تھی۔

بیٹیاں (آپ کی یہ ہیں) حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہن۔

اور فرزند (آپ کے یہ ہیں) حضرت قاسم (اور رسول اللہ کی کنیت ابو القاسم انہیں سے ہے) اور حضرت طاہر اور حضرت طیب۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ (حضرت کے صاحب زادوں کے نام یہ ہیں) قاسم طاہر عبد اللہ اور یہی عبد اللہ طیب (کے نام سے بھی مشہور) ہیں کیونکہ یہ اسلام میں پیدا ہوئے تھے۔
اور بعض کا بیان ہے کہ قاسم اور عبد اللہ ہی کا نام طاہر اور طیب ہے۔

حضرت قاسم کی وفات مکہ میں ہوئی آپ کی اولاد میں سب سے پہلے وفات انہی کی ہوئی ان کے بعد حضرت عبد اللہ کی ہوئی، یہ سب زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے۔

اور میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت کی صاحب زادیوں کے بیان میں (رضی اللہ عنہن) اس سے زیادہ ذکر کیا ہے۔

اور جب آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ہے اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی، اور بعض لوگوں نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے۔

کعبہ کی تعمیر کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر اسود کا رکھنا

ابن اسحاق کہتے ہیں (کہ اگلے زمانے میں) کعبہ کی عمارت بڑے بڑے پتھر تہہ بہتہ رکھے ہوئے تھے قد آدم سے کچھ بلند تھا پس قریش نے چاہا کہ اسے گرادیں اور دیواروں کو بلند کریں اور اس کی چھت پلٹ دیں مگر کعبہ کے منہدم کرنے سے وہ ڈرتے تھے لہٰذا اتفاق سے قریش کے کچھ لوگوں نے کعبہ کا خزانہ چرایا تھا اور یہ خزانہ کعبہ کے اندر رہا کرتا تھا لہٰذا ان کے کفارے میں اور بھی ضروری ہوا کہ کعبہ کی عمارت درست کردیں۔

اور اسی اثناء میں کسی رومی تاجر کی کشتی جدہ میں دریا کنارہ آگئی اور ٹوٹ گئی۔ ان لوگوں نے اس کشتی کی لکڑیاں لے لیں اور ان کو کعبہ کی چھت کے لئے تجویز کیا بعد اس کے تمام قریش کعبہ کے منہدم کرنے کے لئے جمع ہوئے۔

اور یہ واقعہ جنگ فجار کے پندرہ برس بعد کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پینتیس برس کے تھے۔

پس جب سب لوگ اس کے منہدم کرنے پر متفق ہوگئے تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم جو سعید بن مسیب بن حزن بن ابی وہب کے دادا تھے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے ایک پتھر کعبہ سے اکھاڑا مگر وہ ان کے ہاتھ سے نکل کر پھر مقام پر چلا گیا تو انہوں نے کہا کہ اے گروہ قریش تم کعبہ کی تعمیر میں اپنا وہی مال لگانا جو پاک کمائی سے ہو اور اس میں مہر بغی (یعنی زنا کی کمائی کا روپیہ) نہ لگانا نہ سود کا اور نہ ظلم کا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ گفتگو ولید بن مغیرہ کی تھی۔ الغرض (بعد اس ارادہ کے) انہوں نے کعبہ کو منہدم کردیا اور قریش نے کعبہ کی تعمیر میں حصے تقسیم کرلئے دروازہ تو بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصے میں آیا اور رکن اسود یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کا درمیانی مقام بنی مخزوم اور بنی تیم اور دوسرے قبائل قریش کے حصے میں آیا اور کعبہ کی چھت سہم اور جمح کے حصے میں آئی اور حجر اسود کا جانب بنی عبد الدار اور بنی اسد اور بنی عدی بن کعب

کے حصے میں آیا۔

پس ان لوگوں نے (اپنے اپنے حصے کی) تعمیر شروع کی یہاں تک کہ جب عمارت حجر اسود تک پہنچی تو ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود وہی اٹھائے یہاں تک ان لوگوں نے باہم مخالفت کی اور لڑنے کو مستعد ہوگئے۔

اس حالت میں چار پانچ روز تک رہے تو ابو امیہ مخزومی نے کہا کہ اے گروہ قریش تم اپنے درمیان میں اس شخص کو حکم بناو جو سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے آئے۔

جب وہ اس بات پر متفق ہوگئے اور اس پر راضی ہوگئے تو (اتفاق سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سب سے پہلے) تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ امین آگئے ہم ان سے راضی ہیں (جو کچھ یہ فیصلہ کردیں ہم سب کو منظور رہے)۔

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے سب حال آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کوئی کپڑا لاو چنانچہ وہ ایک کپڑا آپ کے پاس لے آئے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کے کپڑے میں رکھ دیا بعد اس کے فرمایا کہ مناسب ہے کہ ہر قبیلہ (کا آدمی) اس کپڑے کا ایک گوشہ پکڑ لے بعد اس کے تم سب لوگ اس کو اٹھاو۔

چنانچہ سب لوگوں نے اس کو اٹھایا یہاں تک کہ جب اس کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کو (اٹھا کے) رکھدیا بعد اس کے اس پر عمارت بنی زمانہ جاہلیت میں بھی یعنی قبل اس کے کہ آپ پر وحی نازل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب امین تھا۔

اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ کعبہ کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ پانی کے بہاؤ نے نشیب کو بھر دیا تھا اور پانی کعبہ کے اندر آتا تھا اور اسکی دیواروں کو صدمہ پہنچا تھا لہذا قریش نے اس کی تعمیر کی۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سب سے پہلے آنے والے کے حکم بنانے کا جس نے مشورہ دیا

وہ ابو حذیفہ بن مغیرہ تھے اور یہ فضیلت تمام قریش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت ملی اور یہ بھی منجملہ ان کرامات کے تھے جو اللہ نے بعثت سے پہلے آپ کے لئے ظاہر کی تھیں۔

بعثت کا ذکر

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور یہ (وہ زمانہ تھا جب پرویز بن ہر فر بن کسریٰ ملک فارس کا بادشاہ مقرر ہوا)۔

اور ابن مسیب کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو تینتالیس برس (کی عمر) میں نبی کیا تھا بعد اس کے دس برس آپ نے مکہ میں قیام کیا اور دس برس مدینہ میں۔

اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے آپ کو چالیس برس کے سن میں نبی کیا بعد نبوت کے تیرہ برس آپ مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں۔

اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مکہ میں تین برس تک آپ نے اپنا حال چھپایا، چھپ چھپ کے (اللہ کی) عبادت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اور اپنے قریب تر رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈراو۔ پس آپ نے ظاہری طور پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا۔

ابو عمر (ابن عبد البر مصنف کتاب استیعاب) نے بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو دوشنبہ کے دن ۸ ربیع الاول کو واقعہ فیل سے اکتالیسوے سال نبی کیا۔

ہمیں ابو جعفر عبد اللہ بن احمد نے اپنی اسناد سے بواسطہ یونس کے ابن اسحاق سے روایت کرکے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن جاریہ ثقفی نے بعض اہل علم جو بڑے حافظہ والے تھے سے نقل کرکے بیان کیا کہ جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفراز کرنا چاہا اور آپ کی نبوت کی ابتداء کرنی چاہئے تو جس پتھر پر یا درخت پر آپ کا گزر ہوتا تھا وہ آپ کو سلام کرتا تھا اور آپ اس کا سلام سنتے تھے پھر رسول

اللہ اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے اور دائیں بائیں جانب بھی (کہ کون سلام کرتا ہے) مگر آپ سوا درخت کے اور ان پتھروں کے جو آپ کے آس پاس ہوتے تھے اور کسی کو نہ دیکھتے تھے وہی درخت اور پتھر یہ کہتے تھے السلام علیک یارسول اللہ۔

اور ہم سے بہت لوگوں نے اپنی اسناد سے محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاری کی کتاب صحیح بخاری) سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا ہم سے یحیی بن بکیر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے لیث نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی گئی تھی اچھے خواب تھے جو آپ سوتے میں دیکھتے تھے۔

ان خوابوں کی یہ حالت تھی کہ جو خواب آپ دیکھتے تھے وہ مثل سپیدہ صبح کے (صاف صاف) بحالت بیداری ظہور میں آجاتا تھا بعد اس کے آپ کی طبیعت میں خلوت پسندی پیدا کر دی گئی پس آپ غار حراء میں خلوت فرمایا کرتے تھے وہاں آپ تحنث فرمایا کرتے تھے۔

تحنث کئی رات (لگاتار) عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق (یعنی پیغام نبوت) آگیا اور آپ غار حراء میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا پڑھئے آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

حضرت فرماتے ہیں پھر اس نے مجھے لے کے زور سے لپٹایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی بعد اس کے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے لے کر لپٹایا بعد اس کے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (العلق: ۱-۳) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا بزرگ ہے۔

پس ان آیتوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر لوٹے اس حالت میں کہ آپ کا دل ہل رہا تھا اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔

بعد اس کے راوی نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ بن نوفل (مسیحی محقق) کے پاس جانے کا قصہ بیان کیا اور بسند صحیح حضرت جابر سے مروی ہے کہ سب سے پہلی آیت جو قرآن کی نازل ہوئی وہ یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہے۔

ہمیں ابو جعفر نے اپنی اسناد سے بواسطہ یونس کے ابن اسحاق سے نقل کر کے خبر دی کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن رمضان میں اللہ عزوجل کے اس قول سے نزول وحی شروع ہوا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ.. إلى آخر الآ ية. مہینہ رمضان کا جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

اور اللہ تعالی نے (جو) فرمایا ہے: وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ. اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر فیصلے والے دن نازل کیا تھا جس دن کہ دو جماعتیں ملیں۔ اس سے مراد بدر کے دن بروز جمعہ سترھویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا اجتماع ہے۔

اور یونس بشر بن ابی حفص کندی دمشقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے مکحول نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ تم سے دوشنبہ کے دن کا روزہ نہ چھوٹنے پائے اس لئے کہ میں دوشنبہ ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور دوشنبہ ہی کے دن مجھ پر (پہلی) وحی نازل ہوئی ہے اور دوشنبہ ہی کے دن میں نے ہجرت کی ہے۔

بعد اس کے جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء سکھلایا اور نماز کی دو رکعتیں تعلیم کیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے بیان فرمایا انہوں نے بھی وضوء کیا اور آپ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ (اس وقت) نماز چاشت اور نماز عصر (فرض) تھی اس کے بعد آپ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔

اور ہم ابو بکر اور علی اور زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہم) کی نسبت بیان کر چکے ہیں کہ یہ سب سے پہلے اسلام لائے (علماء کا اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا بعد اس کے سب نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ وہ شخص انہیں تین میں منحصر ہے۔

بعض محققین نے اس کا تصفیہ اس طرح کیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں اور آزاد مردوں میں سب سء پہلے حضرت ابو بکر اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ اولیت اسلام باعث فضیلت زیادہ تر اس وجہ سے سمجھی گئی کہ جو شخص سب سے پہلے اسلام لائے گا وہ ایسے نازک وقت میں اوروں کے اسلام کا بھی باعث ہو گا یہ بات صرف حضرت ابو بکر صدیق کی اولیت اسلام سے حاصل ہوئی، بہت لوگ ان کی ترغیب سے مسلمان ہوئے)۔

اور کچھ لوگوں نے پوشیدہ طور پر آپ کا حکم مانا یہاں تک کہ یہ لوگ بہت ہو گئے اور ان کا حال کھل گیا اور سرداران قریش آپ کی گفتگو برانہ سمجھتے تھے۔

اور جب آپ کا گذران کی طرف ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ محمد کے ساتھ آسمان سے باتیں کی جاتی ہیں ان کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ آپ نے ان کے معبودوں کے معائب ظاہر کئے اور آپ نے ان سے بیان فرمایا کہ ان کے باپ دادا کفر اور گمراہی پر مر گئے اور دوزخ میں ہیں، پس وہ لوگ آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ سے بغض رکھنے لگے اور آپ کی ایذا رسانی کرنے لگے۔

اور آپ کے صحابہ جب نماز پڑھنا چاہتے تو جنگلوں میں نکل جاتے اور چھپ کے نماز پڑھتے اور جب قریش نے آپ سے عداوت ظاہر کی تو آپ کے چچا ابو طالب آپ کی پشت پناہ ہوئے اور انہوں نے آپ کی مدد کی اور آپ کی حفاظت کی۔

بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار قریش کی طرف سے (زیادہ) اندیشہ ہوا تو آپ اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے گھر میں چھپ رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ اسلام لائے اس وقت سب لوگ باہر نکلے اور قریش نے کمزور مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں تکلیف دینا شروع کی۔

ہم نے واقعات صحابہ کے تذکروں میں لکھے ہیں مثل بلال اور عمار اور صہیب وغیرہم۔ بعد اس کے مسلمانوں نے حبش کی طرف دو ہجرتیں کیں جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالی بیان کریں گے۔

اور قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہا اور یہ کہ ابوطالب ان کے اور آپ کے درمیان میں دخل نہ دیں مگر ابوطالب نے ایسا نہ کیا لہٰذا کفار قریش نے ایک تحریر اس مضمون کی لکھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے اور ان لوگوں سے جو ان کے ہمراہ اسلام لائے ہیں بالکل قطع تعلق کر لیں اور ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کریں ان کے ہاتھ خرید فروخت نہ کریں ان سے کلام نہ کریں اور نہ ان کے پاس بیٹھیں۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔

حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف جانا اور پھر لوٹنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ قریش میری ایذا رسانی سے ڈرتے رہے یہاں تک کہ میرے چچا ابوطالب مر گئے۔

اور ابوطالب کی وفات سنہ ۱۰ھ شروع ذیقعدہ یا نصف شوال میں ہوئی اور ان کی عمر اس وقت کچھ اوپر اسی ۸۰ برس کی تھی پھر ان کے تین روز بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے بعد اور بعض کا بیان ہے کہ ان دونوں کی وفات میں ڈیڑھ مہینے کا فصل تھا، اور بعض کا قول ہے کہ پچاس دن کا فصل تھا۔

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجون میں (جو مکہ کا قبرستان ہے) دفن کیا، اس زمانہ میں نماز جنازہ (مشروع) نہ تھی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ابو طالب سے پہلے انتقال فرما چکیں تھیں اور اس وقت عمر ان کی ۶۵ پینسٹھ برس کی تھی اور ان کی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد اس کے کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ساڑھے چوبیس برس رہی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہجرت سے تین برس اور ساڑھے تین مہینے پہلے ہوئی، اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ہجرت سے ایک برس پہلے، واللہ اعلم۔

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات معراج کے بعد ہوئی بعد اس کے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض نماز پڑھ لی۔

جب ابو طالب (باوجودیکہ اس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور حمایت میں مصروف تھے اور دوسروں کو آپ کی پیروی کی ترغیب دیتے تھے مگر خود دولت ایمان سے بے بہرہ رہے وائے قسمت) کا مرض بہت برھ گیا تو انہوں نے عبد المطلب کے تمام بیٹوں کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ تم ہمیشہ فائدے میں رہوں گے جب تک کہ تم محمد کی بات سنتے رہو گے اور ان کا حکم مانتے رہو گے لہذا تم ان کی پیروی کرو اور ان کی تصدیق کرو تم ہدایت پر رہو گے۔

ہم سے عبد اللہ بن احمد نے اپنی اپنی اسناد سے یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کر کے بیان کیا کہ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کا انتقال ایک ہی سال میں ہو گیا پس پیدرپے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب پیش آئے۔

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام کی خدمات کی انجام دہی میں آپ کی سچی وزیر تھیں آپ کو ان کی وجہ سے بہت اطمینان رہتا تھا اور جب تک ان کا انتقال نہیں ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم بعثت سے دسویں سال ۳ شوال کو طائف تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ آپ کے غلام زید بن حارثہ بھی لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے لہٰذا انہیں (قبیلہ) ثقیف (کے لوگوں) نے بہت تکلیف پہنچائی اور حضرت زید نے ان سے بہت ناگوار باتیں سنیں اور ثقیف نے اپنے بے وقوفوں کو حضرت زید پر برا انگیختہ کیا۔

اور ہم نے یہ قصہ عداس وغیرہ (کے بیان) میں ذکر کیا ہے۔

جب آپ طائف سے لوٹے تو آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیج کر ان سے امان طلب کی چنانچہ انہوں نے آپ کو امان دی پھر آپ کعبہ میں مطعم کے ہمراہ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطعم کے اس احسان کو مانتے تھے۔

اور طائف سے آپ کی واپسی ۲۳ ذیقعدہ کو ہوئی۔

معراج کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شب مسجد حرام (یعنی کعبہ) سے مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس) (یہاں تک تو قرآن مجید سے ثابت ہے اور اس کے آگے آسمانوں وغیرہ پر جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ بحالت بیداری مع جسم کے معراج ہوئی اور روحانی معراج تو بارہا ہوئی) سیر کرائی گئی۔

لوگوں نے اس مکان میں اختلاف کیا ہے جہاں سے آپ کو معراج ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ کعبہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ (اس وقت) آپ اپنے گھر میں تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ام ہانی (حضرت علی مرتضی کی بہن) کے گھر میں تھے۔

اور جو لوگ ان دونوں قول کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مکہ مسجد ہے (یعنی اللہ نے جو فرمایا ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس میں مسجد حرام سے خاص کعبہ مراد نہیں بلکہ مسجد حرام تمام مکہ کی زمین کو کہتے ہیں)۔

اور لوگوں نے اس وقت میں بھی اختلاف کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد (شعیب) سے شعیب نے عمر کے دادا سے روایت کی ہے کہ آپ کو ساتویں ربیع الاول کی شب میں ہجرت سے ایک سال پہلے معراج ہوئی۔

اور حضرت ابن عباس اور انس کا بھی یہی قول ہے کہ ہجرت کے ایک برس سے، اور سدی کہتے ہیں ہجرت کے چھے مہینے پہلے۔

اور واقدی کا قول ہے کہ آپ کو ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے سترویں رمضان کو معراج ہوئی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ رجب (علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ ستائیسوی رجب کو ہوئی علامہ عینی نے یہ بھی لکھا ہے کہ لوگوں کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ معراج حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں ہوئی اور بلاشبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعد فرضیت کے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی) میں آپ کو معراج ہوئی۔

ہم سے ابو الفرج محمد بن عبد الرحمن بن ابی العز واسطی نے اور حسین بن صالح بن فناخسرو تکریتی وغیر ہمانے بیان کیا یہ لوگ اپنی اس اسناد سے جو امام محمد بن اسماعیل بخاری سے انہیں حاصل ہے بیان کرتے تھے کہ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کہا ہے کہ ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ہمام بن یحیی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے قتادہ نے بواسطہ حضرت انس بن مالک کے حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس شب کی کیفیت بیان کی جس میں آپ کو معراج ہوئی۔

آپ نے فرمایا کہ میں حطیم میں تھا (حطیم کعبہ کی بیرونی دیوار مغربی حصہ میں حجرہ بھی حطیم کی اندرونی حصہ کو کہتے ہیں) اور کبھی وہ کہتے تھے (حضرت نے فرمایا) میں حجرہ میں لیٹا ہوا تھا کہ یکایک میرے پاس (اللہ کے یہاں سے) ایک آنے والا آیا اس نے (میرا سینہ)

چاک کیا میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا۔

قتادہ راوی کہتے ہیں میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا حلقوم سے زیر ناف تک پھر اس نے میرا قلب نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا اور میرا قلب (پہلے) دھویا گیا پھر ایمان سے بھر دیا گیا پھر وہ سینے میں رکھ دیا گیا پھر میرے پاس ایک (سواری کا) جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔

جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ یہ براق تھا (براق بضم باء چونکہ اس کا رنگ چمکدار اور تیز رو ہے مثل برق یعنی بجلی کے ہوتی ہے اس لئے اس کا نام براق ہے)۔

حضرت انس نے کہا کہ ہاں (وہ ایسا تیز رو تھا کہ) اپنا ایک قدم اپنی منتہائے نظر پر رکھتا تھا پس میں اس پر سوار کیا گیا اور جبرئیل مجھے لے کے چلے یہاں تک کہ میں قریب والے آسمان پر پہنچا۔

جبریل نے دروازہ کھلوایا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے تھے؟ جبریل نے کہا ہاں (یہ سن کے) اس (پوچھنے والے) نے کہا مرحبا به فنعم المجيء جاء اور اس کے بعد حضرت انس نے آپ کا ساتویں آسمان تک اور سدرۃ المنتہیٰ تک جانے کا قصہ بیان کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرا گذر موسیٰ (پیغمبر علیہ السلام) کی طرف ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔

موسیٰ نے کہا کہ آپ کی امت کے لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، میں آپ سے پہلے بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکا ہوں لہٰذا آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جائیے اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ میں لوٹ گیا تو اللہ نے مجھ سے دس نمازیں معاف کر دیں۔

پھر میں موسیٰ کے پاس لوٹ کے آیا تو انہوں نے ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کے گیا تو اللہ نے مجھ سے دس اور معاف کر دیں پھر میں موسیٰ کے پاس لوٹ کے آیا اور ان سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی (بھی) طاقت نہیں رکھتی پس برابر میں اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آمد و رفت کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے پانچ نمازیں رکھیں۔

موسیٰ نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی لہٰذا آپ اللہ سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تخفیف کرتے کرتے شرما گیا لہٰذا اب میں نہ جاوں گا پس جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری کہتے ہیں کہ علماء نے بیان کیا کہ (پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو دو رکعتیں فرض کی گئی تھیں بعد اس کے مقیم کی نماز پوری چار رکعت کر دی گئی اور مسافر کی نماز اپنی حالت پر باقی رکھی گئی۔

اور یہ (یعنی مقیم کے لئے پوری چار رکعت کا حکم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے ایک مہینے پہلے ہوا۔

مدینہ کی طرف ہجرت کا بیان

جب انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے تو آپ نے اپنے صحابہ کو (ہجرت کا) حکم دے دیا اور انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور صرف آپ اور حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے۔

پس آپ اور حضرت ابو بکر (کفار) قریش سے چھپ کر نکل آئے اور جبل ثور کے ایک غار (میں چھپنے) کا ارادہ کیا چنانچہ آپ اس میں تین دن رہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے

زیادہ۔

بعد اس کے کہ آپ دونوں مدینہ کی طرف چلے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر کا غلام عامر بن فہیرہ اور ان لوگوں کا رہبر عبد اللہ بن اریقط تھا۔

(نبوت کے بعد) آپ کا قیام مکہ میں دس برس رہا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تیرہ برس اور بعض کا قول ہے کہ پندرہ برس اور زیادہ تر (لوگوں کا قول) تیرہ برس ہے۔

اور بقول ابن اسحاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مدینہ میں بروز دو شنبہ بارہوی ربیع الاول کو ہوئی۔ اور کلبی کا قول ہے کہ آپ پہلی ربیع الاول کو غار سے نکلے اور بارہوی ربیع الاول کو جمعہ کے دن مدینہ میں پہنچے۔ واللہ تعالی اعلم۔

ہجرت کے بعد کے واقعات

ہمیں ابو الفرج بن ابی الرجاء اصبہانی نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ادیب ابو الطیب طلحہ بن ابی منصور حسین بن ابی ذر صالحانی نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مجھے میرے دادا ابو ذر محمد بن ابراہیم سبط صالحانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں حافظ ابو الشیخ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابن ابی حاتم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے فضل بن شاذان نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن عمرو زنیج نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو زہیر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حجاج بن ابی عثمان صواف نے ابو الزبیر سے انہوں نے حضرت جابر سے نقل کر کے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس غزوے بنفس نفیس کئے ان میں سے انیس غزووں میں میں شریک ہوا اور دو میں شریک نہ تھا۔

ہم سے عبید اللہ بن احمد بن علی نے بواسطہ اپنے اسناد کے یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کر کے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس چھبیس غزوے کئے اور سب سے پہلا غزوہ جو آپ نے کیا وہ ودّان تھا اسی کا نام ابواء بھی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ آخری غزوہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس کے بعد

اللہ نے آپ کو (دنیا) سے اٹھالیا غزوہ تبوک تھا اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سریہ اور بعوث جب سے آپ مدینہ تشریف لائیں ہیں وفات کے وقت تک بعث اور سریہ ملا کر پینتیس تھے۔

سنہ ۱ھ میں مدینہ آنے سے ایک مہینے بعد نماز (ظہر عصر عشاء) میں چار رکعتیں کر دی گئی اور اس سے پہلے (ان میں) دو دو رکعتیں تھی۔ اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ پڑھی اور جب آپ قباء سے مدینہ چلے تو آپ نے اثناء راہ میں قبیلہ بنی سالم کے یہاں جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ تھا جو پڑھا گیا اور آپ نے اس وقت خطبہ بھی پڑھا اور یہ اسلام میں پہلا خطبہ تھا۔

اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد (مقدس) بنائی اور اپنی ازواج کے مکانات تعمیر فرمائے اور مسجد قباء کی تعمیر کی۔

سنہ ۲ھ میں رمضان میں غزوہ بدر عظمیٰ ہوا اور اسی سال میں شعبان میں رمضان کا روزہ فرض کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا اور اسی سال میں شعبان ہی میں قبلہ بدل دیا گیا بجائے بیت المقدس کے کعبہ۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ (تحویل قبلہ) رجب میں ہوئی اور اسی سال میں عید سے دو دن پہلے صدقہ فطر واجب کیا گیا اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قربانی کی اور آپ لوگوں کو لے کے عید کی نماز پڑھنے گئے اور دو بکریاں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائیں اور بعض کا قول ہے کہ ایک بکری۔

سنہ ۳ھ میں شوال میں غزوہ احد ہوا اور اسی سال میں بعض کا قول ہے کہ ۴ ربیع الاول میں شراب حرام کی گئی۔

سنہ ۴ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اسی سال میں (مسافر کے لئے) نماز قصر کا حکم دیا گیا اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی اور یہودیہ کو سنگسار کیا اور قصہ اس کا

مشہور ہے اور اسی سال میں تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

۵ھ میں ذیقعدہ میں پردے کی آیت نازل ہوئی اور اسی سال میں مدینہ میں زلزلہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تم کو متنبہ کرتا ہے پس تم متنبہ ہو جاو اور اسی سال میں غزوہ خندق ہوا۔

۶ھ غزوہ بنی مصطلق میں افک (افک کے معنی بہتان، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کچھ منافقوں نے تہمت لگائی اور وہ تہمت بہت آب و تاب سے بیان کی گئی کہ بعض مسلمانوں کو بھی یقین آگیا پھر ان کی پاکدامنی کی قرآن عظیم نے شہادت دی یہی واقعہ تہمت افک سے مراد ہے) والوں نے کہا جو کچھ کہا۔

اور اسی سال میں منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو جو ہم میں زیادہ عزت والا ہے اور وہ زیادہ بے عزت والے کو مدینہ سے نکالے گا، مراد اس کی یہ تھی کہ منافق مسلمانوں کو مدینہ سے نکالیں گے۔

اور اسی سال میں آفتاب میں گرہن پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھی اور یہی پہلی نماز کسوف ہے جو پڑھی گئی، اور اسی سال میں ذیقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا عمرہ کیا اور درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان کی۔

اور اسی سال میں لوگوں پر قحط پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی برسنے کی دعاء کی چنانچہ پانی برسا اور لگاتار برسا پھر آپ سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ (پانی کی کثرت سے) راستے بند ہو گئے مکانات گر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اللهم حوالينا ولا علينا** اے اللہ ہمارے آسپاس کے مقامات میں پانی برسا خاص ہمارے رہنے کے مقامات پر پانی نہ برسے۔ چنانچہ ابر مدینہ سے ہٹ گیا اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے درمیان میں مسابقت کرائی تو ایک عرب کا اونٹ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوا (نامی) سے سبقت لے گیا اور اس سے پہلے کبھی کوئی اونٹ اس سے سبقت نہ لے گیا تھا۔

یہ بات مسلمانوں پر شاق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر حق ہے کہ دنیا میں جس چیز کو بلند کرے اس کو پست بھی کرے۔

اور اسی سنہ میں آپ نے گھوڑے دوڑ کرائی تو حضرت ابو بکر کا ایک گھوڑا سبقت لے گیا اور انہوں نے انعام لے لیا اور یہ سب سے پہلی گھوڑ دوڑ تھی جو اسلام میں ہوئی۔

سنہ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ حدیبیہ کی قضاء کا عمرہ کیا کیونکہ (حدیبیہ والے سال میں) مشرکین نے آپ کو (عمرہ سے) روک لیا تھا پس اس عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں نے اضطباع (اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اس کا ایک سرا اپنے شانہ سے اتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال دے) کیا اور رمل (رمل شانہ ہلا ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا) کیا اور یہ سب سے پہلا اضطباع اور رمل تھا جو اسلام میں ہوا۔

اسی سال میں جنگ خیبر ہوئی۔

اور اسی سال میں ایک (یہودی) عورت نے جس کا نام زینب تھا وہ سلام بن مشکم کی بی بی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا ایک بکری (کے گوشت) میں زہر ملا کے ہدیۃً آپ کے پاس بھیجا تھا آپ نے اسے کھا لیا تھا۔

اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ اور قیصر اور نجاشی اور بادشاہ غسان (نام بنام) اور ہوذہ بن علی کی طرف سفارت بھیجی اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے لئے) مہر بنوائی اور جو خطوط بادشاہوں کو بھیجے ان پر وہ مہر کی۔

اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالے ہوئے گدھوں کے گوشت کو حرام فرمایا اور اسی سال میں خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے کو حرام (تحقیق یہ ہے کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی ہے پہلے جنگ خیبر میں جو سنہ ۷ ہجری کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ میں جو

سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے پھر جنگ اوطاس میں کہ وہ بھی سنہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے اور اس جنگ اوطاس میں تین دن کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا تمام اہل اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے کیا صحابہ کیا تابعین کیا فقہاء کیا محدثین، صحابہ میں صرف ابن عباس پہلے بحالت اضطرار متعہ کو جائز سمجھتے تھے مگر جب حضرت علی مرتضی نے اس پر ان کو تہدید کی اور متعہ کی حرمت قطعی ابدی سے ان کو واقف کیا تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا، ابن عباس کا رجوع کرنا حدیث وفقہ کی کتابوں میں مذکور ہے) کر دیا۔

سنہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر بنایا گیا اور اس پر آپ نے خطبہ پڑھا اور اس سے پہلے آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے پس آپ اسے چھوڑ کے منبر پر تشریف لائے تو وہ ستون رونے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے اس کے رونے کی آواز سنی پس آپ منبر سے اترے اس کے پاس گئے اور اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا وہ چپ ہو گیا۔ اور یہ پہلا منبر تھا جو اسلام میں بنایا گیا۔

اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور طائف کا محاصرہ کیا اور اس پر منجنیق (منجنیق فلاخن بزرگ صراح ایک رسی ہوتی ہوتی ہے جس کے سرے پر کچھ باندھ کر اس میں پتھر وغیرہ رکھ کر کاشتکار لوگ چڑیوں سے کھیت کی حفاظت کرتے ہیں اس کو ہمارے یہاں لپنا کہتے ہیں اسی وضع کا قدیم زمانہ میں لڑائی کا ایک اوزار ہوتا تھا جو قریب قریب توپ کا کام دیتا تھا جو بڑے بڑے پتھر اس میں رکھ کر پھینک لے جاتے تھے مکانات وغیرہ اس کے ذریعہ سے بآسانی گرا دیئے جاتے تھے) نصب فرمایا اور یہ پہلا منجنیق تھا جو اسلام میں نصب کیا گیا۔

سنہ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہ جائیں گے اور یہ قصہ مشہور ہے۔

اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو جو مدینہ میں تھی گرا دیا یہ مسجد منافقوں نے بنائی تھی اس کا ہدم (ہدم کے معنی گرانا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

تبوک سے واپس آنے کے بعد ہوا۔

اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر طرف کے وفود (وفود جمع ہے وفد کی، وفد کے معنی قاصد، یہ لوگ اپنی اپنی قوم کی طرف سے ان کے اسلام کی خبر دینے اور ضروریات دین کا علم حاصل کرنے آئے تھے) آئے اور اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الوفود رکھا گیا۔

اور اسی سال شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر عجلانی کے اور ان کی بی بی کے درمیان میں عصر (کی نماز کے) بعد اپنی مسجد میں لعان (جب مرد اپنی عورت کو تہمت لگائے اور کوئی گواہ نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ان دونوں سے خاص طریق پر قسم لے کر تفریق کرادی جائے اسی کو لعان کہتے ہیں زیادہ تفصیل کتب فقہ میں ہیں) کرایا، اور وجہ اس کی یہ ہوئی کہ عویمر تبوک سے لوٹ کے آئے تو انہوں نے اپنی بی بی کو حاملہ پایا۔

اور اسی سال شوال میں عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق مر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس کے بعد کسی منافق کی نماز نہیں پڑھی کیونکہ (اس کے بعد ہی) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا اور ان میں سے کوئی مر جائے اے نبی آپ اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیئے۔ اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو امیر حج بنایا انہوں نے لوگوں کے ہمراہ حج کیا۔

اور حضرت علی بن ابی طالب کو حکم دیا کہ سورۃ براءت مشرکوں کو سنادیں اور ان کا عہد انہیں واپس کردیں اور یہ (اعلان کردیں) کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ (مشرکین عرب برہنہ ہو کر کعبے کا طواف کرنا افضل سمجھتے تھے) ہو کر کعبے کا طواف نہ کرے اور یہی آخری حج تھا جو مشرکین نے کیا۔

سنہ ۱۰ھ میں آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ

يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ چاہئے کہ تمہاری لونڈی غلام اور وہ بچے تمہارے جو بالغ نہیں ہوئے ہوں (تمہارے پاس آنے کے لئے) تین وقتوں میں تم سے اجازت طلب کریں (جب تم اجازت دو تو آئیں) نازل ہوئی، اس (آیت کے نازل ہونے) سے پہلے وہ لوگ ایسا نہ کرتے تھے۔

اور اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا اور بعض (علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آپ نے صرف حج کیا تھا قران کیا تھا یا تمتع؟ محققین اس طرف ہیں کہ آپ نے قران کیا تھا، جیسا کہ علم الفقہ کی پانچویں جلد میں ہم نے لکھا ہے) لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اسی حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سوا اس کے کوئی حج نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف اور آپ کے بعض اخلاق

ہمیں حسین بن تو حن بن ابویہ بن نعمان بن باوری نے اور احمد بن عثمان بن ابی علی نے خبر دی یہ دونوں کہتے تھے ہمیں ابو الفضل محمد بن عبد الواحد بن محمد نیلی اصفہانی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو القاسم احمد بن منصور خلیلی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو القاسم علی بن احمد بن محمد خزاعی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو سعید ہشیم بن کلیب شاشی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ ہم سے سفیان بن وکیع نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے جمیع بن عمر بن عبد الرحمن عجلی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو ہالہ کے ایک بیٹے نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی ابن ابی ہالہ سے انہوں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا وہ کہتے تھے میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ پوچھا اور میں یہ چاہتا تھا کہ کوئی بات آپ کے حلیہ میں ایسی بیان کریں جس سے مجھے تعلق ہو (یعنی وہ بات مجھ میں ہو) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما مفخما (مصنف نے اس مقام

پر یہ کیا ہے کہ پہلے پوری حدیث جس میں حلیہ شریف کا بیان ہے لکھ دیا ہے اس کے بعد جو الفاظ غریبہ اس حدیث میں آئے ہیں ان کی تفسیر کی ہے، ہم نے بخیال آسانی واختصار اس تفسیر کو ہر لفظ کے (اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں نقل کر دیا ہے))۔ یعنی حسین و جمیل اور رعب والی تھے چہرے میں جس قدر اعضاء ہوتے ہیں سب کامل تھے ان میں نہ بھدا اپن تھا اور نہ کمی۔

چہرہ (مبارک آپ کا ایسا چمکتا تھا شب بدر میں ماہتاب۔ قد آپ کا بہ نسبت میانہ قد کے دراز تھا اور مشذب سے پست تھا، مشذب کے معنی بہت دراز چیز، جس میں عرض طول کے مناسب نہ ہو، اور اصل میں مشذب چھوہارے کے درخت کو کہتے ہیں جب کہ اس پر سے اس کا پوست اتار لیا جائے کیونکہ بعد پوست اتر جانے کے وہ طول میں بہت زیادہ ہو جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ کا طول آپ کے عرض کے مناسب تھا)۔

آپ عظیم الہامۃ یعنی سر مبارک آپ کا بالکل گول تھا بال آپ کے رَجِل تھے یعنی گھنگریالے بالوں کے بین بین تھے کہ اگر آپ کا عقیصہ کھلتا تھا تو وہ جدا جدا ہو جاتا تھا ورنہ نہیں (یعنی اگر نہ کھلتا تھا تو بندھا ہوا رہتا تھا بہت پیچ دار بال نہ تھے کہ ان کی بندش دشوار ہوتی ہو)۔

عقیصہ وہ بالوں کے مجموعے کو کہتے ہیں جو سر کے پیچھے ہوتا ہے (یعنی جوڑا) مطلب یہ ہے کہ آپ کے بال بعد اس کے کہ آپ ان کو یکجا کر کے جوڑا بنالیں جب کھلتے تھے تو (بآسانی) جدا جدا ہو جاتے تھے اور بال اپنے مقام پر آجاتا تھا۔

اور ابن قیم نے کہا ہے یہ بات (یعنی جوڑے کی بندش) اول اسلام میں تھی بعد اس کے آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دیا تھا۔ آپ کے بال آپ کے کانوں کی لو سے نیچے ہو جاتے تھے جب آپ ان کو بڑھا لیتے تھے ورنہ لو کے برابر۔ رنگ آپ کا ازہر تھا، ازہر کے معنی روشن سپید چمکدار اور ایک دوسری حدیث میں (بجائے ازہر کے) سپید مائل بہ سرخی آیا ہے اور یہ کچھ اختلاف نہیں ہے جس قدر جسم آپ کا کھلا ہوا دھپ میں رہتا تھا وہ مائل بسرخی تھا

اور جس قدر جسم آپ کا کھلا ہوا نہ رہتا تھا وہ سپید چمکدار تھا۔

کشادہ پیشانی تھے ازج الحواجب فی غیر قرن تھے (یعنی آپ کی دونوں ابرو لانبی اور گھنی تھیں ملی ہوئی نہ تھیں یعنی درمیان میں ناک کے اوپر ایک نہیں ہو گی تھیں بلکہ آپ ابلج تھے، ابلج کے معنی دونوں ابرو کے درمیان میں سپیدی)۔

حواجب کو جمع اس لئے لائے کہ دو اور دو سے زیادہ کا کا شمار جمع میں ہے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ہم ان کے حکم کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

(ہم ضمیر جمع ہے) حالانکہ اس سے مراد داود اور سلیمان ہیں اور اسکی مثالیں بہت ہیں۔
دونوں ابرو کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ غصہ اسے ابھار دیتا تھا یعنی جب کبھی آپ کو غصہ آتا تھا تو وہ رگ خون سے بھر جاتی تھی اور ابھر آتی تھی۔

اقنی العرنین تھے (عرنین کے معنی ناک اور قنا کے معنی ناک کی درازی اور نرمہ بینی کا پتلا ہونا، یعنی آپ کی ناک لانبی تھی اور نرمہ بینی سبک اور پتلا تھا) اس پر ہر وقت ایک نور رہتا تھا۔

جو شخص غور سے نہ دیکھے وہ آپ کو اشم سمجھتا تھا (اشم وہ شخص ہے جس کی ناک پتلی اور بلند ہو) مطلب یہ کہ آپ کی بلندی حد سے زیادہ نہ تھی۔

داڑھی آپکی گھنی تھی سہل الخدین تھے یعنی آپ کے رخساروں میں پھولا پن اور بلندی نہ تھی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے رخسارے لانبے تھے ضلیع الفم تھے یعنی منہ کا دہانہ چوڑا نہ تھا، عرب کے لوگ اس کو حسن سمجھتے تھے۔

مفلج الاسنان تھے یعنی دانت آپ کے علیحدہ علیحدہ تھے (ایک کے اوپر ایک نہ تھا)، دقیق المسربہ تھے، مسربہ وہ بال جو گردن سے ناف تک ہوتے ہیں (یعنی آپ کی گردن سے لے کے ناف تک ایک باریک خط تھا) آپ کی گردن چاندی کی طرح صاف تھی۔

آپ معتدل الخلق تھے یعنی ہر چیز آپ کے بدن کی حسن اور کمال کے مناسب تھی۔
آپ بادن تھے یعنی تمام اعضاء پر گوشت بھرا ہوا تھا، متماسک تھے یعنی گوشت آپ کا ڈھیلا

نہ تھا۔

آپ کا پیٹ اور سینہ برابر تھا یعنی آپ کا پیٹ ابھرا ہوا نہ تھا۔

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں کچھ فصل تھا (یعنی سینہ آپ کا چوڑا تھا)۔

کرادیس آپ کی بہت فربہ تھیں (کرادیس ہڈیوں کے سروں کو کہتے ہیں جیسے گھٹنے اور کہنیاں وغیرہ)۔

جو بدن آپ کا لباس میں پوشیدہ رہتا تھا اور کبھی کبھی آپ اس کو کھولتے تھے وہ بہت روشن تھا۔

آپ کے گردن اور ناف کے درمیان بالوں کا ایک خط سا چلا گیا تھا، اس کے علاوہ پستانوں پر اور پیٹ پر بال نہ تھے۔ ہاتھوں پر کہنیوں تک اور شانوں پر اور سینے کے اوپر والے حصہ میں بال تھے۔

بہت کشادہ دست تھے، کنایہ ہے سخی اور کریم ہونے سے۔

ہتھیلیاں اور تلوے بھرے تھے۔

ہاتھ پیر آپ کے لانبے تھے، خمصان الاخمصین تھے (اخمص تلوے کے بیچ والے حصے کو کہتے ہیں)، مطلب یہ کہ آپ کے تلوے کا درمیانی حصہ زمین سے اٹھا رہتا تھا۔

مسیح القدمین تھے، یعنی آپ کے پیروں کی پشت چکنی تھی، پانی ان پر نہ ٹھہرتا تھا۔ جب آپ چلتے تھے تو قلعا چلتے تھے، قلعا اگر بفتح قاف پڑھا جائے تو مصدر ہوگا اسم فاعل کے معنی میں، یعنی آپ اپنے پیر کو زمین سے اٹھا کے چلتے تھے، اور بعض اہل لغت نے بضم قاف کہا ہے۔

اور ابو عبیدہ ہروی کا بیان ہے کہ انہوں نے ازہری کے ہاتھ کا لکھا ہوا بفتح قاف اور کسر لام دیکھا معنی ہر صورت میں وہیں ہیں جو ہم نے بیان کئے (وہ یہ کہ جیسا بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے)۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیر زمین پر گھسلاتے ہوئے نہ چلتے تھے۔ چلتے

وقت آپ قدم بڑھابڑھا کر رکھتے تھے اور آہستہ آستہ چلتے تھے (دوڑتے نہ تھے) تیز رو تھے اور باوجودیکہ ہٹر ہٹر کے چلتے تھے اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے تھے پھر بھی اوروں سے آگے نکل جاتے تھے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ آہستہ آہستہ چلتے تھے اور آپ کے صحابی تیزی کے ساتھ چلتے تھے پھر بھی وہ آپ کو نہ پاتے تھے۔ جب آپ چلتے تھے (تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ) گویا آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔

اور جب آپ (کسی کی طرف) ملتفت ہوتے تھے تو پوری طرح ملتفت ہو جاتے تھے۔ نیچی نظر رکھا کرتے تھے، آپ کی نظر زمین پر زیادہ رہتی تھی بہ نسبت آپ کی نظر کے آسمان کی طرف، اکثر آپ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا تھا۔

آپ اپنے صحابہ کو اپنے آگے چلایا کرتے تھے۔

جو شخص آپ سے ملتا تھا پہلے آپ اسے سلام کرتے تھے۔

ابوسعید کہتے ہیں ہم سے محمد بن عیسیٰ (ترمذی) نے بیان کیا وہ کہتے تھے، ہم سے احمد بن عبدۃ الضبی نے اور علی بن حجر نے اور ابو جعفر محمد بن حسین نے جو ابو حلیمہ کے بیٹے ہیں بیان کیا، ان سب لوگوں کی روایت کا مضمون واحد تھا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے غفرہ کے مولی عمر بن عبد العزیز سے نقل کر کے خبر دی، وہ کہتے تھے ہم سے ابراہیم بن محمد نے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے یعنی ان کے پوتے تھے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لانبے تھے نہ بہت پستہ قد بلکہ باعتبار سب لوگوں کے آپ کا قد متوسط تھا۔

بال آپ کے نہ زیادہ پیچدار تھے نہ بلکل سیدھے بلکہ کچھ گھونگھر والے کچھ سیدھے تھے۔

آپ نہ مطہم تھے نہ ملثم (مطہم کے معنی بہت فربہ، ملثم کا معنی گول چہرہ والا)۔ اور بعض

لوگ کہتے ہیں ملثم اور سہل الخذین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کا چہرہ نہ بہت لمبا تھا نہ بہت گول بلکہ بین بین تھا، یہی زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ آپ کا چہرہ گول تھا سپید مائل بسرخی۔

آنکھیں آپ کی بڑی بڑی اور پتلی سیاہ تھی۔

ابروئیں آپ کی لانبی اور خوب گھنی تھیں۔

سب ہڈیوں کے جوڑ اور خاص کر شانوں کے جوڑ بڑے بڑے تھے۔

آپ کے جسم پر بال نہ تھے صرف ایک باریک خط سا بالوں کا آپ کے سینہ پر ناف تک تھا۔

آپ کی ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے تھے۔

جب آپ چلتے تھے پیر اٹھا کے چلتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔

جب آپ کسی طرف ملتفت ہوتے تھے تو پوری طرح ملتفت ہو جاتے تھے۔

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر نبوت تھی، آپ خاتم النبیین تھے۔

آپ کا دل سب سے زیادہ جری تھا۔

آپ سب سے زیادہ راست گفتار تھے اور سب سے زیادہ منکسر المزاج اور سب سے زیادہ خلیق تھے۔ باوجود اس کے آپ کے رعب کی یہ کیفیت تھی کہ دفعۃً جو شخص آپ کو دیکھتا تھا وہ ڈر جاتا اور جو آپ کو پہلے سے جانتا تھا وہ آپ سے ملتا تھا وہ آپ کو دوست رکھتا تھا۔

آپ کی تعریف کرنے والا کہتا ہے میں نے نہ آپ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

ہم کو یحیی بن محمود بن سعد اصفہانی نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہمیں ابو الطیب طلحہ بن ابی منصور ابی حسین بن صالحانی نے خبر دی، وہ کہتے تھے مجھے میرے دادا ابو ذر محمد بن ابراہیم سبط صالحانی واعظ نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہمیں ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر ابو الشیخ نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن عباس بن ایوب نے بیان کیا، وہ کہتے تھے ہمیں عبید بن

اسماعیل ہباری نے اپنی کتاب سے روایت کر کے بیان کیا، اور نیز ابو الشیخ کہتے تھے کہ ہم سے اسحاق بن جمیل نے بیان کیا، وہ کہتے تھے ہم سے سفیان بن و کیع نے بیان کیا، یہ دونوں یعنی عبید بن اسماعیل اور سفیان بن و کیع کہتے تھے ہم سے جمیع بن عمر عجلی نے بیان کیا، وہ کہتے مجھ سے قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص نے جو ابو ہالہ کی اولاد میں سے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابن ابی ہالہ سے انہوں نے حضرت حسن بن علی سے نقل کر کے بیان کیا، وہ کہتے تھے میں نے اپنے ماموں (ہند بن ابی ہالہ) سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف لے جانے کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا اپنے لئے تشریف لے جانا ماذون تھا (یعنی آپ کو اس کی اجازت تھی)۔

پس جب آپ اپنے مکان تشریف لے جاتے تو اپنے وقت کے تین حصے کر دیتے تھے: ایک حصہ اللہ عز و جل (کے کاموں) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے۔

پھر آپ اپنا حصہ اپنے صحابہ کے درمیان میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اس وقت کو آپ عام لوگوں کے حوالے کر دیتے تھے بذریعہ خاص لوگوں کے (یعنی خاص لوگ آپ کے پاس جاتے تھے وہ آپ سے فائدہ اٹھاتے تھے پھر وہ اس فائدے کو عام لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ اسلئے آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ تم میں سے اہل عقل و خرد ہوں وہ میرے قریب رہا کریں)۔

یہ حصہ جو تمام لوگوں کے لئے وقف ہوتا تھا اسمیں آپ کی یہ عادت تھی کہ بزرگوں کو بقدر ان کی بزرگی کے ترجیح دیا کرتے تھے۔ پھر ان میں سے بعض لوگوں کو ایک حاجت ہوتی تھی، بعض کو دو حاجتیں، بعض کو بہت سی حاجتیں، پس آپ ان کے کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے، اور نیز ایسے کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے جو ان کی اور تمام امت کی اصلاح کریں از قسم مسائل اور باتوں کی تعلیم کے جو ان کو مفید ہوں۔

اور آپ (اکثر) فرمایا کرتے تھے حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔ اور یہ بھی

فرمایا کرتے تھے جو شخص خود اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکتا ہو تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دو۔ کیونکہ جو شخص کسی بادشاہ تک ایسے شخص کی حاجت پہنچا دے جو خود اپنی حاجت اس بادشاہ تک نہ پہنچا سکتا ہو قیامت کے دن اللہ اس کو ثابت قدم رکھے گا۔

آپ کے سامنے اسی قسم کے مسائل مذکور ہوتے تھے اور اس کے سواء اور کسی قسم کے مسائل کے ذکر کو آپ پسند نہ فرماتے تھے۔

آپ کے صحابہ آپ کے پاس بھوکے (یعنی علم اور ہدایت کے خواہشمند ہوکے) آتے تھے اور کھاپی کے (اصل معنی تو اس کے یہی ہے کہ کھانا کھاپی کے جاتے تھے مگر مفسرین نے اس کو علم اور خیر کے حاصل کرنے پر حمل کیا ہے کیونکہ ذوق کبھی اس معنی میں بھی آتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ، اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس دیا۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ جب آپ کے پاس سے اٹھتے تھے تو علم اور خیر حاصل کر چکے ہوتے تھے) اور آپ کے پاس سے رہنما بن کے نکلتے تھے۔

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں، پھر میں نے اپنے ماموں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے کی کیفیت پوچھی کہ آپ وہاں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان نہ کھولتے تھے مگر اس بات میں جو آپ کے یا آپ کے صحابہ کے لئے مفید ہوتی۔

اور اپنے صحابہ سے الفت کی باتیں کیا کرتے تھے (ان سے سخت کلامی اور کج خلقی کرکے) انہیں متنفر نہ کرتے تھے۔

اور ہر قوم کے باعزت آدمی کی آپ عظمت کرتے تھے اور باعزت ہی آدمی کو اس کی قوم پر حاکم بناتے تھے۔

اور آپ (کبھی کبھی) لوگوں سے (اپنی) حفاظت کرتے تھے اور ان سے اپنی نگہداشت فرماتے تھے نہ اس خیال سے کہ ان میں سے کسی کی شرارت یا کج خلقی سے آپ کنارہ کشی کریں (یعنی ہر قسم کے آدمی سے آپ بے تکلف ملتے تھے)۔

اور اپنے صحابہ کی آپ خبر گیری فرماتے تھے اور لوگوں کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ جو بات اچھی ہوتی اس کی تعریف کر دیتے تھے اور اس کی تائید کر دیتے تھے اور جو بات بری ہوتی تھی اس کی برائیاں بیان کر دیتے تھے اور اس کو کمزور کر دیتے تھے۔

تمام کام آپ کے معتدل ہوتے تھے، مختلف نہ ہوتے تھے۔

آپ کبھی سستی نہ کرتے تھے اس خوف سے کہ پھر اور لوگ غافل ہو جائیں گے اور سستی کرنے لگیں گے۔

حق کہنے میں کبھی آپ کمی نہ کرتے تھے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے۔

جو لوگ سب سے اچھے ہوتے تھے وہ آپ کے قریب رہا کرتے تھے سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ تھے جو مسلمانوں کی خیر خواہی سب سے زیادہ کرتے تھے۔ اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ آپ کے نزدیک وہ لوگ تھے جو مصائب کے برداشت اور دین کی حمایت سب سے عمدہ کرتے۔

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) پھر میں نے اپنے ماموں سے آپ کے بیٹھنے کی کیفیت پوچھی، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ذکر اللہ عزوجل کے نہ بیٹھتے تھے اور نہ کھڑے ہوتے تھے۔

کبھی اپنے لئے کوئی مقام مخصوص نہ فرماتے تھے (کہ جب بیٹھیں تو وہیں بیٹھیں جیسا کہ امراء اور متکبرین کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے بیٹھنے کی جگہ ممتاز رکھتے ہیں) اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ اور جب آپ کچھ لوگوں کے پاس جاتے تو جہاں جگہ ہوتی تھی وہیں بیٹھ جاتے اور اسی کا آپ حکم دیا کرتے تھے۔

اور اپنے تمام ہمنشینوں سے اس کے موافق برتاؤ کرتے، ایسا کہ آپ کے ہمنشینوں میں سے کوئی شخص یہ نہ سمجھتا تھا کہ اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کسی کی عزت ہے۔

جو شخص آپ کے پاس بیٹھتا تھا یا کسی اپنی ضرورت سے آپ کی خدمت میں آتا تو آپ

اس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ وہ خود لوٹ جاتا (آپ بمقتضائے خلق کبھی اپنی طرف سے اٹھنے میں سبقت نہ فرماتے تھے)۔

اور جو شخص آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہ اس حاجت کو لے کے ہی جاتا یا کوئی عمدہ بات سن کے جاتا (یعنی اگر آپ کے پاس نہ ہوتا تو آپ بہت شیریں زبان سے اس پر اپنی معذوری ظاہر فرما دیتے)۔

تمام لوگوں پر آپ کا خلق عام تھا آپ ان کے باپ ہو گئے تھے اور وہ سب آپ کے ہاں برابر حق رکھتے تھے۔

آپ کی مجلس حلم اور حیاء اور صبر اور امانت اور سچائی کی مجلس ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں نہ حرام باتیں مذکور ہوتی تھیں نہ وہاں (یعنی جو خطائیں اور لوگ سے ہوتی تھیں ان کا چرچا وہاں سے باہر جا کے نہ کیا جاتا تھا اور جس سے وہ خطا صادر ہوئی ہوتی تھی اس کو عار نہ دلایا جاتا تھا بلکہ اس مجلس میں حضرت اس کی اصلاح فرما دیتے تھے) کی لغزشیں کہیں باہر بیان کی جاتی تھیں۔

سب لوگ بحالت اعتدال رہتے تھے، باہم ایک دوسرے کو پرہیزگاری کی ترغیب دیتے تھے، بہت تواضع سے رہتے تھے۔ وہاں لوگ بڑوں کی تعظیم کرتے تھے اور چھوٹوں کو پیار کرتے تھے اور حاجتمند کو (اپنے اوپر) ترجیح دیتے تھے اور مسافر کی نگہداشت کرتے تھے۔

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) میں نے پوچھا کہ حضرت کا اپنے ہمنشینوں کے ساتھ برتائو میں کیا حالت تھی؟ میرے ماموں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے، خوش خلق نرم دل تھے۔

آپ بد خلق اور سخت گو نہ تھے، بازاروں میں بلند آواز سے بات نہ کرتے تھے۔ فحش کلام نہ کرتے تھے، کسی کا عیب نہ بیان کرتے تھے نہ کسی کی حد سے زیادہ تعریف کرتے تھے۔

جو باتیں آپ کو مرغوب نہ ہوتی تھیں ان سے تغافل کرتے تھے۔ نہ آپ سے کوئی

مایوس ہوتا تھا اور نہ آپ (کے دیدار) سے کوئی سیر ہوتا تھا۔

آپ نے اپنی ذات کو تین باتوں سے علیحدہ رکھا تھا۔ جھگڑے سے، بہت کلام کرنے سے اور ان باتوں سے جو فضول ہوں۔

اور لوگوں کے متعلق تین قسم کی باتیں آپ نہ کرتے تھے، کسی کی برائی نہ کرتے تھے، کسی کو عار نہ دلاتے تھے اور وہی باتیں کرتے تھے جن کے ثواب کی امید ہوتی تھی۔

جب آپ کلام کرتے تھے تو آپ کے صحابہ سر جھکا لیتے تھے (اور اس طرح بے حس و حرکت ہو کے آپ کے کلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے کہ) گویا ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے (کہ سر ہلنے سے وہ اڑ جائے گا)۔

اور جب آپ سکوت کرتے تھے تو وہ لوگ بولتے تھے اور بات کرنے میں آپ کے سامنے باہم نزاع نہ کرتے تھے۔ جب کوئی شخص بات کرنے لگتا تو اور لوگ چپ ہو کے اس کی بات سنتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنی بات ختم کر دیتا۔

ان سب کی بات آپ کے سامنے ان میں سے پہلے کی بات (سے موافق) ہوتی تھی (یعنی سب باہم طے کر کے اور کسی ایک بات پر اتفاق کر کے حضرت کے سامنے عرض کرتے تھے تاکہ حضرت کا وقت عزیز ضائع نہ ہو اور آپ کی طبع گرامی اختلافات کو دیکھ کر ملول نہ ہو یہ اکثری بات تھی نہ کلی)۔

اور لوگ جس بات میں ہنستے تھے حضرت بھی اس بات میں ہنستے تھے اور جس بات میں اوروں کو تعجب آتا تھا آپ کو بھی تعجب آتا تھا یعنی ہر بات میں آپ اپنے اصحاب کی موافقت کرتے تھے۔

مسافر کی سخت کلامی اور اسکے (بے ادبی کے) سوالات پر آپ صبر کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ ایسے لوگوں کو نکال دینا چاہتے تھے آپ فرماتے تھے کہ جب تم کسی صاحب حاجت کو دیکھو کہ وہ اپنی حاجت طلب کر رہا ہے تو اس کی مدد کرو (نہ یہ کہ اس سے سختی کرو)۔

اور آپ اپنی تعریف اس شخص سے پسند فرماتے تھے جو ٹھیک تعریف کرے (مبالغہ بلکل نہ کرے)۔ اور کبھی آپ کسی کی بات نہ کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ حد (شریعت) سے نکل جائے تو آپ اسے منع کرکے کاٹ دیتے تھے یا اٹھ جاتے تھے۔

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر میں نے اپنے ماموں سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت کی کیا حالت تھی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار وجہ سے ہوتا تھا یا تو بردباری کے سبب سے، یا خوف کے سبب سے، یا اندازہ کرنے کے سبب سے، یا کسی فکر کے باعث سے۔

آپ کا اندازہ کرنا صرف لوگوں کے حالات کے دیکھنے اور سننے میں ہوتا تھا۔ اور آپ کی فکر اس کے متعلق ہوتی تھی کہ کون چیز باقی رہے گی اور کون فنا ہو جائے گی۔ اور آپ کو خوف چار (ان چاروں باتوں میں خوف کی وجہ ظاہر ہے اچھی بات کے کرنے میں خوف اس امر کا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں پر وہ شاق ہو اور وہ آپ کی اقتدا نہ کرکے جرم میں مبتلا ہو جائیں۔

بری بات کے ترک میں بھی یہی خوف ہوتا شاید لوگ اقتدا نہ کر سکیں اور تجویز چونکہ آپ اپنی رائے سے کرتے تھے لہٰذا اس میں یہ بھی خوف ہوتا ہوگا کہ کہیں خلاف مرضی الٰہی نہ ہو کیونکہ اجتہادی خطائوں سے انبیاء معصوم نہیں رکھے گئے) باتوں میں ہوتا تھا، اچھی بات کے کرنے میں تاکہ لوگ اس پر عمل کریں، اور بری بات کے چھوڑ دینے میں تاکہ لوگ اس سے باز آجائیں، اور امت کی اصلاح کے متعلق امور کے تجویز میں اور ان امور کے رائج کرنے میں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں مفید ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اخلاق اور معجزات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ نماز میں اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پیروں میں (ورم آکے) شگاف پڑ گیا تھا۔ اور

سب سے زیادہ پرہیز گار تھے۔

اکثر اوقات آپ کو کوئی ایسی چیز نہ ملتی تھی جو آپ کھالیتے۔

آپ کا فرش چھوہارے کی چھال سے بھرا (جس طرح ہمارے یہاں فرشوں میں نرمی کے لئے روئی بھر دیتے ہیں اس طرح چھوہارے کی چھال چمڑے کے اندر بھر دیتے تھے) ہوا تھا اور اکثر آپ کی چادر بالوں کی (بنی ہوئی ہوتی) تھی (یعنی آپ کمل اوڑھا کرتے تھے)۔

اور آپ سب لوگوں سے زیادہ بردبار تھے۔ (خطا کو) معاف کر دینا اور پردہ پوشی کرنا آپ پسند فرماتے تھے اور دسروں کو بھی آپ اس کا حکم دیتے تھے۔

اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ایک دن) چھ اشرفیاں تھیں چار تو آپ نے خرچ کر ڈالیں اور دو باقی رہ گئیں ان کی وجہ سے آپ کو نیند نہ آتی تھیں۔ نیند نہ آنے کا سبب میں نے پوچھا تو آپ نے یہی سبب بیان کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کہتی ہیں میں) نے عرض کیا کہ جب صبح ہو جائے تو آپ انہیں ان کے مستحقین کو دے دیجئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح (تک زندہ رہنے) کی کون مجھ سے ضمانت کر سکتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا کہ اس کی کوئی ضمانت نہیں کر سکتا۔

اور آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ (کی آگ) خوب بھڑکتی تھی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پناہ لیتے تھے۔ آپ ہم سب سے زیادہ دشمن کے قریب رہتے تھے اور باوجود اپنی شرافت اور بلند مرتبہ ہونے کے بہت ہی منکسر تھے۔

ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی اور اپنے کام کے لئے جہاں چاہتی تھی آپ کو بے تکلف لے جاتی تھی اور آپ اسکے ہمراہ بے عذر چلے جاتے تھے

پھر آپ اس کا ساتھ نہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی لوٹتی۔

جب آپ کو کوئی شخص پکارتا تو آپ فرماتے کہ میں حاضر ہوں اور آپ اکثر ساکت رہتے تھے۔

ہنسی آپ کی صرف تبسم (کے ساتھ) ہوتی تھی (قہقہہ سے کبھی آپ نہ ہنستے تھے)۔

اور آپ کے صحابہ باتیں کرنے لگتے تھے تو آپ بھی ان کے ہمراہ (باتوں میں) مصروف ہو جاتے تھے۔ وہ اگر دنیا (یعنی دنیوی امور کے متعلق بھی آپ ان کی اصلاح و ترقی کی فکر رکھتے تھے اگرچہ دنیا کا ذکر بھی آپ کی زبان وحی ترجمان سے دینی حیثیت حاصل کر کے نکلتا تھا) کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ساتھ دنیا کا ذکر کرنے لگتے تھے اور وہ اگر آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ہمراہ آخرت کا ذکر کرتے۔

اور آپ فحش گو نہ تھے اور برائی کا جواب برائی کے ساتھ نہ دیتے تھے بلکہ آپ معاف کر دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (کبھی اللہ کی طرف سے) دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو جو بات ان میں آسان ہوتی تھی اسی کو آپ اختیار (یہ محض امت کے خیال سے۔ یہی مطلب ہے الدین یسر دین آسان ہے) فرماتے تھے، بشرطیکہ وہ بات گناہ کی یا قطع رحم کی نہ ہوتی (یعنی اس سے کوئی اللہ کی یا مخلوق کی حق تلفی نہ ہوتی ہو)۔ اگر گناہ کی بات ہوتی تھی تو آپ اس سے بہت دور رہتے تھے۔

اور کبھی آپ نے کسی عورت کو یا کسی خادم کو نہیں مارا اور نہ کسی اور کو مارا مگر جہاد میں۔

اور حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر آپ نے نہ کبھی مجھے کوئی سخت کلمہ کہا نہ مجھے مارا نہ مجھے جھڑکا نہ کبھی آپ مجھ سے ترش رو ہوئے۔ اور جب کبھی آپ نے مجھے کسی بات کا حکم دیا اور میں نے اس کی تعمیل میں دیر کی تو آپ نے مجھ پر غصہ نہیں کیا۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی غصہ ہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ اس پر غصہ نہ کرو کیونکہ اگر قادر ہوتا تو (جلد تعمیل) کر دیتا۔

اور آپ سب سے زیادہ مہربان تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ (اپنے) کپڑے سمیٹ کے جھاڑو دے دیا کرتے تھے اور جوتی ٹانک لیا کرتے تھے۔ اپنے خادم کی طرف سے جب وہ تھک جاتا تھا آٹا پیس دیا کرتے تھے۔

صرف اسی قدر (آپ کے اخلاق کا بیان کر دینا یہاں) کافی ہے اور ہم نے بغرض اختصار ان کی سندیں چھوڑ دیں ہیں۔

اور آپ کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ (تحریر یا تقریر میں) ان کا احاطہ کر لیا جائے۔ منجملہ ان کے آپ کا خبر دینا قریش کے قافلے کی جس شب کو آپ کو معراج ہوئی کہ وہ فلاں وقت میں آجائیگا، اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

اور منجملہ ان کے یہ کہ آپ نے بدر میں کفار قریش کے قتل ہونے اور ان کے مقامات کی (کہ فلاں فلاں جگہ مقتول ہو گا فلاں فلاں جگہ) خبر دی اور ویسا ہیں ہوا۔

اور جب آپ نے منبر بنوایا تو وہ ستون جس کے پاس آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے باآواز رونے لگا، یہاں تک کہ آپ نے اسے لپٹالیا تو وہ چپ ہو گیا۔

اور منجملہ ان کے یہ کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے کئی مرتبہ پانی نے جوش کیا۔ اور آپ کے تھوڑے سے کھانے میں برکت دی گئی یہاں تک کہ اس سے بہت لوگ کھالیتے تھے، اور ایسا آپ نے کئی مرتبہ کیا۔

اور ایک مرتبہ آپ نے ایک درخت کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ آگیا اور آپ نے اسے پھر اپنی جگہ واپس جانے کا حکم دیا، تو وہ واپس چلا گیا۔

اور (ایک مرتبہ) کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔

اور منجملہ ان کے وہ غیبی باتیں ہیں جن کی آپ نے خبر دی اور وہ بعد آپ کے جیسا آپ نے فرمایا ظہور میں آئیں۔ جیسا کہ آپ نے اپنے دین کے (تمام اطراف عالم میں) پھیلنے کی خبر دی اور فتح (ملک) شام اور (ملک) مصر اور بلاد فارس کی (آپ نے خبر دی) اور خلفاء کے شمار کی (آپ نے خبر دی) اور یہ کہ بعد ان (خلفائے راشدین) کے بادشاہت ہو جائے گی،

خلافت نبوت نہ رہے گی۔

اور آپ کے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت یہ فرمانا کہ یہ جنت میں داخل ہوں گے اس مصیبت کے بدلے میں جو انہیں پیش آئے گی (چنانچہ وہ مصیبت ان پر واقع ہوئی)۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ فرمانا اللہ تمہیں ایک لباس (مراد لباس خلافت) پہنانے والے ہیں پس اگر لوگ تم سے اس لباس کو اتارنا چاہیں تو ان کے کہنے سے تم وہ لباس نہ اتارنا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ فرمانا کہ (ایک دن) تمہارے اوپر یعنی تمہارے سر پر زخم لگایا جائے گا اور یہ یعنی تمہاری ڈاڑھی (خون سے) رنگین ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور آپ کا اپنی صاحبزادی کے صاحب زادے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمانا کہ اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گرہوں میں صلح کرادے گا۔ (چنانچہ ان کی وجہ سے دو بڑے گرہوں میں یعنی اہل شام واہل حجاز کے درمیان میں صلح ہوگئ جبکہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی)۔

اور آپ کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمانا کہ تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

اور آپ کا علامتوں کو بیان کر کے مختار اور حجاج وغیرہ بیشمار امور کی طرف اشارہ کرنا۔

اور آپ کی ولادت کے بعد جو معجزات ظاہر ہوئے۔ منجملہ ان کے واقعہ فیل ہے، اور یہ ایک اتفاقی (یعنی اس واقعہ کے وقوع پر سب مورخین کا اتفاق ہے اور چونکہ یہ واقعہ از قبیل خرق عادت ہے لہٰذا جس نبی کے وقت میں یا اس کے تعلق والے مقام میں یہ واقعہ ہو اسی کا معجزہ ہے) بات ہے۔

اور کسریٰ کے محل کا ہل جانا اور اہل کتاب کا آپ کے ظہور سے پہلے آپ کی نبوت کی خبر

دینا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو ہم طول نہیں دیتے کیونکہ اسی قدر کافی ہیں (اور سب سے بڑا اور دائمی معجزہ آپ کا قرآن مجید ہے)۔

آپ کے لباس اور ہتھیاروں اور آپ کے جانوروں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر چیز کا نام رکھ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ اور عمامہ کے نیچے منڈھی ہوئی (یعنی اونچی دیوار کی ٹوپیاں آپ استعمال نہ فرماتے تھے۔ ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپیاں گول ہوتی تھی) ٹوپیاں پہنا کرتے تھے۔ اور آپ کے پاس ایک چادر تھی اس کا فتح تھا۔

آپ کے پاس کئی تلواریں تھیں، منجملہ ان کے ایک تلوار وہ تھی جو آپ نے والد سے میراث میں پائی تھی اور منجملہ ان کے ذوالفقار اور مخذم اور رسوب اور قضیب (نام نامی تلواریں) تھیں۔

اور آپ کے پاس کئی زرہ تھیں، (جن کے نام یہ تھے) ذات الفضول، ذات الوشاح، تبراء، ذات الحواشی، حرنق۔

اور آپ کے پاس دو ٹپکے تھے خوش رنگ چمڑے کے، ان میں تین حلقہ چاندی کے تھے (عربی لفظ منطقة کا ترجمہ ہے۔ عام زبان میں اس کو کمر بند کہا جا سکتا ہے۔ یہ منطقہ دو نہ تھے بلکہ ایک تھا۔ محمد احمد)۔

اور آپ کے نیزہ کا نام مثویٰ تھا، اور آپ کے حربے کا نام عنزہ تھ۔ اور عنزہ اس چھوٹے نیزہ کو کہتے ہیں جو اس لاٹھی کے مشابہ ہوتا ہے جس کے نیچے لوہے کی نوک دار شام لگی ہو۔ یہ حربہ عید میں آپ کے ہمراہ جایا کرتا تھا اور آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا، آپ اس کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے۔

اور آپ کے پاس ایک بڑا حربہ تھا جس کا نام بیضاء تھا۔

اور آپ کے پاس ایک ڈنڈا تھا، گز بھر کا لانبا۔ اور آپ کے پاس ایک خمدار لاٹھی تھی جس کا نام عرجون تھا۔

اور آپ کے کمان کا نام کتوم تھا، اور آپ کے ترکش کا نام کافور تھا، اور آپ کے تیر کا نام موتصلہ تھا، اور آپ کی ڈھال کا نام زلوق تھا، اور آپ کے خود کا نام ذوالسبوع تھا۔

اور آپ کے پاس کئی گھوڑے تھے۔ (ایک کا نام تھا) مرتجز اور یہ سپید تھا اسے آپ نے ایک اعرابی سے مول لیا تھا اور اسی پر سوار ہو کر آپ خزیمہ بن ثابت کے مقابلہ میں گئے تھے، اور بعض کا قول ہے کہ وہ کوئی اور گھوڑا تھا، واللہ اعلم۔

اور (ایک کا نام تھا) ذوالعقال، اور (ایک نام تھا) سَکب اور یہ سیاہ رنگ کا تھا، اور (ایک کا نام تھا) شحاء، اور (ایک کا نام تھا) بحر اور یہ کُمیت تھا، اور (ایک کا نام تھا) لحیف یہ ربیعہ بن ملاعب الاسنہ نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا، اور (ایک کا نام تھا) لزاذ اور یہ مقوقس (شاہ اسکندریا) نے آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا، اور (ایک کا نام تھا) ظرب اور یہ فروہ جذامی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فروہ نے آپ کو خچر ہدیہ دیا تھا، اور آپ کے ایک گھوڑے کا نام سبحہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس پر گھوڑ دوڑ کی تو وہ آگے نکل گیا، اس بات پر آپ خوش ہوئے۔

اور آپ کے پاس ایک خچر تھا اس کا نام دلدل تھا۔ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا تھا وہ اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت محمد بن حنیف نے اس کو لیا۔ دلدل نے بڑی عمر پائی تھی اور نابینا ہو گیا تھا۔

ایک دن وہ (کسی کے) مطبخ میں چلا گیا تو کسی نے اس کو تیر (مجھے معلوم نہیں کہ کس نے مارا اور کیوں مارا، بظاہر تو یہ فعل بہت برا معلوم ہوتا ہے جو مبارک سواری ایسے مقدس حضرات سے مشرف ہوئی ہو اس کو اس طرح مار ڈالنا عجب سنگدلی بلکہ بے ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، مگر قاتل کا نام اور اصل سبب معلوم ہو تو کچھ کہا جا سکتا ہے، غالبًا مروانیوں

میں سے کسی نے ایسا کیا ہو، اس زمانہ میں ان کا غلبہ تھا، واللہ اعلم) مار دیا اور وہ مر گیا۔

اور آپ کا ایک خچر اور تھا، اس کا نام ایلیہ تھا وہ سیاہ رنگ کا تھا اور لمبا تھا اسلئے وہ آپ کو اچھا معلوم ہوتا تھا۔

(ایک مرتبہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا ہی خچر میں آپ کے لئے تیار کیے دیتا ہوں، کیونکہ اس کا باپ گدھا ہے اور اس کی ماں گھوڑی ہے، (انہیں دونوں کے جفت کر دینے سے ایسا خچر پیدا ہو سکتا ہے، مطلب ان کا یہ تھا کہ حضرت جو اس قدر اس سے خوش ہیں تو یہ کوئی نایاب چیز نہیں ہے) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع فرمایا کہ گدھے سے گھوڑی کو جفت کریں۔

اور آپ کے پاس ایک گدھا تھا سبز رنگ کا اس کا نام عفیر تھا اور بعض لوگ کہتے کہ یعفور۔

اور آپ کے پاس ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا اور ایک دوسری اونٹنی تھی جس کا نام قصواء تھا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی اونٹنی کے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں وہ اور اونٹنی تھی۔

اور آپ کی ایک بکری تھی کہ جس کا نام غوشہ تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں غیشہ، اور ایک بکری اور تھی جس کا نام یمن تھا۔

اور آپ کے پاس دو پیالے تھے ان میں سے ایک کا نام ریان اور دوسرے کا نام مضبب تھا۔

اور آپ کے پاس پتھر کی ایک لگن تھی جس کو مخضب کہتے ہیں اس سے وضوء کیا کرتے تھے۔

اور آپ کے پاس ایک طشت پیتل کا تھا۔

اور آپ کے پاس ایک آبخورہ تھا جس کا نام صادر تھا۔

اور آپ کے پاس ایک خیمہ تھا جس کا نام زکی تھا۔

اور آپ کے پاس ایک آئینہ تھا جس کا نام مدلہ تھا اور ایک مقراض تھی جس کا نام جامع تھا۔

اور آپ کے پاس ایک سونٹا شوحط (ایک پہاڑی درخت جس کی لکڑی کی کمانیں بنتی تھیں) کا تھا جس کا نام ممشوق تھا اور ایک جوتی تھی جس کا نام فراء تھا۔

یہ تمام نام ہیں یا صفات یا بغرض فال نیک نام رکھے گئے تھے، بہر حال ان کے معانی حسب ذیل ہیں۔ قضیب جو تلواروں کے نام میں سے ایک نام ہے بروزن فعیل بمعنی فاعل یعنی جس پر پڑتی تھی اسے کاٹ دیتی تھی۔

اور ذوالفقار تلوار کا نام اس سبب سے رکھا گیا کہ اس کی پشت پر چند نشان بہت خوبصورت تھے، اور بتراء زرہ کا نام چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا تھا، اور ذات الفضول بھی زرہ کا نام اس کے لمبا ہونے کے سبب۔

مرتجز (گھوڑے کا نام) بوجہ اس کی خوش آوازی کے رکھا گیا اور عقال ایک مرض ہے جو جانوروں کے پیر میں ہوا کرتا ہے اس کا قاف مشدد بھی پڑھا جاتا ہے اور مخفف بھی۔

اور سَکب (کی نسبت لوگوں کا اختلاف ہے کہ یہ کس گھوڑے کا نام تھا) بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ گھوڑا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فزاری سے خریدا تھا، اور سب سے پہلے جہاد آپ کا اس گھوڑے پر جنگ احد تھا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فزاری سے جو رسول اللہ نے مول لیا تھا دس اوقیہ کے عوض میں وہ مرتجز تھا۔

اور سَکب کے معنی تیز رو اور اسی طرح بحر (کے معنی بھی تیز رو) اور یہ ابو طلحۃ انصاری کا گھوڑا تھا (انہوں نے ہدیۃً آپ کو دے دیا تھا)۔

اور شحاء اگر صحیح ہے تو اس کے معنی تیز قدم، اور لحیف بروزن فعیل بمعنی فاعل (یعنی لپیٹنے والا) وہ اپنی دم کو زمین سے مس کرتا ہوا چلتا تھا بوجہ اس کی درازی کے، اور لزاز (مشتق ہے) لز سے اور اس کا نام لزاز بوجہ اس کے جفاکش اور محنتی ہونے کے رکھا گیا۔

اور ظرب گھوڑے کا نام اس کے ظرب یعنی بلند زمین سے مشابہ ہونے کے سبب سے

رکھا گیا اس تشبیہ سے اسے بوجہ اس کے کلاں قامت اور فربہ ہونے کے نامزد کیا گیا، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بوجہ اس کے ٹاپ کے سخت ہونے کے مثوی (اسم فاعل ہے) (ماخوذ) ثوی سے (یعنی مجرد اس کا ثوی ہے ورنہ مصدر اس کا اثواء ہے جس کے معنی) ٹھہرا دینا یعنی جسے وہ نیزہ مارا جاتا تھا وہ اپنی جگہ پر ٹھیر جاتا تھا یعنی مر جاتا تھا۔

اور کتوم نام کمان کا اس وجہ سے رکھا گیا کہ اس کی آواز پست ہوتی تھی جب اس سے تیر پھینکا جاتا تھا۔

اور کافور انگور کے شگوفہ کے غلاف اور چھوہارے کے شگوفہ کے غلاف کو کہتے ہیں ترکش کا نام کافور اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ تیروں کا غلاف تھا (یعنی تیر اس میں رہتے تھے) اور موتصل لغت قریش کی ہے وہ اس میں واو باقی رکھتے ہیں اور قریش کے علاوہ اور لوگ واو کو حذف کر دیتے ہیں اور متصل کہتے ہیں یعنی وہ تیر اپنے نشانے پر پہنچ جاتا تھا۔

اور ذلوق (ڈھال کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ) ہتھیار اس پر پھسل جاتا تھا۔

اور دلدل کا نام بوجہ اس کی تیز روی کے رکھا گیا۔

اور عفیر تصغیر ہے اعفر کی اور قاعدہ کے موافق تو اعیفر ہونا چاہئے تھا (عفیر کے معنی سپید)۔

اور عضباء وہ اونٹنی جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی جس کے کانوں میں سوراخ کئے گئے ہوں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عضباء وہی اونٹنی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مول لیا تھا اور آپ نے اسی پر (سوار ہو کر) ہجرت کی تھی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کوئی اور تھی۔

اور قصواء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے کان کٹے ہوئے ہوں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان دونوں اونٹنیوں میں یہ صفت نہ تھی بلکہ صرف نام رکھدیا گیا تھا اور آبخورہ کا نام صادر اس وجہ سے رکھا گیا کہ آدمی اس سے سیر اب ہو جاتا تھا۔

آپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا ذکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دس چچا تھے اور پانچ پھوپھیاں۔

آپ کے چچا ایک زبیر تھے اور (ایک) ابو طالب ان کا نام عبد مناف تھا اور (ایک چچا کا نام) عبد الکعبہ وہ بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔

اور (پھوپھی آپ کی) ام حکیم تھی (جن کا نام) بیضاء (تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کے ساتھ توام (جڑواں) پیدا ہوئی تھیں۔ ان سے کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس نے نکاح کیا تھا اور ان سے عثمان اور عامر بن کریز کی والدہ اروی پیدا ہوئی تھی۔

اور (ایک پھوپھی آپ کی) عاتکہ بنت عبد المطلب تھیں جن سے ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی نے نکاح کیا تھا اور ان سے ابو امیہ کے دونوں بیٹے زہیر اور عبد اللہ پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں حضرت ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کی طرف سے بھائی ہیں۔

اور (ایک پھوپھی آپ کی) برہ بنت عبد المطلب ہیں ان سے عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ مخزومی نے نکاح کیا اور ان سے ابو سلمہ بن عبد الاسد پیدا ہوئے۔ عبد الاسد کے بعد ان سے ابو رہم بن عبد العزیٰ جو بھائی ہیں حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود نے جو قبیلہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے نکاح کیا اور ان سے ابو سبرہ پیدا ہوئے۔

اور (ایک پھوپھی آپ کی) امیمہ بنت عبد المطلب ہیں جن سے عمیر بن وہب بن عبد بن قصی نے نکاح کیا اور ان سے طلیب بن عمیر پیدا ہوئے۔ اور ان تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن حائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔

اور یہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے سگے بھائی (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) تھے۔

اور (ایک چچا آپ کے) حمزہ بن عبد المطلب تھے (جو اس لقب سے ملقب تھے) شیر خدا

اور شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور (اور ایک چچا آپ کے) مقوم تھے۔

(اور ایک چچا آپ کے) حجل تھے اور حجل کا (اصلی) نام مغیرہ تھا۔

(اور ایک پھوپھی آپ کی) صفیہ جن سے حارب بن حرب بن امیہ نے نکاح کیا، اور حارث کے بعد عوام بن خویلد نے ان سے نکاح کیا تو ان سے زبیر اور سائب اور عبد الکعبہ پیدا ہوئے جو بچپن میں انتقال کر گئے۔ اور ان سب کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف کی چچازاد بہن ہیں۔

اور (ایک چچا آپ کے) عباس بن عبد المطلب تھے ان کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک تھیں جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھیں۔

(اور ایک چچا آپ کے) ضرار بن عبد المطلب ہیں، اور وہ اسلام سے پہلے یکایک انتقال کر چکے تھے ماں ان کی بھی نتیلہ ہیں۔

اور (ایک چچا آپ کے) حارث بن عبد المطلب ہیں، اور حضرت عبد المطلب کی اولاد میں سے سب سے بڑے یہی تھے، اور انہیں کے ساتھ حضرت عبد المطلب کی کنیت تھی (یعنی ان کی ابو الحارث تھی)۔ والدہ ان کی صفیہ بنت جندب بن حجیر بن زباب بن حبیب بن سواۃ بن عمر بن صعصعہ تھیں۔

اور (ایک چچا آپ کے) قثم بن عبد المطلب ہیں جو بچپن ہی میں انتقال کر چکے، والدہ ان کی بھی صفیہ ہیں۔

اور (ایک چچا آپ کے) عبد العزیٰ بن عبد المطلب ہیں اور انہی کی کنیت ابو لہب تھی۔ اور یہ بڑے سخی تھے یہ کنیت ان کی رکھی تھی بوجہ ان کی خوبصورتی کے (لہب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں یعنی ان کا رنگ نہایت روشن اور سرخ و سپید تھا)۔ اور ان کی والدہ لبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف بن ضاطر بن حبشیہ بن سلول خزاعیہ تھیں۔

اور (ایک چچا آپ کے) غیداق بن عبد المطلب تھے۔ ان کا (اصلی) نام نوفل ہیں اور ان کی والدہ ممنعہ بنت عمرو بن مالک بن مؤمل بن سوید بن سعد بن مشنوء بن عبد بن حبتر تھیں جو قبیلہ خزاعہ کی ایک خاتون تھیں، اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ قثم اور غیداق ایک ماں کے بیٹے تھے اور حارث کی ماں کے بیٹے نہ تھے۔

آپ کے چچاؤں میں سواء حضرت حمزہ اور عباس (رضی اللہ عنہما) کے کوئی اسلام نہیں لایا اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ تو بالاتفاق اسلام لائیں اور اروئی اور عاتکہ کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے ان دونوں کے ناموں میں ذکر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں اور حرموں کا ذکر

سب سے پہلی خاتون جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کی موجودگی میں آپ نے کسی سے نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔

پھر آپ نے ان کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے مکہ میں ان سے کیا تھا اور مکہ ہی میں آپ نے ان سے خلوت فرمائی۔

اور امام زہری کے علاوہ اور لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ ہاں خلوت آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے فرمائی، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (اس وقت) صغیرۃ السن تھیں۔

اور آپ نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر (صدیق) رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا اور مدینہ میں سنہ ۲ ہجری میں ان کے ساتھ خلوت فرمائی۔

اور آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے شعبان سنہ ۳ ہجری میں

نکاح کیا۔

اور زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا (جن کا لقب بباعث غریب پروری کے) ام المساکین (تھا) سے سنہ ۳ ہجری میں نکاح کیا وہ آپ کی خدمت میں دو مہینے یا تین مہینے رہیں۔

آپ کی بی بیوں میں سے سوا ان کے اور سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ سے پہلے کسی کا انتقال نہیں ہوا۔

آپ نے حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے شعبان سنہ ۴ ہجری میں نکاح کیا اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے۔

اور آپ نے حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا سے سنہ ۵ ہجری میں نکاح کیا۔

اور آپ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے سنہ ۶ ہجری میں نکاح کیا ہے اور آپ نے ان سے خلوت سنہ ۷ ہجری میں کی۔

اور آپ نے حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے سنہ ۶ ہجری میں نکاح کیا سنہ ۵ ہجری کا بھی کہا گیا ہے۔

اور آپ نے حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے سنہ ۷ ہجری میں نکاح کیا۔

اور صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے آپ نے سنہ ۷ ہجری میں نکاح کیا۔

اور ہم نے ان میں سے ہر ایک کو اس کے تذکرے میں پوری طرح ذکر کیا ہے۔

یہ وہ بی بیاں ہیں جن کے بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا، اور آپ ان میں سے نو کو چھوڑ گئے تھے۔ اور یہ وہی بی بیاں ہیں جن کو اللہ سبحانہ نے اختیار (اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ

أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا. الأحزاب ۲۸- اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیوی زندگی کا عیش اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا. الأحزاب ۲۹- اور اگر تم اللہ اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر یعنی بہشت کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکو کاری کرنے والیاں ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے) دیا تھا مگر انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔

اور وہ عورتیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور ان سے صحبت نہیں فرمائی، یا صرف آپ نے ان کی درخواست کی اور نکاح نہیں کیا، یا بعد نکاح کے کسی نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ نے ان کو طلاق دے دی، ان عورتوں کے بارے میں اور ان کی طلاق دینے کے اسباب میں بہت سخت اختلاف ہے اور ان کے ذکر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منجملہ ان عورتوں کے عالیہ بنت ظبیان ہے اور اسماء بنت نعمان بن جون اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا نام امیمہ تھا۔

اور وہ عورت جس نے پناہ مانگی تھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا نام امیمہ تھا، اور بعض لوگ کہتے ہیں فاطمہ بنت ضحاک، اور بعض لوگ کہتے ہیں ملیکہ۔

اور منجملہ ان عورتوں کے غفاریہ ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سپید داغ دیکھا لہٰذا ان کو طلاق دے دی۔

اور منجملہ ان عورتوں کے ام شریک ہیں کہ انہوں نے اپنی ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کی تھی (مگر حضرت نے منظور نہیں فرمایا)۔

اور اسماء بنت صلت سلیمہ تھیں، اور لیلیٰ بنت خطیم انصاریہ تھیں اور ان سب کا ذکر ان کے ناموں میں ہوا ہے۔

اور جو رہیں آپ کی حرمیں تو منجملہ ان کے حضرت ماریہ قبطیہ ہیں اور وہ آپ کے فرزند

حضرت ابراہیم کی والدہ ہیں اور منجملہ ان کے ریحانہ بنت عمر قرظبہ ہیں۔

آپ کی وفات اور آپ کی عمر کا ذکر

ہم سے حسن بن توحن بن نعمان باوری یمنی نے اور احمد بن عثمان نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن عبد الواحد اصفہانی نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہم سے ابو القاسم احمد بن منصور خلیلی بلخی نے بیان کیا، وہ کہتے تھے ہمیں ابو القاسم علی بن احمد خزاعی نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہمیں ابو سعید شاشی نے خبر دی، وہ کہتے تھے ہم سے امام ابو عیسٰی ترمذی نے بیان کیا، وہ کہتے تھے ہم سے ابو عمارہ نے قتیبہ نے اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بیان کیا، یہ لوگ کہتے تھے کہ ہم سے سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے نقل کرکے بیان کیا، وہ حضرت انس سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا سب سے آخری دیدار جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملا (وہ اس طرح پر ہوا کہ) دوشنبے کے دن آپ کے حجرے کا پردہ ہٹایا گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا کہ وہ ورق مصحف کے مثل (پیارا پیارا) تھا اور لوگ حضرت ابو بکر کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) تھے تو آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ابو بکر ان کی امامت کرتے رہے اور (بعد اس کے) آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے اخیر میں آپ نے وفات پائی۔

ابو عمر (حافظ بن عبد البر) نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی، چہار شنبہ کے دن ۲۹ صفر سنہ ۱۱ ہجری میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شروع ہوا۔ پھر جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اٹھ آئے۔

اور دوشنبہ کے دن بوقت چاشت جس وقت کہ آپ مدینہ تشریف لائے تھے ۱۲ ربیع الاول کو وفات پائی (حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوشنبہ (پیر) ۱۲ ربیع الاول کو بنتا ہی نہیں۔

۹ ذوالحجہ بروز جمعہ آپ نے مشہور خطبہ حجۃ الوداع دیا ہے۔ اور اس کے بعد صرف تین چاند بنتے ہیں جن کا ہر شخص بآسانی حساب کر سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سیرۃ النبی از علامہ شبلی جلد اول۔ محمد احمد) اور سہ شنبہ کے دن آفتاب ڈھل جانے کے بعد آپ مدفون ہوئے، اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ آپ شب چہار شنبہ کو مدفون ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہونے کا علم نہیں ہوا یہاں تک کہ ہم نے پہاڑوں کے چلنے کی آواز نصف شب میں سنی۔

شب چہار شنبہ کو اور (سب سے پہلے) آپ کی نماز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے اور آپ کے اہل خانہ نے پڑھی۔ بعد اس کے یہ لوگ ہٹ گئے اور مہاجرین آئے، انہوں نے آپ کی نماز پڑھی۔ بعد اس کے انصار آئے، پھر صحابہ عورتیں آئیں، پھر غلام آئے۔ سب لوگ یکے بعد دیگرے آپ کی نماز پڑھتے رہے، کوئی ان کا امام نہ تھا۔

اور آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے، اور فضل بن عباس اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے غلام صالح نے، اور شقران نے، اور اوس بن خولی انصاری نے غسل دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ بن زید اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے (بھی) آپ کو غسل دیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے غسل کا کام کرتے تھے، اور حضرت عباس اور فضل اور قثم اور اسامہ اور صالح آپ (کے جسم اقدس) پر پانی ڈالتے جاتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کا جو عضو غسل دینے کے لئے اٹھانا چاہتے تھے وہ خود بخود اٹھ جاتا تھا۔

اور ان لوگوں نے (غسل دیتے وقت) آپ کا لباس نہیں اتارا۔ اور آپ کو تین سپید سحولی (سحول ایک مقام ہے یمن میں یعنی وہ کپڑے وہاں کے بنے ہوئے تھے) کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ کفن میں کرتہ نہ تھا اور عمامہ نہ تھا۔

اور آپ کی قبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس اور حضرت فضل اور قثم

اور شقران اور اسامہ اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اترے۔ اور قثم کی ملازمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے اخیر میں ختم ہوئی (یعنی وہ سب کے بعد قبر سے باہر آئے)۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اور حضرت مغیرہ یہ دعوٰی کرتے تھے کہ انہوں نے اپنی انگشتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ڈال دی تھی، وہ اس کے لینے کے لئے قبر میں اترے لہٰذا ان کی ملازمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے اخیر میں ختم ہوئی۔ حالانکہ یہ صحیح (یعنی حضرت مغیرہ کا اس امر کا دعویٰ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں) نہیں ہے۔ وہ آپ کے دفن میں بھی شریک نہیں تھے چہ جائیکہ ان کی ملازمت سب سے اخیر میں ختم ہوئی ہو۔

اور حضرت علی سے مغیرہ کے اس قول کے بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں، ہم سب سے اخیر میں قثم کی ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم ہوئی۔

لوگوں نے آپ کے لئے لحد کھود دی تھی اور شقران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے ایک چادر بچھادی تھی جس پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔

اور حضرت ابو بکر (صدیق) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نبی کو اللہ نے موت دی وہ وہیں مدفون ہوا جہاں اس کی موت آئی۔ لہٰذا آپ کا بستر اٹھایا گیا اور اسی کے نیچے لوگوں نے قبر کھودی۔

اور حضرت ابو طلحہ نے آپ کی قبر میں کچی اینٹیں رکھ دی اور انہوں نے آپ کی قبر کو مسطح بنایا اور سب لوگوں نے (دفن کرنے کے بعد) قبر پر پانی چھڑک دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کی تشریف آوری سے مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو ہر چیز تاریک ہوگئی۔

اور آپ کی عمر ۶۳ ترسٹھ برس کی تھی، اور بعض لوگ کہتے ہیں پنسٹھ برس، اور بعض لوگ کہتے ہیں ساٹھ برس، اور پہلا قول صحیح ہے۔

اسی قدر آپ کا ذکر کافی ہے۔ اور اگر ہم پورے طور پر آپ کے حالات بیان کرنا چاہیں تو کئی مجلد بنیں اور اسی قدر یاد کرنے کے لئے کافی ہے، لہذا ہم اسمیں طول نہیں دیتے۔

منتخب احادیث از راموز الاحادیث برائے خطبات جمعہ

الإمام المحدث الصوفي أحمد ضياء الدين بن مصطفى الكُمُشْخَانَوِي

المولود ١٢٢٨ھ والمتوفي ١٣١١ ھ.

القسم الثاني وهي الشمَائل الشريفة المشتملة على قوله أوفعله أو سببه أو نحو ذلك

فهرس

نزول الوحي

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ، فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ. (مسلم عن عبادة)

كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذَلِكَ، وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ (مسلم،أحمد عن عبادة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ. (الترمذي، أحمد، مسلم، الحاكم، النسائي، أبو داود، ابن ماجه عن عمر رضي الله عنه)

كَانَ إِذَا أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَذَ لِذَلِكَ سَاعَةً كَهَيْئَةِ السَّكْرَانِ. (ابن سعد عن عكرمة مرسلا)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَاءَهُ جِبْرِيلُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ عَلِمَ أَنَّهَا سُورَةٌ. (الحاكم عن ابن عباس)

كَانَ إِذَا أُنْزِلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَقُلَ لِذَلِكَ ويَحْدُرُ جَبِينُهُ عَرَقًا كَأَنَّهُ الْجُمَانُ وَإِنْ كَانَ فِي الْبَرْدِ. (الطبراني عن زيد بن ثابت)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ صَدَعَ فَيُغَلِّفُ رَأْسَهُ بِالْحِنَّاءِ. (ابن السني وأبو نعيم في الطب عن أبي هريرة)

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ خَمْسًا خَمْسًا، فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ بِالْقُرْآنِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا خَمْسًا. (البيهقي عن عمر)

وصف النبي صلى الله عليه وسلم

وصفه صلى الله عليه وسلم عند هند بن أبي هالة رضي الله عنه

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا،
يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ،
أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيمَ الْهَامَةِ،
رَجِلَ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيصَتُهُ فَرَقَ، وَإِلَّا فَلَا، يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ،
أَزْهَرَ اللَّوْنِ، وَاسِعَ الْجَبِينِ،
أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ،
أَقْنَى الْعِرْنِينِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسِبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ،
كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيعُ الْفَمِ، أَشْنَبُ، مُفَلَّجُ الْأَسْنَانِ،
دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ،
مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ، بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ، سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيضُ الصَّدْرِ،
بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ،
أَنْوَرُ الْمُتَجَرِّدِ، مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ، عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ، أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ،
طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الرَّاحَةِ، سَبِطُ الْقَصَبِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، سَائِلُ الْأَطْرَافِ، خَمْصَانُ الْأَخْمَصَيْنِ، مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُو عَنْهُمَا الْمَاءُ،

إِذَا زَالَ زَالَ قَلِعًا، يَخْطُو تَكَفِّيًا، وَيَمْشِي هَوْنًا، ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ، إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ،

وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا، خَافِضُ الطَّرْفِ،

نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ،

يَسُوقُ أَصْحَابَهُ، ويَبْدَأُ مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ. (الترمذي ، البيهقي، الطبراني عن هند بن أبي هالة)

جسده صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا.

(مسلم، الترمذي في الشمائل عن أبي الطفيل)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ، رَجِلَ الشَّعْرِ.

(الترمذي في الشمائل عن أبي هريرة)

كَانَ أَبْيَضَ مُشْرَبًا بِيَاضُه حُمْرَةً. قَالَ: وَكَانَ أَسْوَدَ الْحَدَقَةِ، أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ.

(البيهقي في الدلائل عن علي)

كَانَ أَبْيَضَ مُشْرَبًا حُمْرَةً، ضَخْمَ الْهَامَةِ ، أَغَرَّ أَبْلَجَ، أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ. (البيهقي عن علي)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ. (البخاري،مسلم عن البراء)

كَانَ أَحْسَنَ الْبَشَرِ قَدَمًا. (ابن سعد عن عبد الله بن بريدة مرسلا)

كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ صِفَةً وَأَجْمَلَهَا، كَانَ رَبْعَةً إِلَى الطُّولِ مَا هُوَ، بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، أَسِيلَ الْخَدَّيْنِ، شَدِيْدَ سَوَادِ الشَّعْرِ، أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبَ، إِذَا وَطِئَ

بِقَدَمِهِ وَطِئَ بِكُلِّهَا. لَيْسَ أَخْمَصَ. إِذَا وَضَعَ رِدَاءَهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَكَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ. وَإِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ. لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (البيهقي عن أبي هريرة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ. (ابن ماجه، مسلم عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ رُؤِيَ كَالنُّورِ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاه. (الترمذي في الشمائل، الطبراني، البيهقي عن ابن عباس)

كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلاَ بِالقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ، أَمْهَقَ وَلاَ آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ، وَلاَ سَبْطٍ رَجِلٍ. (البخاري، مسلم، الترمذي عن أنس)

كَانَ شَبْحَ الذِّرَاعَيْنِ، بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْـمَنْكِبَيْنِ، أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ. (البيهقي عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ اليَدَيْنِ وَالقَدَمَيْنِ. (البخاري عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الفَمِ، أَشْكَلَ العَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ. (مسلم، الترمذي عن جابر بن سمرة)

كَانَ ضَخْمَ الْهَامَةِ عَظِيمَ اللِّحْيَةِ. (البيهقي عن علي)

وَكَانَ فِي سَاقَيْهِ حُمُوشَةٌ. (الترمذي، الحاكم عن جابر بن سمرة)

كَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ. (مسلم عن أنس)

وَجْهُه مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا. (البيهقي عن جابر بن سمرة)

شعره ولحيته صلى الله عليه وسلم

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَرٌ دُونَ الْجُمَّةِ، وَفَوْقَ الْوَفْرَةِ.

(الترمذي في الشمائل، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ شَيْبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ عِشْرِينَ شَعَرَةً.

(الترمذي في الشمائل، ابن ماجه عن ابن عمر)

كَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ. (مسلم عن جابر بن سمرة)

كَانَ حَسَنُ السَّبَلَةِ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تُسَمِّي اللِّحْيَةَ السَّبَلَةَ. (الطبراني عن العداء بن خالد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ. (الترمذي في الشمائل، البيهقي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ وَيُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهِ ويَسْرَحُ لِحْيَتَه بِالْمَاءِ. (البيهقي عن سهل بن سعد)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا.

(الترمذي عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِتَغْيِيرِ الشَّعْرِ مُخَالَفَةً لِلْأَعَاجِمِ.

(الطبراني عن عتبة بن عبد)

كَانَ يأمُرُ بِدَفْنِ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ مِنَ الإِنْسَانِ: الشَّعْرِ والظُّفُرِ وَالدَّمِ وَالْحِيْضَةِ وَالسِّنِّ وَالْعَلَقَةِ وَالْمَشِيمَةِ. (الحَكِيم عَن عَائِشَة)

خاتمه صلى الله عليه وسلم

كَانَ (خاتَمُ النُّبُوَّةِ) فِيْ ظَهْرِه بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ. (الترمذي في الشمائل عن أبي سعيد رضي الله عنه)

كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ - غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الحَمَامَةِ. (الترمذي عن جابر بن سمرة)

كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا.

(مسلم عن أنس)

كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ، فَصُّهُ مِنْهُ. (النسائي والبخاري عن أنس)

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُرَى الخَاتَمُ. (الطبراني عن عباد بن عمرو)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

(أحمد، الترمذي عن ابن عمر، مسلم والنسائي عن أنس، أحمد، الترمذي وابن ماجه عن عبد الله بن جعفر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ. (مسلم عن أنس أبو داود عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وسلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ ثُمَّ إنَّه حَوَّلَه فِي يَسَارِهِ.

(ابن عدي عن ابن عمر ابن عساكر عن عائشة رضي اللّٰه عنها)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ بِالْفِضَّةِ فِي يَمِينِهِ.

(الطبراني عن عبد الله بن جعفر)

وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ، مِمَّا يَلِي كَفَّهُ. (أحمد وابن ماجه عن أنس وابن عمر)

طيبه صلى اللّٰه عليه وسلم

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ.

(أحمد، أبو داود، الترمذي، البخاري، النسائي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الطِّيبَ فِي رِبَاعِ النِّسَاءِ. (الطيالسي عن أنس)

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا. (أبو داود عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ.

(ابن سعد عن إبراهيم مرسلا)

وَكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ. (البيهقي، أبو داود، الحاكم عن عائشة)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ.

(مسلم، أبو داود عن عائشة)

كلامه صلى الله عليه وسلم وصمته

كَانَ فِيْ كَلَامِه تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ. (أبو داود عن جابر)

كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ. (أبو داود عن عائشة)

كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. (أحمد، البخاري، الترمذي عن أنس)

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الشَّيْءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يُرَاجَعْ. (الطبراني، الشيرازي عن أبي حدرد)

وَكَانَ طَوِيلَ الصَّمْتِ، قَلِيلَ الضَّحِكِ. (أحمد عن جابر بن سمرة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ إِلَّا تَبَسَّمَ. (أحمد عن أبي الدرداء)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ العَادُّ لَأَحْصَاهُ. (البخاري، مسلم، أبو داود عن عائشة)

أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ: لَا وَمُقَلِّبِ القُلُوبِ. (البخاري،أحمد الترمذي، النسائي عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَيُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ، فَيُكَلِّمُهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلَى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي. (أحمد، عبد الله بن أحمد،الحاكم،أبو داود،النسائي، الترمذي،ابن ماجه عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِيدُ الكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ. (الترمذي، الحاكم عن أنس)

كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَقُولُ: وَيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ. (الطبراني عن ابن عباس الترمذي عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم كَانَ يَتَمَثَّلُ بِهَذَا الْبَيْتِ:

كَفٰى بِالْإِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا. (ابن سعد عن الحسن مرسلا)

كَانَ آخِرُ كَلامِ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلاةَ الصَّلاةَ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (أحمد، أبو داود، ابن ماجه عن علي)

آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، لَا يَبْقَيَنَّ دِينَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ.

(ابن سعد، البيهقي عن أبي عبيدة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ: جَلَالَ رَبِّي الرَّفِيعِ فَقَدْ بَلَّغْتُ ، ثُمَّ قَضَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (الحاكم عن أنس)

تواضعه صلى اللّٰه عليه وسلم

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْفَعُ عَنْهُ النَّاسَ وَلَا يُضْرَبُوا عَنْهُ.

(الطبراني عن ابن عباس)

كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ كَانَ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ.

(أبو نعيم في الحلية عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْدِفُ خَلْفَهُ، وَيَضَعُ طَعَامَهُ فِي الْأَرْضِ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ. (الحاكم عن أنس)

وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ عُرْيًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ. (ابن سعد عن حمزة بن عبد اللّٰه بن عتبة مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَرْكَبُ الحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيُرَقِّعُ الْقَمِيصَ وَيَقُوْلُ: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (ابن عساكر عن أبي أيوب)

رحمته صلى الله عليه وسلم

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْيِ، أَعْطَى أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيعًا، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ. (ابن ماجه، أحمد عن ابن مسعود)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِنْ أَرْحَمِ النَّاسِ بِالصِّبْيَانِ وَالْعِيَالِ. (ابن عساكر عن أنس)

صبره صلى الله عليه وسلم

كَانَ أَصْبَرَ النَّاسِ عَلَى أَقْذَارِ النَّاسِ. (ابن سعد عن إسماعيل بن عياش مرسلا)

زهده صلى الله عليه وسلم

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ. (الترمذي عن أنس)

جوده صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ. (البخاري، البيهقي، الترمذي ابن ماجه عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُتْحِفَ الرَّجُلَ بِتُحْفَةٍ سَقَاهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ. (أبو نعيم في الحلية عن ابن عباس)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، أَوْ سَكَتَ. (أحمد، الحاكم عن أنس)

كَانَ رَحِيمًا وَكَانَ لَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ وَ أَنْجَزَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ.

(البخاري، أبوداود عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْهَدِيَّةِ صِلَةً بَيْنَ النَّاسِ. (البيهقي)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْهَدِيَّةِ صِلَةً بَيْنَ النَّاسِ. (ابن عساكر صحيح عن أنس)

اختلاطه صلى الله عليه وسلم مع الناس

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إِذَا لَقِيَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَامَ مَعَهُ. فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَنْصَرِفُ عَنْهُ. وَإِذَا لَقِيَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَنَاوَلَ يَدَهُ نَاوَلَهَا إِيَّاهُ. فَلَمْ يَنْزَعْ يَدَهُ مِنْهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْهُ. وَإِذَا لَقِيَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَنَاوَلَ أُذُنَهُ نَاوَلَهَا إِيَّاهُ. ثُمَّ لَمْ يَنْزَعْهَا عَنْهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَنْزَعُهَا عَنْهُ. (ابن سعد عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِهِ مَسَحَهُ وَدَعَا لَهُ.

(ابن حبان، النسائي عن حذيفة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا لَقِيَ أَصْحَابَهُ لَمْ يُصَافِحْهُمْ حَتَّى يُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ.

(الطبراني عن جندب)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ، فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُ: اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ. (الترمذي، أحمد، النسائي،أبو داود،الحاكم،ابن ماجه عن ابن عمر)

كَانَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعَابَةٌ (الخطيب البغدادي وابن عساكر عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَضْحَكِ النَّاسِ، وَأَطْيَبِهِ نَفْسًا.

(الطبراني عن أبي أمامة)

كَانَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِنْ أَفْكَهِ النَّاسِ. (ابن عساكر عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: أَلَكَ حَاجَةٌ؟

(أحمد عن رجل خادم له صلى الله عليه وسلم)

وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا. (الترمذي،أحمد، الحاكم عن جابر بن سمرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْنَفُ وَلَا يَسْتَنْكِفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُمَا حَاجَتَهُمَا. (الدارمي، النسائي، الحاكم، أبو داود عن ابن أبي أوفى، الحاكم عن أبي سعيد)

وَكَانَ لَا يَكَادُ يُوَاجِهُ أَحَدًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ.

(أحمد، أبو داود، النسائي، البخاري في الأدب عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَيَزُورُهُمْ وَيَعُودُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ. (أبو يعلى،الطبراني، الحاكم عن سهل بن حنيف)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ.

(مسلم، البخاري، أبو داود عن عائشة)

إنك لعلى خلق عظيم

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ. (أحمد، مسلم، أبو داود عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا. (مسلم، أبو داود عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

(أحمد، البخاري، مسلم، ابن ماجه عن أبي سعيد)

كَانَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ فَرَأَى فِي وَجْهِهِ بِشْرًا أَخَذَ بِيَدِهِ. (ابن سعد عن عكرمة مرسلا)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ وَلَهُ الِاسْمُ لَا يُحِبُّه حَوَّلَهُ.
(ابن منده عن عتبة بن عبد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الِاسْمَ الْقَبِيحَ حَوَّلَهُ إِلَى مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ.
(ابن أبي شيبة، ابن سعد عن عروة مرسلا)

كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَقَدَ الرَّجُلَ مِنْ إِخْوَانِهِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ غَائِبًا دَعَا لَهُ، وَإِنْ كَانَ شَاهِدًا زَارَهُ، وَإِنْ كَانَ مَرِيضًا عَادَهُ.
(أبو يعلى عن أنس)

عَنْ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يَحْفَظِ اسْمَ الرَّجُلِ قَالَ: يَا ابْنَ عَبْدِ اللهِ. (ابن السني عن جارية الأنصاري)

كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيثِهِ عَلَى أَشَرِّ الْقَوْمِ يَتَأَلَّفُهُمْ بِذَلِكَ. (الترمذى في الشمائل، الطبراني عن عمرو بن العاص)

كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكَادُ يَقُولُ لِشَيْءٍ لَا، فَإِذَا هُوَ سُئِلَ فَأَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ قَالَ: نَعَمْ، وَإِذَا لَمْ يُرِدْ أَنْ يَفْعَلَ سَكَتَ. (ابن سعد عن محمد بن الحنفية مرسلا)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكَادُ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا فَعَلَهُ. (الطبراني عن طلحة)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا يُسْأَلُهُ. (أحمد عن أبي أسيد الساعدي)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَعِثُ فِي الضَّحِكِ. (الطبراني عن جابر بن سمرة)

آداب دعائه صلى الله عليه وسلم

كَانَ إِذَا دَعَا لِرَجُلٍ أَصَابَتْهُ، وَأَصَابَتْ وَلَدَهُ، وَوَلَدَ وَلَدِهِ (أحمد عن حذيفة)

كَانَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ. (الطبراني عن أبي أيوب الأنصاري)

كَانَ إذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَه بيَدَيْهِ. (أبو داود عن يزيد عن زيد في نسخة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا جَعَلَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ إِلَى وَجْهِهِ.

(الطبراني عن ابن عباس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

(الترمذي، النسائي، أبو داود، ابن حبان، الحاكم عن أبي بن كعب)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ. (الترمذي، الحاكم عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَأَلَ جَعَلَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ إِلَيْهِ، وَإِذَا اسْتَعَاذَ جَعَلَ ظَاهِرَهُمَا إِلَيْهِ. (أحمد عن السائب بن خلاد)

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

(البخاري عن أبي هريرة)

كَانَ اذَا أَصَابَتْهُ شِدَّةٌ دَعَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُرٰى بَيَاضَ إِبْطَيْه. (أبو يعلى عن البراء)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا، وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا.

(أبو داود، أحمد عن ابن مسعود)

دعواته صلى الله عليه وسلم

كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (أحمد، البيهقي، أبو داود عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ الْأَمْرُ يَسُرُّهُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ، وَإِذَا أَتَاهُ الْأَمْرُ يَكْرَهُهُ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

(ابن السني، الحاكم عن عائشة)

كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَجْأَةِ الْخَيْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فَجْأَةِ الشَّرِّ، فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِي مَا يَفْجَؤُهُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى.

(أبو يعلى وابن السني عن أنس)

كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ، وَإِذَا أَمْسَى: أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلٰى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. (أحمد، الطبراني عن عبد الرحمن بن أبزى الخزاعي)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَضَوَّرَ عَنِ اللَّيْلِ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ.

(ابن ماجه، الحاكم عن عائشة)

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولِي عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَ إِقْبَالِ لَيْلِكَ، وَإِدْبَارِ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتِ دُعَائِكَ، وَحُضُورِ صَلَوَاتِكَ اغْفِرْ لِي، وَكَانَتْ إِذَا تَعَارَّتْ مِنَ اللَّيْلِ، تَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِ السَّبِيلَ الْأَقْوَمَ. (الطبراني عن أم سلمة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّتِ الرِّيحُ الشَّمَالُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَرْسَلْتَ. (الطبراني وابن السني عن عثمان بن أبي العاص)

كَانَ إِذَا اشْتَدَّتِ الرِّيحُ، يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ لَقْحًا لَا عَقِيمًا. (ابن حبان، الحاكم عن سلمة بن الأكوع)

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ هَذَا.

(أحمد عن عبد الله بن جعفر)

كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ.

(أحمد، أبو داود، الحاكم، البيهقي عن أبي موسى)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَافَ أَنْ يُصِيبَ شَيْئًا بِعَيْنِهِ قَالَ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَلَا يَضُرُّهُ.

(ابن السني عن سعيد بن حكيم)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ. قَالَ: وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ، وَيَوْمَهَا يَوْمٌ أَزْهَرُ. (ابن السني،البيهقي وابن عساكر عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا.

(أبو داود عن قتادة بلاغا وابن السني عن أبي سعيد)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ، قَالَ: اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا.

(البخاري عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا، ثَلَاثًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا الشَّهْرِ، وَخَيْرِ الْقَدَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ ، ثَلَاثَةَ مَرَّاتٍ. (الطبراني عن رافع بن خديج)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ. (أحمد، الترمذي، الحاكم عن طلحة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ. (أبو داود، الحاكم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الشَّهْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْقَدَرِ، وَمِنْ شَرِّ يَوْمِ الْحَشْرِ.

(ابن أبي شيبة، عبد الله بن أحمد، أبو داود، النسائي، الترمذي، الطبراني عن عبادة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ، وَتَرْضَى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللهُ.

(الطبراني عن ابن عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: اللَّهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ، وَالْإِسْلَامِ، وَالسَّكِينَةِ وَالْعَافِيَةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.

(ابن السني عن حدير السلمي، جرير في نسخة)

كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: هِلَالُ خَيْرٍ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا وَكَذَا، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا الشَّهْرِ، وَنُورِهِ وَبَرَكَتِهِ، وَهُدَاهُ وَطُهُورِهِ وَمُعَافَاتِهِ. (ابن السني عن عبد الله بن مطرف)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى سُهَيْلًا قَالَ: لَعَنَ اللهُ سُهَيْلًا، فَإِنَّهُ كَانَ عَشَّارًا فَمُسِخَ. (ابن السني عن علي)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ. (ابن ماجه عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ. (ابن ماجه عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَاعَهُ شَيْءٌ قَالَ: اللّٰهُ رَبِّي، لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

(أبو نعيم عن ثوبان)

مَا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا قَالَ: يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى طَاعَتِكَ. (ابن السني عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ.

(الترمذي، أحمد، الحاكم عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ وَجْهَهُ فِي الْمِرْآةِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي سَوّٰى خَلْقِي فَعَدَلَهُ، وَكَرَّمَ صُورَةَ وَجْهِي فَحَسَّنَهَا، وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

(ابن السني عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي حَسَّنَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَزَانَ مِنِّي مَا شَانَ مِنْ غَيْرِي. وَإِذَا اكْتَحَلَ جَعَلَ فِي كُلِّ عَيْنٍ اثْنَيْنِ وَوَاحِدًا بَيْنَهُمَا. وَكَانَ إِذَا لَبِسَ نَعْلَيْهِ بَدَأَ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا خَلَعَ خَلَعَ الْيُسْرَى. وَكَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ أَدْخَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي كُلِّ شَيْءٍ أَخْذًا وَعَطَاءً. (أبو يعلى، الطبراني عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْهِلَالِ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَرُشْدٍ، وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.

(ابن السني عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَاجَتْ رِيحٌ اسْتَقْبَلَهَا بِوَجْهِهِ، وَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمَدَّ بِيَدَيْهِ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ

مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا. (الطبراني عن ابن عباس)

كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ.
(الترمذي عن أم سلمة)

كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.
(أحمد عن ابن عمر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ، قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ. (أحمد، مسلم، الترمذي عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَلِلثَّانِي مَرَّةً.
(ابن ماجه، أحمد، الحاكم عن عرباض)

مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ دُعَاءً إِلَّا اسْتَفْتَحَهُ: بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ، الْأَعْلَى الْوَهَّابِ. (الحاكم، أحمد عن سلمة بن الأكوع)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ يَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ.
(الطبراني، ابن أبي شيبة عن أمية بن خالد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

(البخاري، أحمد، مسلم، ، الترمذي، ابن ماجه، الطبراني عن ابن عباس) وزاد المعجم الكبير للطبراني
اصْرِفْ عَنِّي شَرَّ فُلَانٍ

تعوذه صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ البَلاَءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ القَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ. (البخاري،مسلم، النسائي عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (أبو داود، النسائي، ابن ماجه عن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ المُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.
(الترمذي، النسائي، ابن ماجه والضياء عن أنس وأبي سعيد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَمْرَضَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ. (الطبراني عن أبي أمامة)

كان إذا اغتم صلى الله عليه وسلم

كَانَ إِذَا اغْتَمَّ أَخَذَ لِحْيَتَهُ بِيَدِهِ يَنْظُرُ فِيهَا. (الشيرازي عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اهْتَمَّ أَكْثَرَ مَسْحَ لِحْيَتِهِ.
(أبو نعيم وابن السني عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَهَمَّهُ الأَمْرُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ العَظِيمِ، وَإِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: يَا حَيُّ، يَا قَيُّومُ. (الترمذي عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَرَبَهُ أَمرٌ قَالَ: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ. (الترمذي، أبوداود في نسخة عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ بِهِ هَمٌّ أَوْ غَمٌّ قَالَ: يَا حَيُّ، يَا قَيُّومُ، بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ. (الحاكم عن ابن مسعود)

كَانَ إِذَا أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ غَمٌّ أَوْ كَرْبٌ يَقُولُ: حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ، حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ، حَسْبِيَ الرَّزَّاقُ مِنَ الْمَرْزُوقِينَ، حَسْبِيَ الَّذِي هُوَ حَسْبِي، حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. (ابن أبي الدنيا في الفرج من طريق الخليل بن مرة عن فقيه أهل الأردن بلاغا)

سروره وغضبه صلى الله عليه وسلم

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرُ سُرُورٍ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ. (أبو داود، ابن ماجه، الحاكم عن أبي بكرة)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ. (البخاري، مسلم عن كعب بن مالك)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَضِبَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ. (الطبراني عن ابن مسعود وعن أم سلمة)

كَانَ إِذَا غَضِبَ وَهُوَ قَائِمٌ جَلَسَ وَ إِذَا غَضِبَ وَهُوَ جَالِسٌ اضْطَجَعَ فَيَذْهَبُ غَضَبُهُ. (ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَضِبَ لَمْ يَجْتَرِئْ عَلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ. (أبو نعيم، الحاكم عن أم سلمة)

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذَا غَضِبَتْ عَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْفِهَا، ثُمَّ يَقُولُ: يَا عُوَيِّشُ، قُولِي: اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ، اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي، وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ. (ابن السني عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا رُئِيَ ذَاكَ فِي وَجْهِهِ.
(الطبراني، أبو داود في نسخة عن أنس)

كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ المَعْتِبَةِ: مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ. (البخاري، أحمد عن أنس)

الذكر والتلاوة

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً: {الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}ثُمَّ يَقِفُ {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} ثُمَّ يَقِفُ. (الحاكم، الترمذي عن أم سلمة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ ذَاكِرُونَ إِلَّا كَانَ مَعَهُمْ وَلَا مُصَلُّونَ إِلَّا كَانَ أَكْثَرَهُمْ صَلَاةً. (أبو نعيم، الخطيب البغدادي عن ابن مسعود)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى.
(أحمد عن علي)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّورَةِ حَتَّى تَنَزَّلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. (أبو داود عن ابن عباس)

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ.
(ابن سعد عن عائشة)

كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ.
(أبو يعلى، الترمذي، النسائي عن عائشة وأم سلمة)

كَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَادَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. (البخاري، ابن ماجه عن عائشة)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

(الترمذي، النسائي، الحاكم عن ابن عمرو بن العاص)

اللباس

كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةُ.

(البخاري، مسلم، أبو داود، النسائي عن أنس)

كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ.

(أبو داود، الترمذي، الحاكم عن أم سلمة)

كَانَ إِذَا ادَّهَنَ صَبَّ فِي رَاحَتِهِ الْيُسْرَى فَبَدَأَ بِحَاجِبَيْهِ ثُمَّ عَيْنَيْهِ ثُمَّ رَأْسَهُ.

(الشيرازي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ، عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (أحمد، أبو داود، الترمذي، الحاكم عن أبي سعيد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا لَبِسَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(الخطيب البغدادي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ الشِّتَاءُ دَخَلَ الْبَيْتَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا جَاءَ الصَّيْفُ خَرَجَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا حَمِدَ اللهَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَكَسَا الْخَلِقَ. (الخطيب البغدادي وابن عساكر عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ قَمِيصًا وَكَانَ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَكَانَ كُمُّهُ مَعَ الْأَصَابِعِ. (الحاكم عن ابن عباس)

كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ.

(الترمذي في الشمائل، أبو داود عن أسماء بنت يزيد)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدٌ يَلْبَسُهَا فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ. (البيهقي عن جابر)

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبَةٌ يَمْشِي بِهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا صَلَّى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ. (الطبراني عن عصمة بن مالك)

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارٌ اسْمُهُ عُفَيْرٌ.

(الطبراني عن ابن مسعود، أحمد عن علي)

كَانَ لَهُ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ. (الحاكم، الترمذي عن عائشة)

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفٌ قَائِمَتُهُ مِنْ فِضَّةٍ، وَقُبْعَتُهُ مِنْ فِضَّةٍ،

وَكَانَ يُسَمَّى ذَا الْفَقَارِ،

وَكَانَتْ لَهُ قَوْسٌ يُسَمَّى السَّدَادَ،

وَكَانَتْ لَهُ كِنَانَةٌ يُسَمَّى الْجُمْعَ،

وَكَانَتْ لَهُ دِرْعٌ مُوَشَّحَةٌ بِالنُّحَاسِ يُسَمَّى ذَاتَ الْفُضُولِ،

وَكَانَتْ لَهُ حَرْبَةٌ تُسَمَّى النَّبْعَاءَ،

وَكَانَ لَهُ مِجَنٌّ يُسَمَّى الذَّقَنَ،

وَكَانَ لَهُ تُرْسٌ أَبْيَضُ يُسَمَّى الْمَوْجَزَ،

وَكَانَ لَهُ فَرَسٌ أَدْهَمُ يُسَمَّى السَّكْبَ،

وَكَانَ لَهُ سَرْجٌ يُسَمَّى الدَّاجَ،

وَكَانَتْ لَهُ بَغْلَةٌ شَهْبَاءُ يُقَالُ لَهَا دُلْدُلٌ،

وَكَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْقَصْوَاءَ،

وَكَانَ لَهُ حِمَارٌ يُسَمّٰى يَعْفُورَ،

وَكَانَ لَهُ بِسَاطٌ يُسَمّٰى الْكُرَّ،

وَكَانَتْ لَهُ عَنَزَةٌ تُسَمّٰى النَّمِرَ،

وَكَانَتْ لَهُ رَكْوَةٌ تُسَمّٰى الصَّادِرَ،

وَكَانَتْ لَهُ مِرْآةٌ تُسَمّٰى الْمُدِلَّةَ،

وَكَانَ لَهُ مِقْرَاضٌ يُسَمّٰى الْجَامِعَ،

وَكَانَ لَهُ قَضِيبُ شَوْحَطٍ يُسَمّٰى الْمُشَوِّق. (الطبراني عن ابن عباس)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ سَعْدٍ أَبِي سَهْلٍ ثَلَاثَةُ أَفْرَاسٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلِفُهُنَّ، وَأَسْمَاؤُهُنَّ: اللِّزَازُ، وَاللَّحِيفُ، وَالظَّرِبُ. (البيهقي عن سهل بن سعد)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ.

(البخاري عن سهل بن سعد)

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدَحُ قَوَارِيرَ يَشْرَبُ فِيهِ. (ابن ماجه عن ابن عباس)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ، يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ.

(أبو داود، النسائي، الحاكم عن أميمة بنت رقيقة)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ.

(أبو داود عن عبد اللّٰه بن بسر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هَذِهِ، وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ. (الترمذي، ابن ماجه عن ابن عباس)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِلْحَفَةٌ مَصْبُوغَةٌ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ يَدُورُ بِهَا عَلَى نِسَائِهِ، فَإِذَا كَانَتْ لَيلَةُ هَذِهِ رَشَّتْهَا بِالْمَاءِ، وَإِذَا كَانَتْ لَيلَةُ هَذِهِ رَشَّتْهَا بِالْمَاءِ، وَإِذَا كَانَتْ لَيلَةُ هَذِهِ رَشَّتْهَا بِالْمَاءِ. (الخطيب البغدادي عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَعْلَاهُ لَهُمَا قِبَالَانِ. (الترمذي عن أنس)

كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَبَغْلَتُهُ الشَّهْبَاءَ، وَحِمَارُهُ يَعْفُورًا، وَجَارِيَتُهُ خَضِرَةً. (البيهقي عن جعفر بن محمد عن أبيه مرسلا)

كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ - قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: الَّتِي يَنَامُ عَلَيهَا بِاللَّيلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - مِنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيفٌ. (أبو داود، أحمد، الترمذي، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ يَكْسُو بَنَاتَهُ خُمُرَ الْقَزِّ وَالْإِبْرِيسَمِ. (ابن النجار عن ابن عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَهُ الْأَحْمَرَ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ.

(البيهقي عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَمِيصًا قَصِيرَ الْكُمَّيْنِ وَالطُّولِ.

(البيهقي، ابن ماجه عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَمِيصًا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ مُسْتَوِيَ الْكُمَّيْنِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ. (ابن عساكر عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ. (الطبراني عن ابن عمر)

كَانَ لِرَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ) قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ لَاطِئَةٌ يَلْبَسُهَا.

(ابن عساكر عن عائشة)

كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَيَلْبَسُ الْعَمَائِمَ بِغَيْرِ قَلَانِسَ وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَّةَ وَهُنَّ الْبِيضُ الْمُضَرَّبَةُ وَيَلْبَسُ ذَوَاتَ الْآذَانِ فِي الْحَرْبِ

وَكَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَهُ فَجَعَلَهَا سُتْرَةً بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي وَكَانَ مِنْ خُلُقِهِ: أَنْ يُسَمِّيَ سِلَاحَهُ وَدَوَابَّهُ وَمَتَاعَهُ. (الرَّوْيَانِيّ ابن عساكر عن ابن عباس)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مَرْفُوعًا: أَنَّهُ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ، وَالزَّعْفَرَانِ. (البيهقي، أبو داود عن ابن عمر)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ مَنْ أَسْلَمَ أَنْ يَخْتَتِنَ، وَكَانَ ابْنَ ثَمَانِينَ سَنَةً. (الطبراني عن قتادة الرهاوي)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. (الترمذي عن ابن عمر)

كَانَ إِذَا اكْتَحَلَ اكْتَحَلَ وِتْرًا، وَإِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ وِتْرًا. (أحمد عن عقبة بن عامر)

كَانَ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِ الْوَفْدُ لَبِسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَأَمَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ.

(الطحاوي، البغوي عن جندب بن مكيث)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ.

(الترمذي، أبو داود في نسخة عن أبي هريرة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفَارِقُهُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ خَمْسَةٌ: الْمِرْآةُ، وَالْمُكْحُلَةُ، وَالْمِشْطُ، وَالسِّوَاكُ، وَالْمِدْرَا. (العقيلي عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ رِيحَ الْحِنَّاءِ.

(البيهقي، أحمد، أبو داود، النسائي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ.

(الطبراني، البيهقي عن أبي رافع)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ وَيَحْتَجِمُ كُلَّ شَهْرٍ وَيَشْرَبُ الدَّوَاءَ كُلَّ سَنَةٍ. (ابن عدي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوَلِّي وَالِيًا حَتَّى يُعَمِّمَهُ، وَيُرْخِيَ لَهَا عَذَبَةً مِنْ جَانِبِ الْأَيْمَنِ نَحْوَ الْأُذُنِ. (الطبراني عن أبي أمامة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْحَرِيرَ مِنَ الثِّيَابِ فَيَنْزِعُهُ.

(أحمد عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَتَنَوَّرُ فِي كُلِّ شَهْرٍ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ فِي كُلِّ خَمْسَ عَشْرَةٍ. (ابن عساكر عن ابن عمر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ. (البخاري، مسلم عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ، فَلَا يَضُرُّهُ أن لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ.

(أبو داود، ابن ماجه عن أبي كبشة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ فِي رَأْسِهِ، وَيُسَمِّيهِ: أُمُّ مُغِيثٍ.

(الخطيب البغدادي عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الأَخْدَعَيْنِ وَالكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ.

(الترمذي، الحاكم عن أنس، الطبراني، الحاكم عن ابن عباس)

فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْفِي شَارِبَهُ. (الطبراني عن أم عياش مولاته)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَرَى الْمَرْأَةَ لَيْسَ فِي يَدِهَا أَثَرُ حِنَّاءٍ أَوْ أَثَرُ خِضَابٍ. (البيهقي عن عائشة)

كَانَ يَكْرَهُ أن يَطَّلِعَ مِنْ نَعْلَيْهِ شَيْءٌ عَنْ قَدَمَيْهِ. (أحمد في الزهد عن زياد بن سعد مرسلا)

كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُضْرَةَ.

(الطبراني وابن السني وأبو نعيم عن أنس)

كَانَ أَحَبُّ الرَّيْحَانِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَاغِيَةَ.

(الطبراني، البيهقي عن أنس)

كَانَ أَحَبُّ الصِّبْغِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّفْرَةَ.

(ابن عدي، الطبراني عن ابن أبي أوفى)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ فِي حَاجَتِهِ هَدَفٌ، أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ. (أحمد، مسلم، ابن ماجه، أبو داود عن عبد الله بن جعفر)

السواك

كَانَ إِذَا اسْتَنَّ أَعْطَى السِّوَاكَ الأَكْبَرَ وَإِذَا شَرِبَ أَعْطَى الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ.

(الحكيم عن عبد الله بن كعب)

كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ. (مسلم، ابن ماجه، أبو داود، النسائي عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً إِلَّا أَجْرَى السِّوَاكَ عَلَى فِيهِ. (أبو يعلى، ابن نصر عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا تَسَوَّكَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ. (أبو داود، ابن أبي شيبة عن عائشة)

إِنَّ رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ لَا يَنَامُ لَيْلَةً وَلَا يَبِيتُ حَتَّى يَسْتَنَّ.

(ابن عساكر عن أبي هريرة)

مسند أحمد مخرجا (١٠\١٨٧)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ. (أحمد ومحمد بن نصر عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاكُ بِفَضْلِ وَضُوئِهِ. (أبو يعلى عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ عَرْضًا وَيَشْرَبُ مَصًّا وَيَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ.

(أبو نعيم، البغوي، ابن قانع، الطبراني وابن السني عن بهز ق عن ربيعة بن أكثم)

العطاس والتثاؤب

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَ اللهَ، فَيُقَالُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ، فَيَقُولُ: يَهْدِيكُمُ اللهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. (أحمد، الطبراني عن عبد الله بن جعفر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ، وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. (أبو داود، الترمذي، الحاكم عن أبي هريرة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ الْعَطْسَةَ الشَّدِيدَةَ فِي الْمَسْجِدِ.

(البيهقي عن أبي هريرة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فِي الصَّلَاةِ.

(الطبراني عن أبي أمامة)

نومه صلى الله عليه وسلم

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ. (الحاكم عن أنس)

كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَحْواً مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ، وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ. (أبو داود عن بعض آل أم سلمة)

مَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِكِ؟ قَالَتْ: مِسْحًا نَثْنِيهِ ثَنِيَّتَيْنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ. (الترمذي في الشمائل عن حفصة)

كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ. (الطبراني عن حفصة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: الحَمْدُ لِلهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ. (أحمد، مسلم، النسائي عن البراء، البخاري، النسائي، الترمذي، ابن ماجه، أبو داود، أحمد عن حذيفة، البخاري، مسلم، أحمد عن أبي ذر)

كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ:بِسْمِ الله وَضَعْتُ جَنْبِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَأَخْسِئْ شَيْطَانِي، وَفُكَّ رِهَانِي، وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيّ الْأَعْلَى.

(أبو داود، الحاكم عن أبي الأزهر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَرَأَ {قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُوْن} حَتَّى يَخْتِمَهَا. (بزار)

لَمْ يَأْتِ فِرَاشَه قَطُّ إِلَّا قَرَأَ: قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُوْن حَتّى يَخْتِمَ.

(الطبراني عن عباد أبي الأخضر عن خباب)

كَانَ إِذَا أَن يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَه الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّه ثُمَّ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبادَكَ ثَلاثَ مِرَارٍ. (أبو داود عن حفصة)

كَانَ إِذَا آوٰى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ. (أحمد، مسلم، النسائي، الترمذي، أبو داود عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَرَّسَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ تَوَسَّدَ يَمِينَهُ، وَإِذَا عَرَّسَ الصُّبْحَ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ الْيُمْنَى، وَأَقَامَ سَاعِدَهُ. (أحمد، ابن حبان، الحاكم عن أبي قتادة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَامَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. (أحمد، الترمذي، النسائي عن البراء، أحمد، الترمذي عن حذيفة)

وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ. (مسلم، أحمد، البيهقي عن ابن عباس)

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ رَاقِدًا عَلَى وَجْهِهِ لَيْسَ عَلَى عَجُزِهِ شَيْءٌ، رَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: هِيَ أَبْغَضُ الرِّقْدَةِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (أحمد عن الشريد بن سويد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ حَتَّى يَنْفُخَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ. (أحمد عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. (أحمد، الحاكم ، الترمذي، النسائي، أبو داود عن جابر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرَ. (الترمذي، أحمد، الحاكم عن عائشة)

كَانَ يَأْمُرُ (نِسَاءَهُ) إِذَا أَرَادَتْ إِحْدَاهُنَّ أَنْ تَنَامَ أَنْ تَحْمَدَ ثَلَاثاً وَثَلَاثِينَ وَتُسَبِّحَ ثَلَاثاً وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرَ ثَلَاثاً وَثَلَاثِينَ.

(ابن منده عن حليس في نسخة جليس في نسخة جابر في نسخة حابس)

الفأل والطيرة

كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ وَلَكِنْ يَتَفَاءَلُ. (الحكيم والبغوي عن بريدة)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ الِاسْمَ الْحَسَنَ. (الطبراني)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَاءَلُ، وَلَا يَتَطَيَّرُ، كَانَ يُحِبُّ الاسْمَ الْحَسَنَ.
(البغوي، أحمد عن ابن عباس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ.
(ابن ماجه عن أبي هريرة، الحاكم عن عائشة)

آداب أخرى

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ، أَوِ الْأَيْسَرِ، وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ.
(أبو داود، أحمد عن عبد الله بن بسر)

كَانَ إِذَا جَرَى بِهِ الضِّحْكُ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيْهِ. (البغوي عن والد مرة الثقفي)

وَكَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِأَكْلِهِ وَشُرْبِهِ، وَوُضُوئِهِ وَثِيَابِهِ، وَأَخْذِهِ وَعَطَائِهِ، وَكَان يَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ. (أحمد عن حفصة)

صحيح البخاري (٦٩\٧)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ - وَكَانَ قَالَ: بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا - فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.
(البخاري، أحمد، مسلم، أبو داود، ايترمذي، النسائي، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لَا يَحْنَثُ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى كَفَّارَةَ الْيَمِينِ. (الحاكم عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ.

(ابن ماجه عن رفاعة الجهني)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -كَانَ إِذَا رَأَى الهِلَالَ صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْهُ.

(أبو داود عن قتادة مرسلا)

كَانَ إِذَا رَضِيَ شَيْئًا سَكَتَ. (ابن منده عن سهيل بن سعد الساعدي أخي سهل)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ. (مسلم، أبو داود عن عائشة)

كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ.

(ابن ماجه عن ابن عمر)

كَانَ بَابُهُ يُقْرَعُ بِالْأَظَافِيرِ. (الحاكم في الكنى عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - شَدِيدَ الْبَطْشِ. (ابن سعد عن محمد بن علي مرسلا)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ الْمَسَائِلَ وَيَعِيبُهَا، فَإِذَا سَأَلَهُ أَبُو رَزِينٍ أَجَابَهُ وَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ. (الطبراني عن أبي رزين)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَرَى الرَّجُلَ جَهِيرًا رَفِيعَ الصَّوْتِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَرَاهُ خَفِيضَ الصَّوْتِ. (الطبراني عن أبي أمامة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رُبَّمَا يَضَعُ يَدَهُ عَلَى لِحْيَتِهِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ عَبَثٍ. (البيهقي، ابن عدي عن ابن عمر)

كَانَ لَهُ جَفْنَةٌ لَهَا أَرْبَعُ حِلَقٍ. (الطبراني عن عبد الله بن بسر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْخُذُ بِالْقَرَفِ أَوِ الْقَرِصِ وَلَا يَقْبَلُ قَوْلَ أَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ. (أبو نعيم عن أنس)

كَانَ لَا يُرَاجِعُ بَعْدَ ثَلَاثٍ. (ابن قانع عن زياد بن سعد)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ.

(أحمد عن ابن عمرو)

كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقْعُدُ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ حَتّٰى يُضَاءَ لَهُ بِالسِّرَاجِ .

(ابن سعد عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو إِلٰى هٰذِهِ التَّلَاعِ.

(أبو داود، ابن حبان عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِلُّ الْعَبَّاسَ إِجْلَالَ الْوَلَدِ وَالِدَهُ خَاصَّةً.

(الحاكم عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ، وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا.

(أبو داود، أحمد عن أبي سعيد)

كَانَ يُدِيرُ الْعِمَامَةَ عَلٰى رَأْسِهِ وَيَغْرِزُهَا مِنْ وَرَائِهِ وَيُرْسِلُ لَهَا ذُؤَابَةً بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

(البيهقي، الطبراني عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

(أبو داود، مسلم، الترمذي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ.

(الخطيب البغدادي، البيهقي في الدلائل عن ابن عباس، ابن عدي عن عائشة)

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَى لِلْعَبَّاسِ مَا يَرَى الْوَلَدُ لِوَالِدِهِ، يُعَظِّمُهُ، وَيُفَخِّمُهُ، وَيَبَرُّ قَسَمَهُ. (الحاكم عن عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُرْخِي الْإِزَارَ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُهُ مِنْ وَرَائِهِ. (ابن سعد عن يزيد بن حبيب مرسلا)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْأَنْصَارَ وَيُسَلِّمُ عَلٰى صِبْيَانِهِمْ وَيَمْسَحُ بِرُؤُسِهِمْ. (النسائي عن أنس)

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ، غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ، يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (مسلم عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِطُ بِالسِّمْسِمِ وَيَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالسِّدْرِ.

(ابن سعد عن أبي جعفر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمْطِرُ فِي أَوَّلِ مَطَرَةٍ يَنْزِعُ ثِيَابَهُ كُلَّهَا إِلَّا الْإِزَارَ.

(أبو نعيم عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَمِّي الْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا.

(أبو داود، الحاكم عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَافِحُ النِّسَاءَ مِنْ تَحْتِ الثَّوْبِ.

(الطبراني عن معقل بن يسار)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ وَيَقْعُدَانِ عَلٰى ظَهْرِهِ. (أبو نعيم عن ابن مسعود)

كَانَ يُصَلِّي عَلَى الرَّجُلِ يَرَاهُ يَخْدِمُ أَصْحَابَهُ. (هناد عن علي ابن أبي رباح مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ.

(ابن ماجه عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَمِّرُ الْخَيْلَ. (أحمد عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَبِّرُ عَلَى الْأَسْمَاءِ. (البزار عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ. (أحمد، النسائي عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَنْ يَسْمَعَ: يَا رَاشِدُ، يَا نَجِيحُ. (الترمذي، الحاكم عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْجِبُهُ الْفَاغِيَةُ. (أحمد عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلَ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ وَأَحَبِّ كُنَاهُ. (الطبراني ، أبو يعلى وابن قانع والباوردي عن حنظلة بن حذيم بن حشفة التيمي)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْأُتْرُجِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْحَمَامِ الْأَحْمَرِ.

(الطبراني وابن السني وأبو نعيم في الطب عن أبي كبشة، وابن السني عن علي، أبو نعيم عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الْخُضْرَةِ وَإِلَى الْمَاءِ الجَارِيْ.

(ابن السني وأبو نعيم عن ابن عباس)

كَانَ يُعْجِبُهُ الإِنَاءُ الْمُنْطَبِقُ. (مسدد عن أبي جعفر مرسلا)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ تُعْجِبُهُ الْعَرَاجِينُ أَنْ يُمْسِكَهَا بِيَدِهِ.

(الحاكم عن أبي سعيد)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الِاسْمَ القَبِيحَ. (الترمذي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ، وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

(أحمد، البخاري، أبو داود، الترمذي عن عائشة)

مشيه وخروجه ودخوله صلى اللّٰه عليه وسلم

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَلْتَفِتُ إِذَا مَشٰى، وَكَانَ رُبَّمَا تَعَلَّقَ رِدَاؤُهُ بِالشَّجَرَةِ أَوِ الشَّيْءِ فَلَا يَلْتَفِتُ حَتَّى يَرْفَعُوهُ.

(الطبراني وابن سعد والحكيم وابن عساكر عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشٰى لَمْ يَلْتَفِتْ. (الحاكم عن جابر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَشٰى مَشٰى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

(ابن ماجه، الحاكم عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَمْشِيَ مَشْيًا يُعْرَفُ فِيهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِعَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ). (ابن عساكر عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَطَأَ أَحَدٌ عَقِبَهُ وَلكِنْ يَمِينٌ وَشِمَالٌ.

(الحاكم عن ابن عمرو بن العاص)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشٰى أَسْرَعَ حَتَّى يُهَرْوِلَ الرَّجُلُ وَرَاءَهُ فَلَا يُدْرِكُهُ.

(ابن سعد عن يزيد بن مرثد مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا مَشٰى أَقْلَعَ. (ابن عدي عن أبي عنبة)

كَانَ النَّبِيُّ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا مَشٰى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ. (أبو داود، الحاكم عن أنس)

كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

(ابن السني ، ابن ماجه، الحاكم عن أبي هريرة)

كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ، أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ، أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

(الترمذي وابن السني عن أم سلمة)

كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَزِلَّ، أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ زاد ابن عساكر أَوْ أَنْ أَبْغِيَ أَوْ أَنْ يُبْغَى عَلَيَّ.

(الحاكم، الخطيب البغدادي، أحمد، النسائي، ابن ماجه عن أم سلمة)

في السوق

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ السُّوقِ، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُصِيبَ فِيهَا يَمِينًا فَاجِرَةً، أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً. (الطبراني، الحاكم عن بريدة)

إذا دخل البيت

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَ فِي الصَّيْفِ اسْتَحَبَّ أَنْ يَظْهَرَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فِي الشِّتَاءِ اسْتَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ.

(ابن السني وأبو نعيم في الطب عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِذَا قُلْنَا: لَا، قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. (أبو داود عن عائشة)

إذا دخل المقبرة

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْجَبَّانَةَ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ، الَّتِي خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِاللهِ مُؤْمِنَةٌ، اللَّهُمَّ أَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِنْكَ، وَسَلَامًا مِنَّا. (ابن السني عن ابن مسعود)

قيامه صلى الله عليه وسلم

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ بِوُجُوهِهِمْ.

(ابن ماجه عن ثابت)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ اتَّكَأَ عَلٰى إِحْدٰى يَدَيْهِ. (الطبراني، أبو داود في نسخة عنه)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ الْـمَجْلِسِ اسْتَغْفَرَ عِشْرِينَ مَرَّةً فَأَعْلَنَ. (ابن السني عن عبد اللّٰه الحضرمي)

جلوسه صلى اللّٰه عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا فَأَرَادَ أَن يَقُوْمَ، اسْتَغْفَرَ عَشْرًا إِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ. (ابن عساكر، ابن السني عن أبي أمامة)

كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبٰى بِيَدِه. (أبو داود، البيهقي عن أبي سعيد)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أن يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ. (أبو داود عن عبد اللّٰه بن سلام مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يَخْلَعُ نَعْلَيْهِ. (البيهقي عن أنس)

كَانَ إِذَا جَلَسَ جَلَسَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ حَلَقًا حَلَقًا. (البزار عن قرة بن إياس)

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ إِلَّا قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَكْثَرَ مَا تَقُولُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذَا قُمْتَ. قَالَ: لَا يَقُولُهُنَّ مِنْ أَحَدٍ حِينَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ الْـمَجْلِسِ. (الحاكم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ الْقُرْفُصَاءَ. (الطبراني عن إياس بن ثعلبة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْـمَمْلُوكِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيرِ. (الطبراني عن ابن عباس)

كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ المِنْبَرَ حَتّٰى يَفْرُغَ، أرَاه قَالَ: الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُوْمُ، فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ، فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ. (أبو داود عن ابن عمر)

اسفاره صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إِذَا أَرَادَ سَفراً أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا، خَرَجَ بِهَا مَعَهُ. (أبو داود، البخاري، مسلم، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا قَالَ: اللّٰهُمَّ بِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَسِيرُ. (أحمد عن علي)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْـمَسِيرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ. (أبو داود، الحاكم عن جابر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِي سَفَرٍ مَشٰى عَنْ رَاحِلَتِهِ، قَلِيلًا. (أبو نعيم، البيهقي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْـمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُثَنِّي بِفَاطِمَةَ ثُمَّ يَأْتِي أَزْوَاجَهُ. (الطبراني، الحاكم عن أبي ثعلبة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ. (مسلم، أحمد، أبو داود عن عبد الله بن جعفر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَعَلَا فَدْفَدًا مِنَ الأَرْضِ أَوْ شَرَفًا كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَائِحُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

(مالك أحمد، البيهقي، أبو داود، الترمذي، ابن ماجه عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ. (أحمد، أبو داود، النسائي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا فِي سَفَرٍ أَوْ دَخَلَ بَيْتَهُ لَمْ يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ. (الطبراني، أبو داود في نسخة عن فضالة بن عبيد)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَيُتِمُّ وَيُفْطِرُ وَيَصُومُ.

(الدارقطني، البيهقي عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا وَدَّعَهُ بِرَكْعَتَيْنِ. (الحاكم عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فِي السَّفَرِ. (أحمد، البخاري عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُسَافِرَ يَوْمَ الْخَمِيسِ.

(الطبراني عن أم سلمة)

معاشرته صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اجْتَلَى النِّسَاءَ أَقْعَى وَقَبَّلَ.

(ابن سعد عن أبي أسيد الساعدي)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا سُئِلَتْ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَلَا فِي بَيْتِهِ، قَالَتْ: كَانَ أَلْيَنَ النَّاسِ وَأَكْرَمَ النَّاسِ وَكَانَ رَجُلًا مِنْ رِجَالِكُمْ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ ضَحَّاكًا بَسَّامًا. (ابن سعد وابن عساكر عن عائشة)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ، فَيَقُولُ: أَرْسِلُوا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيجَةَ. (مسلم عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ كَثِيرًا مَا يُقَبِّلُ عُرْفَ فَاطِمَةَ. (ابن عساكر عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا.

(مسلم، أحمد، البيهقي، البخاري عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ، وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ هٰذَا قَسْمِي، فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي، فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا أَمْلِكُ.

(أبو داود، أحمد، الترمذي، النسائي، ابن ماجه، الحاكم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ عَمَلَ الْبَيْتِ، وَأَكْثَرُ مَا يَعْمَلُ الْخِيَاطَةُ.

(ابن سعد عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ.

(مسلم، أبو داود عن ميمونة)

كَانَ يَخِيطُ ثَوْبَهُ، وَيَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَعْمَلُ مَا يَعْمَلُ الرِّجَالُ فِي بُيُوتِهِمْ.

(أحمد عن عائشة)

كَانَ رَحِيمًا بِالْعِيَالِ. (الطيالسي عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الوَاحِدَةِ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. (البخاري، أبو داود عن أنس)

الأطعمة والأشربة

أحب الطعام والشراب إليه صلى الله عليه وسلم

كَانَ أَحَبُّ التَّمرِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَة. (أبو نعيم عن ابن عباس)

كَانَ أَحَبُّ اللَّحْمِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَتِف. (أبو نعيم عن ابن عباس)

كَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمُهَا.

(ابن السني وأبو نعيم، العقيلي عن مجاهد مرسلا)

كَانَ أَحَبَّ الْعُرَاقِ إِلَى رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذِرَاعُ الشَّاةِ.

(أحمد، أبو داود وأبو نعيم وابن السني عن ابن مسعود)

كَانَ أَحَبَّ الطَّعامِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الثَّرِيْدُ مِنَ الخُبزِ، والثَّرِيْدُ مِنَ الحَيْسِ. (أبو داود، الحاكم عن ابن عباس)

كَانَ أَحَبُّ الْفَاكِهَةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّطَبَ وَالْبِطِّيخَ.

(ابن عدي عن عائشة والتوقاني في كتاب البطيخ عن أبي هريرة)

كَانَ أَحَبُّ الصِّبَاغِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلُّ. (أبو نعيم عن ابن عباس)

كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحُلْوَ الْبَارِدَ.

(أحمد، الترمذي، الحاكم عن عائشة)

كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَسَلُ.

(أبو نعيم في الطب وابن السني عن عائشة)

كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّبَنُ. (أبو نعيم عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحِبُّ الحَلْوٰى وَالْعَسَلَ.

(الدارمي، البخاري،، مسلم، أبو داود، الترمذي، ابن ماجه، النسائي عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ مِنَ الْفَاكِهَةِ الْعِنَبَ وَالْبِطِّيْخَ.

(أبو نعيم في الطب عن معاوية بن يزيد العبسي)

وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ. (أبو داود ، ابن ماجه عن ابني بسر)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقِثَّاءَ. (الطبراني عن الربيع بنت معوذ)

أكله وشربه صلى اللّٰه عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ، قَالَ: بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ.

(ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ أَكَلَ مِمَّا يَلِيهِ، وَإِذَا أُتِيَ بِالتَّمْرِ جَالَتْ يَدُهُ. (الخطيب البغدادي عن عائشة)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِبَاكُورَةِ الثَّمَرَةِ وَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ عَلَى شَفَتَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ ، ثُمَّ يُعْطِيهِ مَنْ يَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ الصِّبْيَانِ. (ابن السني عن أبي هريرة، الطبراني عن ابن عباس، الحكيم عن أنس)

كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ. (أحمد، مسلم، الترمذي،أبو داود،النسائي عن أنس)

كَانَ إِذَا أَكَلَ لَمْ تَعْدُ أَصَابِعُه بَيْنَ يَدَيْهِ.

(البخاري في التاريخ عن جعفر بن أبي الحكم مرسلا أبو نعيم عنه الطبراني عن الحكم بن عمرو)

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا. (أبو داود، النسائي، ابن حبان عن أبي أيوب)

كَانَ إِذَا تَغَدّٰى لَمْ يَتَعَشَّ، وَإِذَا تَعَشّٰى لَمْ يَتَغَدَّ. (أبو نعيم عن أبي سعيد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟، فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: كُلُوا، وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ مَعَهُمْ. (البخاري، مسلم، النسائي عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ - وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ - قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ، وَقَالَ مَرَّةً: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى، رَبَّنَا. (البخاري عن ثور بن زيد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ وَشَرِبَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. وَفِي رِوَايَةِ الْقَطَّانِ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ وَقَالَ: غَيْرَ مَكْفِيٍّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ، عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ. قَالَ: وَقَالَ مَرَّةً: لَكَ الْحَمْدُ رَبِّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا يُسْتَغْنٰى عَنْهُ رَبَّنَا.

(البيهقي، أحمد، البخاري، مسلم، أبو داود، ابن ماجه، الترمذي عن أبي أمامة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنَأُ، وَأَمْرَأُ، وَأَبْرَأُ. (أبو داود، أحمد، البخاري، مسلم، ابن ماجه، الترمذي ، النسائي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْمَاءَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوبِنَا. (أبو نعيم عن أبي جعفر مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثَةَ أَنْفَاسٍ، يُسَمِّي عِنْدَ كُلِّ نَفَسٍ، وَيَشْكُرُ فِي آخِرِهِنَّ. (الطبراني،ابن السني عن ابن مسعود)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ.

(الترمذي، ابن ماجه عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قال: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ. (أبو داود، أحمد، الترمذي، النسائي والضياء المقدسي عن أبي سعيد)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ، وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُورٍ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ. (أحمد عن رجل من بني سليم)

إِذَا قُرِّبَ لَهُ طَعَامٌ يَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَاجْتَبَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ.

(أحمد عن رجل من الصحابة)

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفُخُ فِي طَعَامٍ، وَلَا شَرَابٍ، وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ. (ابن ماجه عن ابن عباس)

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

(أبو داود عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ الرُّطَبَ بِيَمِينِهِ وَالْبِطِّيخَ بِيَسَارِهِ فَيَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْبِطِّيخِ وَكَانَ أَحَبَّ الْفَاكِهَةِ إِلَيْهِ. (الحاكم وأبو نعيم عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ البِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

(الترمذي عن عائشة، ابن ماجه عن سهل بن سعد، الطبراني عن عبد الله بن جعفر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

(البيهقي، ابن عساكر عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَشُدُّ صُلْبَهُ بِالْحَجَرِ مِنَ الْغَرَثِ.

(ابن سعد عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ وَيُلْقِي النَّوَى عَلَى الْقِنْعِ، وَالْقِنْعُ: الطَّبَقُ. (الحاكم عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْخِرْبِزَ بِالرُّطَبِ، وَيَقُولُ: هُمَا الْأَطْيَبَانِ. (الطيالسي عن جابر)

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْعِنَبَ خَرْطًا. (الطبراني عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ. (أحمد، ابن حبان عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ.

(أحمد، الترمذي في الشمائل، الحاكم عن أنس)

وَأَنَّهُ يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

(الطبراني وأحمد عن سلمان، ابن سعد عن عائشة وعن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

(أبو داود، أحمد، البخاري، ابن ماجه، النسائي، الترمذي عن عبد اللّٰه بن جعفر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا. (مسلم، أحمد، أبو داود عن كعب بن مالك)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: يُكْسَرُ حَرُّ هَذَا، بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدُ هَذَا، بِحَرِّ هَذَا. (البيهقي، أبو داود عن عائشة)

كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَيَسْتَعِينُ بِالرَّابِعَةِ. (الطبراني عن عامر بن ربيعة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ. (الطبراني عن ابن عباس)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ إِلَى الْـمَطَاهِرِ، فَيُؤْتَى بِالْـمَاءِ، فَيَشْرَبُهُ، يَرْجُو بَرَكَةَ أَيْدِي الْـمُسْلِمِينَ. (الطبراني و أبو نعيم عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيتُ اللَّيَالِي الْـمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ. (أحمد، الترمذي، ابن ماجه عن ابن عباس)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ. (الترمذي في الشمائل، أحمد، النسائي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ. (أحمد، الترمذي في الشمائل، النسائي، ابن ماجه عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ، قَالَ: وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ. (أبو داود عن ابن مسعود)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعَانِ وَالْكَتِفُ. (أبو نعيم في الطب وابن السني عن أبي هريرة)

كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوَ الْبَارِدَ. (الحاكم، ابن عساكر عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ. (البخاري عن عمر)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْمِلُهُ. (الترمذي، الحاكم عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى إِلىٰ خُبْزِ الشَّعِيرِ وَالْإِهَالَةِ السَّنِخَةِ فَيُجِيبُ.

(الترمذي في الشمائل عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَسْقٰى لَهُ الْمَاءُ الْعَذْبُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا. (الحاكم، أحمد، أبو داود عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي التَّمْرَ وَاللَّبَنَ الْأَطْيَبَانِ. (الحاكم، النسائي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، يُسَمِّي اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَوَّلِهِ، وَيَحْمَدُهُ فِي آخِرِهِ. (ابن السني عن نوفل بن معاوية)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُصْغِي لَهَا الْإِنَاءَ فَتَشْرَبُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا - يَعْنِي الْهِرَّةَ. (أبو نعيم، الطبراني عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَأْكُلُ الثُّومَ وَلَا الْكُرَّاثَ وَلَا الْبَصَلَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأْتِيهِ وَلِأَنَّهُ يُكَلِّمُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

(أبو نعيم، الخطيب البغدادي عن أنس)

مَا رُئِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَيْهِ رَجُلَانِ.

(ابن ماجه، أبو نعيم عن ابن عمر)

كَانَ لَا يَأْكُلُ الجَرَادَ وَلَا الْكُلْوَتَيْنِ وَلَا الضَّبُّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُحَرِّمَهَا.

(ابن صصري في أماليه عن ابن عباس)

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ مِنَ الْهَدِيَّةِ حَتَّى يَأْمُرَ صَاحِبَهَا فَيَأْكُلُ مِنْهَا مِنْ أَجْلِ الشَّاةِ الَّتِي أُهْدِيَتْ إِلَيْهِ بِخَيْبَرَ. (البيهقي عن عمر، الطبراني عن عمار)

كَانَ يَكْرَهُ الْكُلْيَتَيْنِ لِمَكَانِهِمَا مِنَ الْبَوْلِ. (الجامع الصغير وزيادته،ابن السني عن ابن عباس)

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلَ الضَّبَّ. (الخطيب البغدادي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، والْمَحْيَاةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ، وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمُهَا.

(الطبراني عن ابن عمر البيهقي عن مجاهد مرسلا ابن عدي، البيهقي عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ رَأْسِ الطَّعَامِ.

(الطبراني عن سلمى)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْكَلَ الطَّعَامُ حَتَّى يَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهِ.

(الطبراني عن جويرية)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الْكَيَّ وَالطَّعَامَ الْحَارَّ وَيَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالْبَارِدِ فَإِنَّهُ ذُو بَرَكَةٍ أَلَا وَإِنَّ الْحَارَّ لَا بَرَكَةَ فِيهِ. (أبو نعيم عن أنس)

هديه صلى الله عليه وسلم في الطهارة ورفع الحدث

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ.

(أبو داود، النسائي، الترمذي، ابن ماجه، الحاكم عن المغيرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ.

(أبو داود، النسائي، الترمذي، ابن ماجه، الحاكم، ابن حبان عن أنس)

كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

(ابن أبي شيبة عن أنس)

كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: يَا ذَا الْجَلَالِ. (ابن السني عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْغَائِطَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

(أبو داود في مراسيله عن الحسن وابن السني عن أنس، النسائي، أبو داود، الترمذي، ابن ماجه عن بريدة مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمِرْفَقَ لَبِسَ حِذَاءَهُ وَغَطَّى رَأْسَهُ.

(ابن سعد عن حبيب ابن صالح مرسلا)

كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي أَذَاقَنِي لَذَّتَهُ، وَأَبْقَى فِيَّ قُوَّتَهُ، وَأَذْهَبَ عَنِّي أَذَاهُ. (ابن السني عن ابن عمر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ.

(الترمذي، أبو داود عن أنس وابن عمر، الطبراني عن جابر)

كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ.

(ابن ماجه عن بلال بن الحارث، أحمد، النسائي،ابن ماجه عن ابن أبي قراد)

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبُولَ، فَأَتَىٰ عَزَازًا مِنَ الْأَرْضِ، أَخَذَ عُودًا، فَنَكَتَ بِهِ حَتَّىٰ يُثَرَّىٰ، ثُمَّ يَبُولُ. (أبو داود في مراسيله والحارث عن طلحة ابن أبي قنان)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ. (البخاري، البيهقي، مسلم، أبو داود، النسائي، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ - قَالَتْ : غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ.

(النسائي، أبو داود، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَن يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

(أبو داود، البخاري عن ميمونة)

كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئاً أَلْقَىٰ عَلَىٰ فَرْجِهَا ثَوْباً. (أبو داود عن بعض أمهات المؤمنين)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اطَّلَىٰ بَدَأَ بِعَوْرَتِهِ، فَطَلَاهَا بِالنُّورَةِ، وَسَائِرَ جَسَدِهِ أَهْلُهُ. (ابن ماجه عن أم سلمة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا اطَّلَىٰ بِالنُّورَةِ وَلِيَ عَانَتَهُ وَفَرْجَهُ بِيَدِهِ.

(ابن سعد عن إبراهيم وعن حبيب بن أبي ثابت مرسلا)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَالَ السَّيْلُ قَالَ: اخْرُجُوا بِنَا إِلَىٰ هَذَا الَّذِي جَعَلَهُ اللّٰهُ طَهُورًا فَنَتَطَهَّرَ مِنْهُ، وَنَحْمَدَ اللّٰهَ عَلَيْهِ. (البيهقي والشافعي عن يزيد بن الهاد مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ سَوْرَةَ الدَّمِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُبَاشِرُ بَعْدَ الثَّلَاثِ.

(الطبراني عن أم سلمة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ مَقْعَدَتَهُ ثَلَاثًا. (ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَوَّأُ لِبَوْلِهِ كَمَا يَتَبَوَّأُ لِمَنْزِلِهِ. (الطبراني عن أبي هريرة)

كَانَ إذَا خَرَجَ مِنَ الغَائِطِ قَالَ: غُفْرَانَكَ.

(أحمد، أبو داود، النسائي الترمذي،ابن ماجه ابن حبان، الحاكم، الطحاوي، القشيري، ابن عبد البر، الضياء المقدسي، الدارمي، ابن خزيمة،الأصفهاني،البغوي عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي. (ابن ماجه عن أنس، النسائي عن أبي ذر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْسَنَ إِلَيَّ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ. (ابن السني عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْلُتُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ بِعِرْقِ الْإِذْخِرِ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَحُتُّهُ مِنْ ثَوْبِهِ يَابِسًا، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ. (أحمد عن عائشة)

هديه صلى الله عليه وسلم في الوضوء والغسل والتيمم

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ فَضَّلَ مَاءً حَتَّى يُسِيْلَهُ عَلٰى مَوْضِعِ سُجُودِهِ.

(الطبراني عن الحسن ع عن الحسين)

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ.

(الطبراني، أحمد، النسائي، ابن ماجه، أبو داود، الحاكم عن الحكم بن سفيان الثقفي)

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، حَرَّكَ خَاتَمَهُ. (ابن ماجه عن أبي رافع)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَدَارَ الْمَاءَ عَلَى مِرْفَقَيْهِ.

(الدار قطني عن جابر حسن)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ.

(أحمد، الحاكم عن عائشة، الحاكم، الترمذي عن عثمان، النسائي، الترمذي، الحاكم عن عمار، الحاكم عن بلال، ابن ماجه، الحاكم عن أنس، الطبراني عن ثلاثة، الطبراني عن ابن عمر)

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ. (أبو داود، الحاكم عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ، ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا. (ابن ماجه عن ابن عمر)

كَانَ النَّبِيُّ إِذَا تَوَضَّأَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. (ابن ماجه عن عائشة)

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ.

(أبو داود، الترمذي، ابن ماجه عن المستورد)

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ. (الترمذي عن معاذ)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ اغْتَسَلَ. (الطحاوي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَاقَعَ بَعْضَ أَهْلِهِ، فَكَسِلَ أَنْ يَقُومَ، ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ، فَتَيَمَّمَ. (الطبراني عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ.

(أحمد، الترمذي، النسائي، ابن ماجه، الحاكم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطَأٍ. (الطبراني عن أبي أمامة)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى وَجْهِهِ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ فِي الْوُضُوءِ.

(الطبراني عن معاذ)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

(النسائي، أحمد، أبو داود عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ.

(أبو داود عن عائشة، البخاري، مسلم عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ هُوَ وَامْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. (أحمد، البخاري عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ عَرَفَةَ. (الطبراني، أحمد، مسلم، ابن ماجه عن الفاكه بن سعد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكِلُ طُهُورَهُ إِلَى أَحَدٍ، وَلَا صَدَقَتَهُ الَّتِي يَتَصَدَّقُ بِهَا، يَكُونُ هُوَ الَّذِي يَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهِ. (ابن ماجه عن ابن عباس)

كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ يَأْخُذُ الْمِسْكَ فَيُدِيفُهُ فِي يَدِهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِلِحْيَتِهِ.

(الطبراني، أبو يعلى عن سلمة بن الأكوع)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(أحمد، البخاري، الحاكم، أبو داود، النسائي، ابن ماجه، الترمذي عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. (الطبراني عن أم سلمة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يُقَبِّلُ، وَيُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

(أحمد، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَاحِدَةً، وَاثْنَتَيْنِ، وَثَلَاثًا ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ. (الطبراني عن معاذ)

المعجم الكبير للطبراني (٢٠\١٦٨)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَيَمَّمُ بِالصَّعِيدِ، فَلَمْ أَرَهُ يَمْسَحُ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً. (الطبراني عن معاذ)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى جَمِيعِ نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

(أبو يعلى، أحمد، مسلم، البخاري، أبو داود، النسائي، الترمذي، ابن ماجه عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِي مِخْضَبٍ مِنْ صُفْرٍ.

(ابن سعد عن زينب بنت جحش أم المؤمنين)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، فَيَصُومُ. (أحمد،مالك، البخاري، مسلم، أبو داود، الترمذي، النسائي، ابن ماجه عن عائشة وأم سلمة)

هديه صلى الله عليه وسلم في الأذان

كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. (أحمد عن أبي رافع)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ: وَأَنَا وَأَنَا.

(أبو داود، الحاكم عن عائشة)

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةُ مُؤَذِّنِينَ بِلَالٌ وَأَبُو مَحْذُورَةَ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالْخَبَرَانِ صَحِيحَانِ يَعْنِي هَذَا وَمَا تَقَدَّمَ فَمَنْ قَالَ: كَانَ لَهُ مُؤَذِّنَانِ أَرَادَ اللَّذَيْنِ كَانَا يُؤَذِّنَانِ بِالْمَدِينَةِ وَمَنْ قَالَ: ثَلَاثَةً أَرَادَ أَبَا مَحْذُورَةَ الَّذِي كَانَ يُؤَذِّنُ بِمَكَّةَ قَالَ الشَّيْخُ: وَفِي اقْتِصَارِهِ بِمَكَّةَ عَلَى مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ دَلَالَةٌ عَلَى جَوَازِ الِاقْتِصَارِ عَلَى مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ. (البيهقي، مسلم عن ابن عمر)

هديه صلى الله عليه وسلم في صلوته

كَانَ مِنْ أَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ. (مسلم، الترمذي، النسائي عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ، وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ. (أحمد، أبو يعلى عن أبي واقد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَه أَمْرٌ صَلَّى. (أحمد، أبو داود عن حذيفة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ. (البخاري، النسائي عن أنس)

كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

(أحمد، مسلم، النسائي، أبو داود، الترمذي، ابن ماجه عن ثوبان)

صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

(أبو داود، البغوي، الضياء المقدسي، الدارمي، ابن خزيمة، الأصفهاني، ابن عبد البر، القشيري، الطحاوي عن يزيد بن الأسود)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ {بأصبع الشهادة}.

(أحمد، أبو داود عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ.

(أحمد عن أَوْس بْن أَبِي أَوْس،البخاري، مسلم، الترمذي عن أنس)

وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تَكُونَ لَهُ فَرْوَةٌ مَدْبُوغَةٌ يُصَلِّي عَلَيْهَا. (ابن سعد عن المغيرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي الحِيطَانِ. (الترمذي عن معاذ)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.
(ابن ماجه، البخاري، أبو داود عن ميمونة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْحَصِيرِ وَالْفَرْوَةِ الْمَدْبُوغَةِ.
(أبو داود ،أحمد، الحاكم عن المغيرة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بِسَاطٍ. (ابن ماجه عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْهِيهِ عَنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ طَعَامٌ وَلَا غَيْرُهُ.
(الدارقطني عن جابر)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ. (الترمذي عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ وَرُبَّمَا مَسَّ لِحْيَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي. (البيهقي عن عمرو بن حريث)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا.
(الترمذي، أبو داود في نسخة عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ عَلٰى شِمَالِهِ بِيَمِينِهِ.
(الطبراني عن وائل بن حجر)

كَانَ إِذَا قَالَ بِلَالٌ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ نَهَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ.
(البيهقي، الطبراني عن ابن أبي أوفى)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتٰى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَغَمَسَ يَدَهُ فِيهَا. (أحمد، مسلم عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ، جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ. (أحمد، مسلم، أبو داود، الترمذي، النسائي عن جابر بن سمرة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ الْغَدَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مَرِيضٌ أَعُودُهُ، فَإِنْ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ فِيكُمْ جَنَازَةٌ أَتْبَعُهَا، فَإِنْ قَالُوا: لَا، قَالَ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا يَقُصُّهَا عَلَيْنَا. (ابن عساكر عن ابن عمر)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الأَيْمَنِ.

(البخاري عن عائشة)

وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَثْبَتَهَا. (مسلم عن عائشة)

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى مَسَحَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِهِ، وَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ.

(الخطيب البغدادي عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ، وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

(أبو داود، الترمذي، ابن ماجه، الحاكم عن عائشة النسائي، ابن ماجه، الحاكم عن أبي سعيد الطبراني عن ابن مسعود وعن واثلة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ نَشَرَ أَصَابِعَهُ.

(الترمذي، الحاكم عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِيهِ فِي الصَّلَاةِ الرِّجَالُ، ثُمَّ الصِّبْيَانُ، ثُمَّ النِّسَاءُ.

(البيهقي عن أبي مالك الأشعري)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لِيَحْفَظُوا عَنْهُ. (أحمد، النسائي، ابن ماجه، الحاكم عن أنس)

دخوله صلى الله عليه وسلم في المسجد

كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، قَالَ: أَقَطُّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَالَ: ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ. (أبو داود عن ابن عمرو)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُولُ: بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ.

(ابن ماجه، أحمد، الطبراني عن فاطمة الزهراء)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ. (الترمذي عن فاطمة)

كَانَ إِذَا دَخَلَ المَسْجِدَ قَالَ بِسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ.

(ابن السني عن أنس)

قراءته صلى الله عليه وسلم

كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدُّ لَيْسَ فِيهِ تَرْجِيعٌ.

(الطبراني عن أبي بكرة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَلَا {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}، قَالَ: آمِينَ، حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ. (أبو داود عن أبي هريرة)

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ رَفَعَ طَوْرًا وَخَفَضَ طَوْرًا، وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. (البيهقي وابن نصر عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَأَ {أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى} قَالَ: بَلٰى، وَإِذَا قَرَأَ {أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ} قَالَ: بَلٰى. (الحاكم، البيهقي عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَأَ {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى. (أبو داود، أحمد، الحاكم عن ابن عباس)

وَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا عَذَابٌ تَعَوَّذَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهٌ لِلّٰهِ سَبَّحَ. (أحمد، مسلم، أبو داود، النسائي، الترمذي عن حذيفة)

كَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا ذِكْرُ النَّارِ قَالَ وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.
(ابن قانع عن أبي ليلى)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُدُّ الآيَ فِي الصَّلَاةِ. (الطبراني عن ابن عمرو)

ركوعه وسجوده صلى الله عليه وسلم

كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ قَنَتَ.
(محمد بن نصر عن أبي هريرة)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ، حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ.

(ابن ماجه عن وابصة، الطبراني عن ابن عباس وأبي برزة وأبي مسعود وابن مسعود في نسخة)

فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ- صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا رَكَعَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، ثَلَاثاً، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا. (أبو داود عن عقبة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهُ، وَإِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ.

(البيهقي، الحاكم عن وائل بن حجر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا سَجَدَ جَافَى حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

(أحمد عن جابر)

أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا سَجَدَ رَفَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهِ.

(ابن سعد عن صالح بن خيران مرسلا حيران في نسخة)

كَانَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. (الطبراني عن ابن مسعود)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى مِسْحٍ. (الطبراني عن ابن عباس)

تسليمه صلى الله عليه وسلم

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(أبو داود الطيالسي عن أبي سعيد)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

(مسلم، أبو داود، الترمذي، النسائي، ابن ماجه عن عائشة)

تطوعه صلى الله عليه وسلم

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ. (ابن ماجه عن عائشة)

وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ مَرِضَ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

(مسلم، أبو داود عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ.

(البيهقي، أبو داود في نسخة عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الغَدَاةِ.

(البخاري، أبو داود، النسائي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي السَّفَرِ وَلا فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي الصِّحَّةِ وَلَا فِي السَّقَمِ. (الخطيب البغدادي عن عائشة)

كَانَ لَا يَرْكَعُ بَعْدَ الْفَرْضِ فِي مَوْضِعٍ يُصَلِّي فِيْهِ الْفَرْضَ. (الدار قطني في الأفراد عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. (ابن ماجه عن أبي سعيد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَلَا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ إِلَّا فِي أَهْلِهِ. (الطيالسي عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ فِي السَّفَرِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

(أحمد، البخاري، مسلم عن جابر)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ العِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. (البخاري، مالك، مسلم، أبو داود، النسائي عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ. (أبو داود عن علي)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهٰى عَنْهَا، وَيُوَاصِلُ، وَيَنْهٰى عَنِ الوِصَالِ. (أبو داود عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، وَقَالَ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

(ابن ماجه عن أبي أيوب)

سُئِلَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِصَلَاةٍ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ، أَوْ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. (أحمد، الطبراني عن عبيد مولاه)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ.

(ابن ماجه عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الضُّحَى سِتَّ رَكَعَاتٍ.

(الترمذي في الشمائل عن أنس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الضُّحَى أَرْبَعًا، وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ.

(أحمد، مسلم عن عائشة)

قيام الليل والوتر

أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

(أبو داود، أحمد، البخاري، مسلم، النسائي، ابن ماجه، الطحاوي، القشيري، الضياء المقدسي، الدارمي، ابن خزيمة، الأصفهاني، ابن عبد البر، البغوي عن حذيفة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ، افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. (مسلم عن عائشة)

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِه لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِداً. (أبو داود، الترمذي عن مالك بن الحويرث)

لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِداً. (أبو داود، الحاكم عن عائشة)

كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. (البخاري، مسلم، أحمد، أبو داود النسائي، ابن عبد البرعن عائشة)

أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ.

(البخاري، مسلم، النسائي، ابن عبد البر، الترمذي، ابن ماجه عن عائشة والمغيرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الوِتْرُ، وَرَكْعَتَا الفَجْرِ. (البخاري، مسلم، أبو داود عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَسْتَاكُ. (ابن ماجه، أحمد، أبو داود، الحاكم، النسائي عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

(ابن نصر عن أبي أيوب حسن)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّهَجُّدُ مِنَ اللَّيْلِ. (الطبراني عن جندب)

خطيب القوم صلى الله عليه وسلم على المنبر

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ. (ابن ماجه عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّمَا يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرُبَّمَا تَرَكَهُ أَحْيَانًا. (الطبراني، أبو داود في نسخة عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا قَالَ: أَقْصِرِ الْخُطْبَةَ، وَأَقِلَّ الْكَلَامَ، فَإِنَّ مِنَ الْكَلَامِ سِحْرًا. (الطبراني عن أبي أمامة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ. (ابن ماجه ،الحاكم،الطبراني عن جابر)

كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ، وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلٰى عَصًا. (ابن ماجه، الحاكم، البيهقي عن سعد القرظ)

كَانَ إِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَةٍ أَوْ عَصى. (الشافعي عن عطاء مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَنَا مِنْ مِنْبَرِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَلَّمَ عَلٰى مَنْ عِنْدَهُ مِنَ الْجُلُوسِ، فَإِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ سَلَّمَ. (البيهقي عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (أبوداود، الحاكم عن جابر بن سمرة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَقُصُّ شَارِبَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى الصَّلَاةِ. (البيهقي عن أبي هريرة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ، وَيَجْلِسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ، وَيَقْرَأُ آيَاتٍ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ. (أحمد، مسلم، النسائي، ابن ماجه عن جابر بن سمرة)

مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ. (أبو داود عن بنت الحارث بن النعمان)

هديه صلى الله عليه وسلم في العيدين

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ العِيدِ فِي طَرِيقٍ رَجَعَ فِي غَيْرِهِ.
(الترمذي، الحاكم عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ. (البخاري عن جابر)

كَانَ لَا يُؤَذَّنُ لَهُ فِي الْعِيدَيْنِ. (أبو داود الطيالسي، مسلم، أبو داود، الترمذي عن جابر بن سمرة)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُجِيزُ عَلَى شَهَادَةِ الْإِفْطَارِ إِلَّا شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ.
(البيهقي عن ابن عباس وابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى يَنْحَرَ. (ابن حبان، أحمد، الترمذي، الحاكم، ابن ماجه عن بريدة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ.
(الطبراني عن جابر بن سمرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ، يُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ. (ابن ماجه، الحاكم عن سعد القرظ)

فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ.
(ابن ماجه، أحمد عن قيس بن سعد)

كَانَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَا يَكَادُ يَدَعُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَوْمَ عِيدٍ إِلَّا أَخْرَجَهُ. (ابن عساكر عن جابر)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ الزَّكَاةِ قَبْلَ الْغُدُوِّ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ. (الترمذي عن ابن عمر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بَنَاتَهُ وَنِسَاءَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ.

(أحمد عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا.

(ابن ماجه عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مَاشِيًا وَيُصَلِّي بِغَيْرِ أَذَانٍ، وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ مَاشِيًا فِي طَرِيقٍ آخَرَ. (الطبراني، ابن ماجه عن أبي رافع)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْعِيدَيْنِ رَافِعًا صَوْتَهُ بِالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ. (البيهقي عن ابن عمر)

هديه صلى الله عليه وسلم في الأضاحي

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، وَكَانَ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ. (أحمد، النسائي، ابن ماجه، البخاري، مسلم عن أنس)

وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ. (البخاري، الحاكم عن عبد الله بن هشام)

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ. (أحمد عن أنس)

هديه صلى الله عليه وسلم في الاستسقاء والكسوف والخسوف

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَسْقَى، قَالَ: اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ. (أبوداود عن ابن عمرو)

كَانَ يَدْعُو إِذَا اسْتَسْقَى: اللَّهُمَّ ضَعْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَزِينَتَهَا وَسَكَنَهَا. (الطبراني وأبو عوانة عن سمرة)

كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَأْمُرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ. (أبو داود، الحاكم عن أسماء)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوِ الْقَمَرُ صَلَّى بِنَا حَتَّى تَنْجَلِيَ. (الطبراني عن النعمان بن بشير)

هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا أُتِيَ بِامْرِئٍ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالشَّجَرَةَ كَبَّرَ عَلَيْهِ تِسْعًا وَإِذَا أُتِيَ بِهِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَلَمْ يَشْهَدِ الشَّجَرَةَ أَوْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ وَلَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا كَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا وَإِذَا أُتِيَ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا وَلَا الشَّجَرَةَ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

(ابن عساكر عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا شَهِدَ جَنَازَةً أَكْثَرَ الصُّمَاتَ. وَأَكْثَرَ حَدِيْثَ نَفْسِه. (ابن المبارك وابن سعد عن عبد العزيز بن أبي رواد مرسلا)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا شَهِدَ جَنَازَةً رُئِيَتْ عَلَيْهِ كَآبَةٌ، وَأَكْثَرَ حَدِيثَ النَّفْسِ. (الطبراني عن ابن عباس)

كَانَ إِذَا شَيَّعَ جَنَازَةً عَلَا كَرْبُه وَأَقَلَّ الْكَلَامَ وَأَكْثَرَ حَدِيثَ النَّفْسِ.

(الحاكم في الكنى عن عمران بن حصين)

كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ؛ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ. (أبو داود عن عثمان)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَرَّ بِالْمَقَابِرِ قَالَ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. (ابن السني عن أبي هريرة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، قَالَ: بِسْمِ اللهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ، وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، وَعَلَى

سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ، وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ. (ابن ماجه، أبو داود، الترمذي، البيهقي عن ابن عمر)

هديه صلى الله عليه وسلم في الزكاة والصدقة

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلاَنٍ. (أحمد، البخاري،مسلم، أبو داود،النسائي، ابن ماجه عن عبد الله بن أبي أوفى)

هديه صلى الله عليه وسلم في الصيام

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ، وَأَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ. (البيهقي عن ابن عباس وابن سعد عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ. (البيهقي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ. (البيهقي عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ العَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ. (البخاري، مسلم، أبو داود، النسائي، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ مُقِيمًا اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِذَا سَافَرَ اعْتَكَفَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عِشْرِينَ. (أحمد عن أنس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا. (الترمذي، أحمد، مسلم، ابن ماجه عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ عَاشُورَاءَ وَيَأْمُرُ بِهِ. (أحمد، عبد الله بن أحمد عن علي)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ. (ابن ماجه عن أبي هريرة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (الترمذي عن ابن مسعود)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: الِاثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ، وَالِاثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. (أحمد، أبو داود، النسائي عن حفصة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ.

(أبو داود، أحمد عن بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ، وَالأَحَدَ، وَالِاثْنَيْنِ، وَمِنَ الشَّهْرِ الآخَرِ الثُّلَاثَاءَ، وَالأَرْبِعَاءَ، وَالْخَمِيسَ. (الترمذي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (أبو داود، الحاكم عن ابن عمر)

كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ.

(أبو داود عن معاذ بن زهرة مرسلا)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: لَكَ صُمْتُ، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (الطبراني وابن السني عن ابن عباس)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَانَنِي فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِي فَأَفْطَرْتُ. (ابن السني، البيهقي عن معاذ)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ عِنْدَ قَوْمٍ قَالَ لَهُمْ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. (أحمد، البيهقي عن أنس)

كَانَ إِذَا أَفْطَرَ عِنْدَ قَوْمٍ قَالَ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلَائِكَةُ.

(الطبراني عن ابن الزبير)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا أَرَادَ أَن يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَه. (أبو داود، الترمذي عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ صَائِمًا لَمْ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ فَيَأْكُلَ وَيَشْرَبَ إِذَا كَانَ الرُّطَبُ، وَأَمَّا الشِّتَاءُ لَمْ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِتَمْرٍ وَمَاءٍ.

(ابن خزيمة عن أنس بن مالك)

كَانَ إِذَا كَانَ الرُّطَبُ لَمْ يُفْطِرْ إِلَّا عَلَى الرُّطَبِ وَإِذَا لَمْ يَكُنِ الرُّطَبُ لَمْ يُفْطِرْ إِلَّا عَلَى التَّمْرِ. (عبد بن حميد عن جابر)

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ صَائِمًا أَمَرَ رَجُلًا فَأَوْفَى عَلَى نَشَزٍ، فَإِذَا قَالَ: قَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ. (الحاكم عن سهل بن سعد، الطبراني عن أبي الدرداء)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَكْثَرَ مَا يَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْأَعْمَالَ تُعْرَضُ كُلَّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ - أَوْ: كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ - فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ - أَوْ: لِكُلِّ مُؤْمِنٍ - إِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ، فَيَقُولُ: أَخِّرْهُمَا.

(أحمد عن أبي هريرة)

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ يَوْمَ السَّبْتِ وَالْأَحَدِ، وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيدٍ لِلْمُشْرِكِينَ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَهُمْ.

(البيهقي أحمد، الحاكم، الطبراني عن أم سلمة)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدَعُ صَوْمَ أَيَّامِ الْبِيضِ فِي سَفَرٍ، وَلَا حَضَرٍ.

(الطبراني عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي الْمَغْرِبَ حَتَّى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلَى شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ. (الحاكم، البيهقي عن انس)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

(أحمد، البخاري، مسلم، أبو داود، الترمذي، النسائي، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رُطَبَاتٌ، فَتَمَرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَمَرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

(أحمد، أبو داود، الترمذي عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدَأُ بِالشَّرَابِ إِذَا كَانَ صَائِمًا، وَكَانَ لَا يَعُبُّ، يَشْرَبُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. (الطبراني عن أم سلمة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْدَأُ إِذَا أَفْطَرَ بِالتَّمْرِ. (الطبراني، النسائي عن أنس)

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

(النسائي، الترمذي عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ أَوْ شَيْءٍ لَمْ تُصِبْهُ النَّارُ. (أبو يعلى عن أنس)

كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصُومَهُ: شَعْبَانُ.

(أبو داود عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى الرُّطَبِ، مَا دَامَ الرُّطَبُ، وَعَلَى التَّمْرِ إِذَا لَمْ يَكُنْ رَطْبٌ، وَيَخْتِمُ بِهِنَّ، وَيَجْعَلُهُنَّ وِتْرًا، ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا.

(الخطيب البغدادي، ابن عساكر عن جابر)

كَانَ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَسْتَحِبُّ إِذَا أَفْطَرَ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى لَبَنٍ.

(ابن عساكر، الدارقطني عن أنس)

هديه صلى الله عليه وسلم في الحج

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ خَطَبَ النَّاسَ فَأَخْبَرَهُمْ بِمَنَاسِكِهِمْ. (الحاكم، البيهقي عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللهَ رِضْوَانَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَاسْتَعَاذَ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ. (البيهقي، أبو داود في نسخة عن خزيمة بن ثابت)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ. (مسلم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ قَبَّلَهُ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلَيْهِ. (البيهقي، ابن ماجه عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشَى إِلَيْهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا. (الترمذي عن ابن عمر، عن واثلة في نسخة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مَضَى، وَلَمْ يَقِفْ. (ابن ماجه عن ابن عباس)

أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ مَسَحَ - أَوْ قَالَ: اسْتَلَمَ - الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ فِي كُلِّ طَوَافٍ. (الحاكم عن ابن عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ. (النسائي عن ابن عمر)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ مُحْرِمٌ. (الخطيب البغدادي عن عائشة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ: اللهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَبِرًّا وَمَهَابَةً. (الطبراني عن حذيفة بن أسيد)

هديه صلى الله عليه وسلم في النكاح

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَوَّجَ أَوْ تَزَوَّجَ نَثَرَ تَمْرًا. (البيهقي عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ يَأْتِيهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ، فَيَقُولَ لَهَا: يَا بُنَيَّةُ، إِنَّ فُلَانًا قَدْ خَطَبَكِ، فَإِنْ كَرِهْتِيهِ فَقُولِي لَا، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَحِي أَحَدٌ أَنْ يَقُولَ لَا، وَإِنْ أَحْبَبْتِ فَإِنَّ سُكُوتَكِ إِقْرَارٌ. (الطبراني عن عمر)

كَانَ إِذَا خَطَبَ الْمَرْأَةَ قَالَ: اذْكُرُوا لَهَا جَفْنَةَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ.

(عن عمرو ابن حزم وعن عمر بن قتادة مرسلا)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ فَرُدَّ لَمْ يَعُدْ، فَخَطَبَ امْرَأَةً فَقَالَتْ: أَسْتَأْمِرُ أَبِي فَلَقِيَتْ أَبَاهَا فَأَذِنَ لَهَا فَلَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: لَقَدِ الْتَحَفْنَا لِحَافًا غَيْرَكِ. (ابن سعد عن مجاهد مرسلا)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ نِكَاحَ السِّرِّ حَتَّى يُضْرَبَ بِدُفٍّ.

(أحمد، عبد الله بن أحمد عن أبي الحسن المازني)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيدًا.

(أحمد عن أنس)

فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النِّسَاءَ وَيَقُولُ: لَكِ كَذَا وَكَذَا، وجَفْنَةُ سَعْدٍ تَدُورُ مَعِي إِلَيْكِ كُلَّمَا دُرْتُ. (الطبراني عن سهل بن سعد)

كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ. (أبو داود، أحمد، الحاكم، الترمذي، النسائي، ابن ماجه عن أبي هريرة)

هديه صلى الله عليه وسلم في الجهاد

رَايَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

(ابن ماجه، الحاكم عن ابن عباس)

كَانَ فَرَسُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ الْمُرْتَجَزُ، وَبَغْلَتُهُ يُقَالُ لَهَا دُلْدُلٌ، وَحِمَارُهُ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، وَسَيْفُهُ يُقَالُ لَهُ ذُو الْفِقَارِ، وَدِرْعُهُ ذَاتُ الْفُضُوْلِ، وَنَاقَتُهُ الْقَصْوَاءُ. (البيهقي، الحاكم عن علي)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَّى بِغَيْرِهَا.

(ابن أبي شيبة، أبو داود، الحاكم عن كعب بن مالك)

كَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

(أبو داود، الترمذي، ابن ماجه عن صخر بن وداعة)

كَانَ إِذَا أَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَه فِي يَوْمِه، فَأَعْطَى الآهِلَ حَظَّيْنِ، وَأعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا.

(أبو داود، الحاكم عن عوف بن مالك)

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا، قَالَ: اَللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي، وَأَنْتَ نَصِيرِي، وَبِكَ أُقَاتِلُ. (أحمد، أبو داود، الترمذي، ابن ماجه، ابن حبان والضياء عن أنس)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ.

(الحاكم، الطبراني عن أبي موسى)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

(أحمد، مسلم، عبد الله بن أحمد، النسائي، الترمذي، أبو داود، ابن ماجه عن أبي هريرة)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ. (البخاري، أحمد عن كعب بن مالك)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أن يَسْتَوْدِعَ الجَيْشَ قَالَ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وأَمَانَتَكُمْ وخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ. (أبو داود، الحاكم عن عبد الله بن يزيد الخطمي)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلْقَى الْعَدُوَّ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ حِينَ تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ. (سنن سعيد بن منصور عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، الطبراني عن ابن أبي أوفى)

الطب والمرض والرقية

كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ.
(البخاري، مسلم، أبو داود، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ، قَالَ: بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ.
(مسلم عن عائشة)

كَانَ إِذَا اشْتَكَى اقْتَمَحَ كَفًّا مِنْ شُونِيزٍ، وَشَرِبَ عَلَيْهِ مَاءً وَعَسَلًا.
(الخطيب البغدادي عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى أَحَدٌ مِنَّا رَأْسَهُ قَالَ: اِذْهَبْ فَاحْتَجِمْ، وَإِذَا اشْتَكَى رِجْلَهُ قَالَ: اِذْهَبْ فَاخْضِبْهَا بِالْحِنَّاءِ. (الطبراني عن سلمى امرأة أبي رافع)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعَكُ أَمَرَ بِالْحِسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ، وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّهُ لَيَرْتُقُ فُؤَادَ الْحَزِينِ، وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا. (الترمذي، ابن ماجه، الحاكم عن عائشة)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا حُمَّ دَعَا بِقِرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَفْرَغَهَا عَلَى قَرْنِهِ، فَاغْتَسَلَ. (الحاكم، الطبراني عن سمرة بن جندب)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ. (مسلم عن عائشة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمِدَتْ عَيْنُ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ لَمْ يَأْتِهَا حَتَّى تَبْرَأَ عَيْنُهَا. (أبو نعيم في الطب عن أم سلمة)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّمَا أَخَذَتْهُ الشَّقِيقَةُ فَيَمْكُثُ الْيَوْمَ وَالْيَوْمَيْنِ لَا يَخْرُجُ.
(ابن السني وأبو نعيم عن بريدة)

كَانَ لَا يُصِيبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَرْحَةٌ، وَلَا شَوْكَةٌ، إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهِ الْحِنَّاءَ.
(ابن ماجه عن سلمى)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ. (ابن ماجه عن أنس)

إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ. (أبو داود عن عائشة)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ. (مسلم عن عائشة)

كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ: أَذْهِبِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا. (البخاري، مسلم، ابن ماجه عن عائشة)

كَانَ إِذَا أَصَابَهُ رَمَدٌ، أَوْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ، دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِبَصَرِي، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي، وَأَرِنِي فِي الْعَدُوِّ ثَأْرِي، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي.
(ابن السني، الحاكم عن أنس)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ: لاَ بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (البخاري عن ابن عباس)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.
(الترمذي، أحمد، الحاكم عن ابن عباس)

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْبَارِحَۃَ عَجَبًا

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا وَکُنَّا فِیْ صُفَّۃَ بِالْمَدِیْنَۃِ، فَقَامَ عَلَیْنَا فَقَالَ: اِنِّیْ رَاَیْتُ الْبَارِحَۃَ عَجَبًا:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم مدینہ منورہ میں صفہ میں تھے۔ ہمارے سامنے کھڑے ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات میں نے عجیب منظر دیکھا۔

والدین کے ساتھ فرمانبرداری

رَأَیْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِیْ أَتَاہُ مَلَکُ الْمَوْتِ لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ فَجَاءَہٗ بِرُّہٗ بِوَالِدَیْہِ فَرَدَّ مَلَکَ الْمَوْتِ عَنْہُ:

میری امت کے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آئے مگر والدین کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کی نیکی آڑے آگئی اور اس نے ملک الموت کو واپس کر دیا۔ (یعنی عمر میں زیادتی کی گئی)۔

وضو

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِى قَدْ بُسِطَ عَلَيْهِ عَذَابُ الْقَبرِ فَجاءَ ہٗ وُضُوْؤُہٗ فَاسْتَنْقَذَہٗ مِنْ ذٰلِکَ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب قبر اس کیلئے تیار کیا گیا مگر اس کا وضو اس کے پاس آپہنچا اور اس کو اس عذاب سے بچالیا۔

اللہ کا ذکر

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِى قَدِ احْتَوَشَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ فَجاءَ ہٗ ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَطَرَدَ الشَّيْطَانَ عَنْهُ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ شیاطین اسے پریشان کرر ہے تھے کہ اس کا کیا ہوا ذکر اللہ آپہنچا اور شیطان کو وہاں سے دھکا دے کر ہٹا دیا۔

نماز

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِى قَدِ احْتَوَشَتْهُ مَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ فَجاءَتْهُ صَلاَتُهٗ فَاسْتَنْقَذَتْهُ مِنْ أَيْدِيْهِمْ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ ملائکۃ العذاب اسے پریشان کرر ہے تھے کہ اس کی نماز سامنے آگئی اور ان کے ہاتھوں سے اسے چھڑالیا۔

صوم رمضان

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي يَلْتَهِبُ ...... وَفِيْ رِوَايَةٍ يَلْهَثُ ......عَطَشًا كُلَّمَا دَنَا مِنْ حَوْضٍ مُنِعَ وَطُرِدَ، فَجَاءَهُ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَأَسْقَاهُ وَأَرْوَاهُ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کے مارے ہانپ رہا ہے۔ جب کسی حوض کے قریب جاتا ہے تو اسے روک دیا جاتا ہے اور دھتکار دیا جاتا ہے مگر رمضان کے مہینے کے اس کے روزے آ پہنچے اور اس کو سیراب کیا اور خوب اچھی طرح سیراب کیا۔

غسلِ جنابت

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي وَرَأَيْتُ النَّبِيِّيْنَ جُلُوْسًا حَلَقًا حَلَقًا ، كُلَّمَا دَنَا اِلیٰ حَلْقَةٍ طُرِدَ، فَجَاءَهُ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَقْعَدَهُ اِلیٰ جَنْبِیْ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا اور انبیاء کو حلقہ در حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ جب وہ کسی حلقے کے قریب پہنچتا ہے تو اسے دھتکار دیا جاتا ہے تو اس کا غسل جنابت پہنچ گیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

حج وعمرہ

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي بَيْنَ يَدَيْهِ ظُلْمَةٌ وَمِنْ خَلْفِهِ ظُلْمَةٌ وَعَنْ يَمِيْنِهِ ظُلْمَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ ظُلْمَةٌ وَمِنْ فَوْقِهِ ظُلْمَةٌ وَمِنْ تَحْتِهِ ظُلْمَةٌ وَهُوَ مُتَحَيِّرٌ فِيْهَا فَجَاءَهُ حَجُّهُ وَ عُمْرَتُهُ فَاسْتَخْرَجَاهُ مِنَ الظُّلْمَةِ وَ أَدْخَلاهُ فِي النُّوْرِ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے آگے بھی تاریکی اس کے پیچھے بھی

تاریکی۔ اس کے دائیں بائیں اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے اور وہ ان تاریکیوں میں حیران پریشان لیکن اس کا حج اور عمرہ آپہنچا اور دونوں نے اسے تاریکی سے چھڑا کر نور میں داخل کر دیا۔

صدقہ

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِى يَتَّقِىْ بِيَدِهٖ وَهَجَ النَّارِ وَشَرَرَهَا فَجَاءَ تْهُ صَدَقَتُهٗ فَصَارَتْ سُتْرَةً بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّارِ وَ ظَلَّلَتْ عَلٰى رَأسِهٖ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ جو اپنے ہاتھ سے آگ کے شعلوں اور لپٹوں سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس کا صدقہ پہنچ گیا اور وہ اس شخص کے اور آگ کے درمیان آڑ بن گیا اور اس کے سر پر سائبان تان لیا۔

صلہ رحمی

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِىْ يُكَلِّمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَايُكَلِّمُوْنَهٗ فَجَاءَ تْهُ صِلَتُهٗ لِرَحِمِهٖ فَقَالَتْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، اِنَّهٗ كَانَ وَصُوْلاً لِرَحِمِهٖ فَكَلِّمُوْهُ، فَكَلَّمَهُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَصَافَحُوْهُ وَصَافَحَهُمْ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اہل ایمان سے بات کرنا چاہتا ہے مگر وہ اس کے ساتھ بولتے نہیں۔ وہیں پر اس کی صلہ رحمی جا پہنچی اور کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت یہ تو بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والا تھا تو مؤمنین اس سے بولنے لگے اور اس سے مصافحہ کرنے لگے اور اس نے ان سے مصافحہ کیا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي قَدِ احْتَوَشَتْهُ الزَّبَانِيَةُ فَجَاءَهُ أَمْرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْ أَيْدِيْهِمْ وَ أَدْخَلَهُ فِيْ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ زبانیہ فرشتوں نے اسے پریشان کر رکھا ہے۔ اتنے میں اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہنچ گیا اور ان کے ہاتھوں سے اسے چھڑا لیا اور ملائکہ رحمت کے درمیان اسے پہنچا دیا۔

اچھے اخلاق

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي جَاثِيًا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ حِجَابَ، فَجَاءَهُ حُسْنُ خُلُقِهٖ، فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَأَدْخَلَهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل اوندھا پڑا ہے اور اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان حجاب ہے۔ اتنے میں اس کا حسنِ خُلق آ گیا اور ہاتھ پکڑ کر اللہ عزوجل کے پاس اسے پہنچا دیا۔

اللہ عزوجل کا خوف وخشیت

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي قَدْ ذَهَبَتْ صَحِيْفَتُهُ مِنْ قِبَلِ شِمَالِهٖ فَجَاءَهُ خَوْفُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَخَذَ صَحِيْفَتَهُ فَوَضَعَهَا فِيْ يَمِيْنِهٖ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ کی طرف نکل گیا تو اس کا اللہ عزوجل سے خوف وخشیت پہنچ گئے اور اس کا نامہ اعمال داہنے

ہاتھ میں تھما دیا۔

نابالغ بچے جوفوت ہوجائیں

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي خَفَّ مِيْزَانُهُ فَجَاءَ هُ أَفْرَاطُهُ فَثَقَّلُوْا مِيْزَانَهُ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا ترازو ہلکا رہا تو اس کی اولاد جو قبل البلوغ فوت ہوچکی تھی وہ پہنچ گئی اور اس کے ترازو کو بھاری بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ سے امید و رجاء

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي قَائِمًا عَلَىٰ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَجَاءَ هُ رَجَاؤُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَضَىٰ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے کہ اتنے میں اللہ عزوجل سے اس کی رجا و امید پہنچ گئی اور اس کو اس سے چھڑا لیا اور وہ آگے چلنے لگا۔

خوف خدا سے ٹپکنے والے آنسو

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي قَدْ أُهْوِيَ فِي النَّارِ، فَجَاءَ تْهُ دَمْعَتُهُ الَّتِي بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاسْتَنْقَذَتْهُ مِنْ ذٰلِكَ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا جو آگ کے حوالے کیا جا رہا تھا کہ اس کے آنسو پہنچ گئے جو اللہ عزوجل کے ڈر سے اس نے بہائے تھے اور ان آنسوؤں نے اسے اس مصیبت سے چھڑا لیا۔

اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِيْ قَائِمًا عَلَى الصِّرَاطِ يُرْعَدُ كَمَا تُرْعَدُ السُّعْفَةُ فِيْ رِيْحٍ عَاصِفٍ، فَجَاءَ هُ حُسْنُ ظَنِّهٖ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَسَكَنَ رِعْدَتُهٗ وَمَضىٰ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا جو پل صراط پر کھڑا کانپ رہا ہے جیسے طوفانی ہوا میں پرندے کا پر ہل رہا ہو۔ اتنے میں اس کا اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ظن پہنچ گیا اور اس کا کانپنا بند ہو گیا اور وہ آگے چلنے لگا۔

درود شریف

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِيْ يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ وَيَحْبُوْ أَحْيَانًا، وَ يَتَعَلَّقُ أَحْيَانًا، فَجَاءَ تْهُ صَلَاتُهٗ عَلَيَّ فَأَقَامَتْهُ عَلىٰ قَدَمَيْهِ، وَأَنْقَذَتْهُ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا جو پل صراط پر سرین کے بل گھسٹ رہا ہے اور کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ اتنے میں مجھ پر اس کا درود شریف آ پہنچا اور اپنے قدم کے بل اس کو کھڑا کر دیا اور اس مصیبت سے اسے نجات دی۔

توحید ورسالت کی گواہی

وَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِيْ اِنْتَهٰى عَلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَغُلِّقَتِ الْأَبْوَابُ دُوْنَهٗ، فَجَاءَ تْهُ شَهَادَةُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَفُتِّحَتْ لَهُ الْأَبْوَابُ، وَأَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ:

اور میں نے میری امت کے ایک شخص کو دیکھا جو جنت کے دروازوں تک پہنچا اور اس کے سامنے سب دروازے بند کر دیئے گئے کہ اس کی لا الہ الا اللہ کی گواہی جا پہنچی تو تمام

دروازے کھل گئے اور شہادت توحید و رسالت نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(رواہ ابوموسی المدینی فی کتاب الترغیب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعائے رغبت ورہبت میں ہاتھ اٹھانے کے مختلف طرق

بیان میں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کے متعلق میں نے بارہا عرض کیا کہ یہ دعا من اعظم الأدعیہ عظیم ترین دعاؤں میں سے ایک دعا ہے۔

کیونکہ یہ دعائے رہبت ہے ہم اپنے سب سے بڑے دشمن نہ صرف ہمارا دشمن بلکہ جن وانس کا سب سے بڑا دشمن ابلیس ہے اُس سے ہم بھاگ رہے ہیں۔ اس کے ڈر سے بھاگ کر اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہیں۔

یہ اتنی بڑی بلا ہے کہ اُس کے لئے مستقل تمام دعاؤں سے مختلف یہ تعوذ کا صیغہ اللہ عزوجل نے ہمیں تعلیم فرمایافاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم اور یہ استعاذہ اور پناہ طلب کرنا ہے۔

اس کے متعلق روایت میں وارد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سأل اللہ جعل باطن کفیہ الیہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ عزوجل سے کسی چیز کا سوال کرتے تھے کوئی چیز مانگتے تھے مثلا اللھم ارزقنی اللھم اغفرلی تو ایسے مانگنے کے مواقع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ مبارک کھلے رہتے تھے، جس طرح عام دعاؤں میں ہم ہاتھ جس کیفیت میں رکھتے ہیں وہی کیفیت ہوتی تھی کہ جعل باطن کفیہ الیہ کہ اپنے چہرہ انور کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہتھیلیوں کو کئے ہوئے کھولے ہوئے دعا فرماتے تھے۔ واذ استعاذ جعل ظاھرھما الیہ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل سے استعاذہ فرماتے تھے پناہ طلب کرتے تھے تو اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر ہوتی تھی اور ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف ہوتا تھا۔

اس کیفیت میں ہم نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کو بھی بارہا دیکھا، بہت سے بزرگوں کو بھی

دونوں حالتوں میں دیکھا کہ عام دعا کی طرح سے ہاتھ کی ہتھیلیاں چہرے کی طرف کھلی ہوئی ہوتیں تھیں اور کبھی ہتھیلیوں والا حصہ نیچے زمین کی طرف اور پہنچوں کی پشت چہرے کی طرف ہے۔

جو اس مسئلہ اور دعاؤں کے فرق کو نہیں جانتا ہو گا تو وہ بظاہر یہ سوچتا ہو گا کہ ہاتھ تھک گئے ہیں اس لئے اسے اس کیفیت میں رکھا گیا ہے کہ ناک کے قریب اس کو کر کے دعا مانگ رہے ہیں۔

حقیقتاً یہ دعائے رہبت ہوتی ہے جس میں اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا جاتا ہے اور عام دعا سے اِس میں ہاتھوں کو الٹا رکھا جاتا ہے جیسے سامنے سے کوئی حملہ آور ہو تو اس سے بچاؤ کے لئے ہتھیلیوں کو اس کی طرف کیا جاتا ہے تا کہ جو کچھ حملہ وغیرہ ہو، وہ ہتھیلیوں پر ہو چہرہ پر نہ آئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ نے بھی علماء کی طرف منسوب کر کے نقل کیا کہ السنّة فی کل دعاء لرفع البلاء ان یرفع یدیه جاعلا ظهور کفیه الی السماء کہ جب کسی بلا کے دفعیہ کے لئے دعا کر رہے ہوں تو اپنے پہنچوں کی پشت کو آسمان کی طرف کرو۔

واذا دعا بسؤال شیئ وتحصیله ان یجعل کفیه الی السماء اور جب کسی چیز کی طلب ہو کسی چیز کا سوال ہو تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف جس طرح عام حالات میں ہم لوگ دعا مانگ رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ہتھیلیاں کچھ آسمان کی طرف نظر آتی ہیں کچھ دعا مانگنے والے کے چہرہ کی طرف نظر آتی ہیں۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بلاء کے دفع کرنے کے لئے دعا ہو قحط وغیرہ کی بلاء ہو یا اور کوئی بلا ہو تو اُس وقت اپنے پہنچوں کی پشت آسمان کی طرف رکھو، اور جب اللہ سے کسی نعمت کا سوال ہو تو اپنی ہتھیلیوں والا حصہ آسمان کی طرف رکھو۔

آگے فرماتے ہیں کہ امام احمد نے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صورت میں جب دعا فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلاء کا دفعیہ چاہتے تھے اور اللہ عزوجل کی

پناہ چاہتے تھے، والثانی اذا سأل جب سوال اور کسی چیز کی طلب ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری کیفیت میں جس طرح عام حالات میں ہم دعا میں ہاتھ اُٹھاتے ہیں اس کیفیت سے دعا کرتے تھے۔

یہ استعاذہ ہے ہی دعائے رہبت، اسی لئے مفسرین ویدعوننا رغبا ورھبا کی تفسیر میں فرماتے ہیں جیسا کہ در منثور میں بھی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس آیت شریفہ ویدعوننا رغبا ورھبا کے نازل ہونے پر صحابہ کرام نے دعائے رغبت اور رہبت کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنی ہتھیلیاں مبارک کو اپنے چہرے کی طرف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس طرح یہ دعائے رغبت کی جاتی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں دست مبارک کو اُلٹا کیا اور بجائے ہتھیلیوں کے، ہتھیلیوں کی پشت مبارک کو اپنے چہرے کی طرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ دعائے رہبت ہے۔

ڈر کے مارے کسی چیز سے ہم بچنا چاہتے ہوں تو دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو بچاتے ہیں تو اس کیفیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے رہبت سکھلائی۔

یہ ایک عظیم ابلیس سے ہم پناہ مانگتے ہیں اور پڑھتے ہیں اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم تو اس میں بھی تعوذ میں ہر حال میں جب نماز کی کیفیت نہ ہو اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جا رہی ہو تو اس میں پہنچوں کی پشت آسمان کی طرف یا اپنے چہرے کی طرف ہونی چاہئے۔

ہم نے بارہا بزرگان دین کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا بھی، بظاہر تو اس میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے ہاتھ دکھ گئے تھک گئے اِس لئے اپنے ہاتھ کو گول کئے ہوئے ہیں دونوں کو ملائے ہوئے ہیں لیکن یہ دراصل دعائے رہبت ہوتی تھی۔

روح البیان فی تفسیر القرآن میں اُس کے مصنف اسماعیل ذبیح حقی کسی کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں السنة لداعی فی طلب الحاجة له ان ینشرھما یعنی کفیه الی السماء کہ جب دعا کرنے والا کوئی حاجت مانگ رہا ہو سوال کر رہا ہو تو اس سورت میں اپنے دونوں ہتھیلیاں

آسمان کی طرف کرے۔

وللمکروب ان ینصب ذراعیه حتیٰ یقابل بکفیه وجهه اور جو مصیبت زدہ پریشان حال ہو تو وہ اپنی دونوں بانھوں کو کھڑا کر دے یہاں تک کہ اس کی ہتھیلیاں اپنے چہرے کی طرف ہو جائیں۔

واذا دعا علیٰ احد ان یقلب کفیه ویجعل ظهرهما الی السماء اور کسی پر بد دعا کرنی ہو تو اپنی ہتھیلیوں کو پلٹ دے، کہ ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں اور اس کا چمڑی والا اوپر کا حصہ ہتھیلیوں کی پشت کو آسمان کی طرف کر دے۔

اسی لئے آپ حضرات نے بھی سنا ہو گا کسی بزرگ کی بد دعا سے بچنے کے لئے نصیحت کی جاتی ہے کہ اُن کو مت چھیڑو، ورنہ کہیں وہ اُلٹے ہاتھ اُٹھا دیں گے تو مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔

آج کل امت اسلامیہ کتنے سارے دشمنوں کے نرغے میں ہے اُن سے بچنا چاہتی ہے تو اس دعائے رہبت میں اور تعوذ میں ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں اور اُن کی پشت چہرے کی طرف ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ﴿البقره:٦٧﴾
وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴿الِ عمران:٣٦﴾
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴿الاعراف:٢٠٠﴾
قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ﴿هُود:٤٧﴾
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ﴿يُوسُف:٢٣﴾
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّأْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ ﴿يُوسُف:٧٩﴾
فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴿النَّحل:٩٨﴾
قَالَتْ اِنِّيْ أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿مريم:١٨﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ﴿المؤمنون:٩٧﴾
وَاَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿المؤمنون:٩٨﴾
اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿المؤمن:٢٧﴾
اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴿المؤمن:٥٦﴾
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴿حم السَّجدة:٣٦﴾

وَاِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَرَبِّکُمۡ أَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ ﴿الدّخان:۲۰﴾

وَاَنَّهٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ ﴿الجِنّ:٦﴾

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ﴿الفَلَق:۱﴾

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿النّاس:۱﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.

﴿ م، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيْلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.

﴿ بز، طس عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَأَةِ نِقْمَتِكَ، وَمِنْ جَمِيْعِ سَخَطِكَ وَغَضَبِكَ.

﴿ شب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَمِنْ جَمِيْعِ سَخَطِكَ.

﴿ ك عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَمِنْ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَمِنْ جَمِيْعِ سَخَطِكَ وَغَضَبِكَ.

﴿ غ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿ ش، بز، ن، ك عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ أ، غ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ د عَنْ طَاوُوْسٍ، مو، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ عب عَنِ بْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ أَبِيهِ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ عب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَشَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ م عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، م عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ م عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ ك، خ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ خ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، طس، د، م عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿ د عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ت عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْعَجْزِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ت عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، ك عَنْ طَاوُوْسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ طس عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

﴿ ق عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿ ش عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْتَجَابُ.

﴿ ش عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

﴿ خ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ د، م، خ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ م عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

﴿ د عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ.

﴿ بز عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ أَنْفُسَنَا تَقْوَاهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ بز عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ بز عَن أَنَس ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، أَوْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عن زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخلِ وَالجُبنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عن أَنَسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخلِ وَالجُبنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ أَنْفُسَنَا تقْوَاهَا، أَنْتَ خَيرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَا تُسْتَجَابُ.

﴿ ن عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخلِ وَالجُبنِ، وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ ن عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالجُبْنِ وَالْبُخلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْقَسْوَةِ، وَالْغَفْلَةِ، وَالْعِيلَةِ، وَالذِّلَّةِ، وَالْمَسْكَنَةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقرِ، وَالْكُفْرِ، وَالْفُسُوقِ، وَالشِّقَاقِ،

وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ، وَالرِّيَاءِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ، وَالْبَكَمِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ.

﴿ ك عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ غ عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

﴿ كر عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الأَخْلَاقِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الأَخْلَاقِ.

﴿ د، ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى، غ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

﴿ ش عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

﴿ ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي، م، ع عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوأُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

﴿ د، ع عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَذِلَّ، أَوْ أَنْ أَضِلَّ، أَوْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

﴿ ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوأُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.

﴿ ط عَنْ مَيْمُونَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ غ، ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي، ق، خ، ص، بز عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ.

﴿ شب عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ غ، خ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ د عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

﴿ د عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

﴿ غ، ت عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ بَنِي آدَمَ.

﴿ بز عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْعَجزِ وَالْكَسَلِ، وَمِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ، وَمِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ طس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَفَضْحِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

﴿ ن عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

﴿ مط، طس عَنْ خَالِدِ بْنَ الْوَلِيْدِ، ش عَنْ الْوَلِيْدِ بْنَ الْوَلِيْدِ، ت عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

﴿ أ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ ﴾

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

﴿ د عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ﴾

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ، وَمِنْ عِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

﴿ ك عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو ﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ.

﴿ ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي، ك، عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيّ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ.

﴿ غ، ن، شب، م، د، ه، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ بَعْدُ.

﴿ ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ.

﴿ ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَشَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ.

﴿ م عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

﴿ غ، ك، طس، م، د، ت، ز، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي، شب، أ، در، مط عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

﴿ عب عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ ﴾

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَٰنُ.

﴿ شب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ ﴾

أَعُوذُ بِاللهِ الْكَرِيمِ، وَبِسْمِ اللهِ الْعَظِيمِ، وَكَلِمَةِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْعَامَّةِ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقْتَ أَيْ رَبِّي، وَشَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، وَمِنْ شَرِّ هَذَا الْيَوْمِ، وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ، وَشَرِّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

﴿ شب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ ﴾

أَعُوذُ بِاللهِ الْكَرِيمِ، وَاسْمِ اللهِ الْعَظِيمِ، وَكَلِمَةِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَاللَّامَّةِ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقْتَ أَيْ رَبِّ، وَشَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، وَمِنْ شَرِّ هَذَا الْيَوْمِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ، وَشَرِّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

﴿ شب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ، وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ.

﴿ ت عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ البَرَصِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ البَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الأَسْقَامِ.

﴿ د عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُذَامِ، وَالْجُنُوْنِ، وَمِنْ سَيِّئِ الأَسْقَامِ.

﴿ غ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ.

﴿ شب عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ.

﴿ شب، ہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَعَمَلٍ لَا يُرْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَقَوْلٍ لَا يُسْمَعُ.

﴿ شب، ع عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الأَرْبَعِ.

﴿ أ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ.

﴿ أ، ك، د. ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، ه عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الأَرْبَعِ.

﴿ أ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أبي الهذيل عَنْ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لاَ يُسْمَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لاَ تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الأَرْبَعِ.

﴿ ت عَنْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ.

﴿ طس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ.

﴿ طس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ، مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ.

﴿ طس عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

﴿ شب عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَمِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ، وَمِنَ الْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَمِنَ الْهَرَمِ، وَمِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ قُلُوْبًا أَوَّاهَةً مُخْبِتَةً مُنِيْبَةً فِي سَبِيْلِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَمُنْجِيَاتِ أَمْرِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

﴿ ك عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.

﴿ شب عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.

﴿ غ، ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، ه، د، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَمِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.

﴿ ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ وَلُوْعًا، وَمِنَ الْجُوْعِ ضَجِيْعًا.

﴿ طس عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَمِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.

﴿ شب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

﴿ بز، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عن زيد بن أَرْقَمَ ، ت، ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، ك، د، قَ، ه، م، شب عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.
《 بز، ه، شب عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، ت، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي، غ، طس، ق م، خ، در عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 》

بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.
《 شب عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 》

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيْثِ.
《 ت عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 》

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيْثِ.
《 ت عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 》

بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.
《 طس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 》

أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.
《 ك عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ 》

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ، اَلْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.
《 ه عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ 》

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ اَلشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.
﴿ ه عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ

أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَشَرِّ بَصَرِيْ، وَشَرِّ لِسَانِيْ، وَشَرِّ قَلْبِيْ، وَشَرِّ مَنِيِّيْ.
﴿ غ، ن، ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَلِسَانِيْ، وَمَنِيِّيْ.
﴿ شب عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِن شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ.
﴿ أ، ت، د عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ.
﴿ ك عَنْ شَكَلِ بْنُ حُمَيْدٍ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.
﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ م. ك عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِمَغْفِرَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ عب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَبْلُغُ مِدْحَتَكَ، وَلَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ عب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ أ، ه، ت، شب، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰي عَنْ عَلِيٍّ ﴾

إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ شب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

﴿ أ عَنْ عَلِيٍّ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ ن، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى، د عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى، ت عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، اَللّٰهُمَّ لَا أَسْتَطِيعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتُ، وَلَكِنْ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ طس، ن فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ مط، قط عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ.

﴿ ن عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمَغْفِرَتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ، أُثْنِي عَلَيْكَ لَا أَبْلُغُ كُلَّ مَا فِيكَ.

﴿ طس عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ عَذَابِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ طس عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ قط عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ أُثْنِي عَلَيْكَ، لَا أَبْلُغُ كُلَّ مَا فِيكَ.

﴿ ك عَنْ عَائِشَةَ ﴾

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، جَلَّ وَجْهُكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

﴿ شب عَنْ عَائِشَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.

﴿ أ، د، ق، ك، غ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.

﴿ أعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ، وَالتَّرَدِّيْ، وَالْهَرَمِ، وَالْغَمِّ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا.

﴿ د عَنْ أَبِي الْيُسْرِ ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، والْحَرَقِ، والْهَرَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا.

﴿ ن فِيْ السُّنَنِ الْكُبْرٰي عن أبي اليَسر ﴾

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرِيْقِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِي سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا.

﴿ ن عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ السُّلَمِيِّ ﴾

مراجع:

خ: صحيح البخاري
م: صحيح المسلم
د: سنن ابي داود
ت: جامع الترمذي
ن: سنن النسائي
ه: سنن ابن ماجه
مو: موطأ الإمام مالك
ك: مستدرك الحاكم
أ: المسند للامام احمد ابن حنبل
عب: المصنف عبد الرزاق
ش: المصنف ابن ابي شيبة
طب: الطبراني في الكبير
طس: الطبراني في الاوسط
قط: الدار قطني
ق: السنن الصغيرللبيهقي، السنن الكبرى للبيهقي
در: سنن الدارمي
شب: البيهقي في شعب الايمان
بز: بزار
كر: ابن عساكر
حب: صحيح ابن حبان
خز: صحيح ابن خزيمة
غ: شرح السنة للبغوي